

صراطِ مستقیم کورس

(برائے مرد حضرات)

مولانا محمد الیاس گھمن رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ

توجہ فرمائیں

احناف میڈیا کی طرف سے اس کتاب کو شائع اور تقسیم کرنے کی عام اجازت ہے بشرطیکہ اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہ کی جائے

www.ahnafmedia.com

ناشر: مرکز اہل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

فہرست

- پیش لفظ ----- 17
- کورس کی ترتیب: ----- 17
- پڑھانے کا طریقہ: ----- 18
- چند ابتدائی باتیں ----- 20
- ﴿قرآن مجید﴾ ----- 20
- پہلی بات: قرآن مجید کے متعلق بنیادی معومات ----- 20
- دوسری بات: قرآن مجید کے حقوق ----- 23
- ﴿حدیث مبارک﴾ ----- 26
- حدیث کی تعریف: ----- 26
- حدیث کی قسمیں: ----- 26
- حدیث متواتر: ----- 26
- حدیث واحد: ----- 26
- سنت کا لغوی اور اصطلاحی معنی ----- 28
- ﴿عقیدہ﴾ ----- 29
- سات بنیادی ایمانیات: ----- 30
- ﴿مسئلہ﴾ ----- 30
- فقہ کی تعریف: ----- 31

31----- شریعت کے احکام:

33 ----- ﴿مسنون دعا﴾

37----- پہلا سبق

37----- [1]: تلاوت سے پہلے تعوذ پڑھنا (از قرآن مجید)

37----- [2]: تلاوت سے پہلے تعوذ پڑھنا (از حدیث مبارک)

37----- [3]: وجود باری تعالیٰ

37----- [4]: نجاست کی اقسام و احکام

39----- [5]: سونے کی دعا

40----- دوسرا سبق

40----- [1]: تسمیہ

40----- [2]: امام نماز میں بسم اللہ آہستہ پڑھے

41----- [3]: تقدیس ذات و صفات باری تعالیٰ

41----- [4]: نجاست حکمیہ کی اقسام و احکام

42----- [5]: سوکراٹھنے کی دعا

43----- تیسرا سبق

43----- [1]: باری تعالیٰ کا تعارف

43----- [2]: چالیس احادیث یاد کرنے کی فضیلت

43----- [3]: عموم قدرت و تقدیر باری تعالیٰ

44----- [4]: جوٹھے پانی کے احکام

44----- [5]: بیت الخلاء میں جانے کی دعا

چوتھا سبق

- [1]: اللہ تعالیٰ سے صراطِ مستقیم مانگیے! ----- 45
- [2]: آمین آہستہ کہنا ----- 45
- [3]: صدق باری تعالیٰ ----- 45
- [4]: پانی کے مسائل و احکام ----- 45
- [5]: بیت الخلاء سے نکلنے کی دعا ----- 47

پانچواں سبق

- [1]: معبود حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے ----- 48
- [2]: اسماءِ حسنی ----- 48
- [3]: توحید باری تعالیٰ ----- 49
- [4]: پانی سے استنجا کے احکام ----- 49
- [5]: وضو کے شروع اور درمیان کی دعا ----- 50

چھٹا سبق

- [1]: توحید پر استقامت اور شرک سے بیزاری ----- 51
- [2]: ڈاڑھی بڑھانا اور مونچھیں کٹوانا ----- 51
- [3]: شرک کا بیان ----- 51
- [4]: وضو کے فرائض، سننیں اور مستحبات ----- 52
- [5]: وضو کے آخر کی دعا ----- 53

ساتواں سبق

- [1]: رزق دینے والی ذات صرف اللہ تعالیٰ ہے ----- 55

55-----[2]: طلبِ علم ایک فریضہ

55-----[3]: خیالات کے درجات

56-----[4]: مکروہات و نواقض وضو

58-----[5]: علم نافع کے حصول کے لیے دعا

59-----آٹھواں سبق

59-----[1]: تثلیث نہیں، توحید!

59-----[2]: اللہ تعالیٰ کا حلم و بردباری

60-----[3]: اللہ کا عدل و فضل

60-----[4]: غسل کی اقسام

61-----[5]: مسجد میں داخل ہونے کی دعا

62-----نواں سبق

62-----[1]: پانچ باتوں کا علم اللہ ہی کے پاس ہے

62-----[2]: پردہ پوشی کی فضیلت

62-----[3]: اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہیں

63-----[4]: غسل کے فرائض اور سنیتیں

63-----[5]: مسجد سے باہر نکلنے کی دعا

64-----دسواں سبق

64-----[1]: ملائکہ کی صفات

64-----[2]: کامل مسلمان کی علامات

64-----[3]: ملائکہ کے متعلق عقائد

65-----[4]: تیمم کے مسائل واحکام

67-----[5]: گھر سے نکلنے کی دعا

68-----گیارہواں سبق

68-----[1]: انبیاء سابقین و کتب سابقہ

68-----[2]: تعداد انبیاء و رسل

69-----[3]: نبوت کے متعلق عقائد

70-----[4]: موزوں پر مسح کے احکام

71-----[5]: نقصان پہنچنے کے وقت کی دعا

72-----بارہواں سبق

72-----[1]: صداقتِ قرآن

72-----[2]: اذان اور اقامت کا مسنون طریقہ

72-----[3]: آسمانی کتب کے متعلق عقائد

73-----[4]: اذان و اقامت کے مسائل واحکام

75-----[5]: اذان کے بعد کی دعا

76-----تیرہواں سبق

76-----[1]: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر انعامات الہیہ کی بارش

76-----[2]: فجر، ظہر اور عصر کا مستحب وقت

77-----[3]: عظمت انبیاء علیہم السلام و علوم نبوت

78-----[4]: نمازوں کے اوقات کا بیان

79-----[5]: کھانا کھاتے وقت کی دعا

چودھواں سبق

- [1]: گستاخ رسول کا انجام ----- 80
- [2]: تکبیر تحریمہ کی رفع یدین ----- 80
- [3]: توبین رسالت اور توبین علم نبوت کا حکم ----- 80
- [4]: نماز کے فرائض کا بیان ----- 81
- [5]: کھانا کھانے کے بعد کی دعا ----- 82

پندرھواں سبق

- [1]: ختم نبوت (از قرآن مجید) ----- 83
- [2]: ختم نبوت (از حدیث مبارک) ----- 83
- [3]: عقیدہ ختم نبوت ----- 83
- [4]: نماز کے واجبات کا بیان ----- 84
- [5]: نیا کپڑے پہننے کی دعا ----- 85

سولھواں سبق

- [1]: حیاتِ انبیاء علیہم السلام ----- 86
- [2]: حیاتِ انبیاء علیہم السلام ----- 87
- [3]: عقیدہ حیاتِ انبیاء علیہم السلام ----- 87
- [4]: نماز کی سنتوں اور مستحبات کا بیان ----- 87
- [5]: مجلس سے اٹھنے کی دعا ----- 89

سترھواں سبق

- [1]: آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کا حکم: ----- 90

90-----[2]: سماعِ صلوٰۃ و سلام

90-----[3]: صلوٰۃ و سلام، ذکرِ رسول، استشفاع اور عرضِ اعمال

92-----[4]: نماز کے مکروہات کا بیان

93-----[5]: پانی پینے کی دعا

94----- اٹھارہواں سبق

94-----[1]: معجزات اللہ ہی کے اختیار میں ہیں

94-----[2]: حضرات کا ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا

95-----[3]: معجزہ کے متعلق عقائد

95-----[4]: نماز کے مفسدات کا بیان

97-----[5]: پانی پینے کے بعد کی دعا

98----- انیسواں سبق

98-----[1]: شانِ صحابہ رضی اللہ عنہم

98-----[2]: صحابہ رضی اللہ عنہم ستاروں کی مانند

99-----[3]: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق عقیدہ

99-----[4]: مرد و عورت کی نماز میں فرق

102-----[5]: دودھ پینے کی دعا

103----- بیسواں سبق

103-----[1]: صحابیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

103-----[2]: سنت نبوی اور سنت خلفاء راشدین کو تھامنے کا حکم

104-----[3]: خلافت راشدہ و مقام صحابہ رضی اللہ عنہم

105 ----- [4]: سجدہ سہو کب واجب ہوتا ہے؟

106 ----- [5]: چھینک کے وقت کی دعا

107 ----- اکیسواں سبق

107 ----- [1]: شانِ اہل بیت رضی اللہ عنہم

107 ----- [2]: تہجد آٹھ رکعت مسنون ہے اور وتر تین ہیں

108 ----- [3]: صحابہ رضی اللہ عنہ کے متعلق چند عقائد

109 ----- [4]: جماعت کے مسائل و احکام

110 ----- [5]: مریض کی عیادت کے وقت کی دعا

111 ----- بائیسواں سبق

111 ----- [1]: جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہو!

111 ----- [2]: امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے

112 ----- [3]: وسیلہ جائز ہے

112 ----- [4]: امامت کا حقدار کون ہے؟

113 ----- [5]: سواری پر سوار ہونے کی دعا

114 ----- تیسواں سبق

114 ----- [1]: مؤمنین کی صفات

114 ----- [2]: رفع یدین صرف تکبیر تحریمہ کے وقت مسنون ہے

115 ----- [3]: اولیاء کے متعلق عقیدہ

116 ----- [4]: نماز جمعہ کے مسائل و احکام

117 ----- [5]: سفر سے واپسی کی دعا

چوبیسواں سبق ----- 118

- [1]: مناظرہ کا جواز ----- 118
- [2]: مسنون تراویح ----- 118
- [3]: تصوف و تزکیہ ----- 119
- [4]: مسافر اور مریض کی نماز کے احکام ----- 119
- [5]: ملاقات کے وقت کی دعا ----- 120

پچیسواں سبق ----- 121

- [1]: ائمہ فقہاء کی تقلید کا ثبوت ----- 121
- [2]: عظمتِ فقیہ ----- 121
- [3]: اجتہاد و تقلید ----- 121
- [4]: میت کو غسل دینے کا مسنون طریقہ ----- 122
- [5]: نماز کے بعد کی دعا ----- 125

چھیسواں سبق ----- 126

- [1]: قربانی عبادت ہے ----- 126
- [2]: تکبیراتِ عیدین ----- 126
- [3]: جنات کے بارے میں عقائد ----- 127
- [4]: مرد کی تکفین کے مسائل ----- 128
- [5]: غصے یا برے خواب کے وقت کی دعا ----- 129

ستائیسواں سبق ----- 130

- [1]: عذابِ قبر کا ثبوت از قرآن کریم ----- 130

130-----[2]:عذابِ قبر کا ثبوت از حدیث مبارک

131-----[3]:موت اور موت کے بعد کے متعلق عقیدہ

132-----[4]:نماز جنازہ مسائل و احکام

133-----[5]:قبرستان میں داخل ہونے کی دعا

134 ----- اٹھائیسواں سبق

134-----[1]:قیامت برحق ہے

134-----[2]:قیامت کے دن کی ہولناکی

134-----[3]:قیامت کے متعلق عقائد

136-----[4]:نماز جنازہ کی سنتیں

136-----[5]:نماز جنازہ میں بالغ میت کے لیے دعا

137 --- انتیسواں سبق

137-----[1]:زنا حرام ہے

137-----[2]:توبہ کی فضیلت

137-----[3]:قیامت کی علامات صغریٰ

138-----[4]:قضا نمازیں

139-----[5]:نماز جنازہ میں نابالغ بچے اور مجنون کے لیے دعا

140 --- تیسواں سبق

140-----[1]:مصیبت؛ گناہ کا وبال ہے

140-----[2]:جس سے محبت اسی کے ساتھ انجام

140-----[3]:قیامت کی علاماتِ کبریٰ

141 ----- [4]: نفل نمازیں

143 ----- استخارہ کی دعا کا مطلب و مفہوم

146 ----- اکتیسواں سبق

146 ----- [1]: زکوٰۃ اور سود کا تقابل

146 ----- [2]: زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر وعید

147 ----- [3]: خروجِ دجال

148 ----- [4]: زکوٰۃ کے مسائل و احکام

149 ----- [5]: بارش مانگنے کی دعا

150 ----- بتیسواں سبق

150 ----- [1]: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا

151 ----- [2]: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول

151 ----- [3]: نزولِ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا عقیدہ

153 ----- [4]: زکوٰۃ کے بقیہ احکام

155 ----- [5]: درد سے نجات کے لیے دعا

156 ----- تینتیسواں سبق

156 ----- [1]: رمضان کے روزے کی فرضیت

156 ----- [2]: روزہ و قرآن کی دربارِ الہی میں سفارش

157 ----- [3]: خروجِ یاجوج ماجوج کا عقیدہ

158 ----- [4]: روزہ کے مسائل و احکام

160 ----- [5]: بے چینی کے وقت کی دعا

چونتیسواں سبق

- [1]: حج کی فرضیت ----- 161
- [2]: حج نہ کرنے پر وعید ----- 161
- [3]: عقیدہ خروجِ دُخان یعنی دھویں کا ظاہر ہونا ----- 162
- [3]: حج کے مسائل و احکام ----- 162
- [5]: نظر بد سے بچنے کے لیے دعا ----- 166

پینتیسواں سبق

- [1]: نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ----- 168
- [2]: حسب استطاعت برائی کو روکنا ----- 168
- [3]: آية الارض کا نکلنا ----- 168
- [4]: حج کرنے کا طریقہ ----- 169
- [5]: برائی سے بچنے کے لیے دعا ----- 173

چھتیسواں سبق

- [1]: حقوق والدین ----- 174
- [2]: فضیلتِ دعا ----- 174
- [3]: بقیہ علامات قیامت کا بیان ----- 175
- [4]: والدین کے ساتھ برتاؤ کے آداب ----- 175
- [5]: شیطانی وسوسوں کی زیادتی کے وقت کی دعا ----- 177

سینتیسواں سبق

- [1]: کامیابی کا معیار ----- 178

178 ----- [2]: فضیلتِ تعلیم قرآن

178 ----- [3]: علامتِ قیامت؛ آگ نکلنے کا بیان

179 ----- [4]: گفتگو سے متعلق سنن و آداب

182 ----- [5]: حسنِ خاتمہ کے لیے دعا

183 ----- اڑتیسواں سبق

183 ----- [1]: فرضیتِ جہاد

183 ----- [2]: شہید کی فضیلت

184 ----- [3]: جہاد فی سبیل اللہ؛ فضائل و احکام

186 ----- [4]: مجلس میں بیٹھنے سے متعلق سنن و آداب

188 ----- [5]: دشمن سے مقابلے کے وقت کی دعا

189 ----- انتالیسواں سبق

189 ----- [1]: بے نکاحوں کے نکاح کرانے کا حکم

189 ----- [2]: کم خرچ والے نکاح کی فضیلت

189 ----- [3]: چند عقائد، سنت و بدعت اور بعث بعد الموت کا بیان

191 ----- [4]: خانگی زندگی کے مسائل و احکام

192 ----- [5]: نکاح کی مبارک باد دیتے وقت کی دعا

193 ----- چالیسواں سبق

193 ----- [1]: شرعی حلالہ کا ثبوت

193 ----- [2]: تین طلاقیں کے بعد حلالہ شرعی کا حکم

194 ----- [3]: اعتبارِ خاتمہ کا ہے

195 ----- [4]: خانگی زندگی کے بقیہ مسائل و احکام

200 ----- [5]: زیادہ اجر والی دعا

201 ----- یادداشت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

ہر مسلمان مرد و عورت پر اتنا علم سیکھنا فرض ہے جس سے وہ اپنی یومیہ زندگی میں صبح کی بیداری سے لے کر رات سونے تک کے اعمال اور مسائل میں شرعی رہنمائی حاصل کر سکے۔ انسان کے لیے اپنے عقائد، اعمال اور اخلاق کو درست کرنا انتہائی ضروری ہے تاکہ دنیا اور آخرت میں سرخرو ہو۔

علمائے کرام تقریر و تحریر کے ذریعے امت کی رہنمائی کر رہے ہیں اور عقائد، اعمال اور اخلاق کی اصلاح کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی زیر نظر ”صراطِ مستقیم کورس“ بھی ہے جسے بندہ نے عوام الناس کے لیے ترتیب دیا ہے۔ کورس کی ترتیب کے وقت ہمارے سامنے عوام کے لیے درج ذیل امور پیش نظر تھے:

- 1: بنیادی عقائد و نظریات سے واقف ہونا۔
- 2: عبادات مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ کی ادائیگی کا طریقہ کار معلوم ہونا۔
- 3: اچھے اخلاق مثلاً صبر و شکر، عفو و حلم، سخاوت و شجاعت اور حیاء وغیرہ کا حامل ہونا اور برے اخلاق مثلاً حسد و کینہ، بخل و بزدلی، کبر و عجب اور بے جا غصہ وغیرہ سے بچنا۔

- 4: اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی شریعت کے مطابق گزارنا۔
- 5: مختلف مواقع کی مسنون دعائیں یاد کرنا اور ان کا اہتمام کرنا۔

کورس کی ترتیب:

کورس چالیس اسباق پر مشتمل ہے۔ ہر سبق ان پانچ اجزاء پر مشتمل ہے:

1: قرآن مجید کی آیت / آیات 2: حدیث مبارک

3: عقیدہ 4: مسئلہ

5: مسنون دعا

ان اجزاء کے بارے میں مختصر معلومات ”چند ابتدائی باتیں“ کے عنوان سے ایک مقدمہ میں ذکر کی گئی ہیں جو اسباق شروع ہونے سے پہلے دیا گیا ہے۔

پڑھانے کا طریقہ:

1: کورس کے اسباق شروع کرنے سے پہلے یہ مقدمہ ”چند ابتدائی باتیں“ پڑھا دیا جائے تاکہ عقائد اور اعمال کی اہمیت کے ساتھ ساتھ بعض اہم اصطلاحات بھی شرکاء کے سامنے آجائیں۔

2: کورس کے چالیس اسباق ہیں۔ وقت اور سہولت کے پیش نظر اسباق پڑھانے کی کوئی بھی مناسب ترتیب بنائی جاسکتی ہے۔ اگر کورس کا دورانیہ چالیس دن کا ہو تو یہ کورس ایک سبق روزانہ کی بنیاد پر چالیس دنوں میں ختم ہو سکتا ہے۔ اگر دورانیہ بیس دن کا ہو تو دو اسباق روزانہ کے حساب سے پڑھایا جاسکتا ہے۔ استاذ صاحب کو چاہیے کہ کل وقت اور روزانہ دورانیہ کا تعین طلبہ کے مشورہ سے کر کے اسباق پڑھائیں۔

3: کورس پڑھانے کے لیے یومیہ وقت کو تین حصوں میں تقسیم کر لیا جائے۔ ایک حصہ سبق پڑھانے، ایک سبق یاد کرنے اور ایک گزشتہ سبق سننے میں لگایا جائے۔ اس طرح ان شاء اللہ اچھے نتائج حاصل ہوں گے۔

4: کورس کے اختتام پر شرکاء کو ایک سند جاری کی جائے جو مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا (رابطہ نمبر: 6353540-0321) سے حاصل کی جاسکتی ہے۔ اسناد تقسیم کرنے کے لیے ایک تقریب منعقد کر لی جائے۔ ممکن ہو تو

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا سے رابطہ کر کے کسی استاذ کو بلا لیا جائے اور اس سے ہاتھ سے اسناد تقسیم کی جائیں ورنہ مقامی سطح پر کسی عالم دین کو بلا لیا جائے۔

قارئین سے گزارش ہے کہ اگر کوئی غلطی دیکھیں تو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کی جاسکے۔

اللہ تعالیٰ امت کو افراط و تفریط سے محفوظ فرماتے ہوئے راہِ اعتدال پر گامزن رکھے اور اس کورس سے طلبہ کا استفادہ آسان فرمائے۔
آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ واهل بیتہ اجمعین۔

محتاج دعا

نہر سیاس لکھن

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

چند ابتدائی باتیں

صراطِ مستقیم کورس کا ہر سبق ان پانچ اجزاء پر مشتمل ہے:

1: قرآن مجید کی آیت / آیات 2: حدیث مبارک

3: عقیدہ 4: مسئلہ

5: مسنون دعا

ہر جزء کے متعلق مختصر آچند باتیں پیش کی جاتی ہیں:

﴿قرآن مجید﴾

اللہ تعالیٰ کے عظیم احسانات میں سے ایک اہم احسان یہ ہے کہ اس نے انسانوں اور جنات کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم نازل فرمایا۔ اس کتاب کو دیکھنا، اس کی تلاوت کرنا، سیکھنا سکھانا، اس پر عمل کرنا اور کسی بھی طریقے سے اس کی خدمت کرنا (حفظ، تعلیم، نشر و اشاعت وغیرہ) دنیا و آخرت میں کامیابی اور کامرانی کا ذریعہ ہے۔

قرآن مجید کے حوالے سے دو باتیں سمجھ لینی چاہئیں:

پہلی بات: قرآن مجید کے متعلق بنیادی معومات

اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنات کو پیدا فرما کر انہیں حصول علم کے لیے تین

چیزیں عطا کی ہیں:

1: حواسِ خمسہ (دیکھنا، سنا، سونگھنا، چکھنا، چھونا)

2: عقل

3: وحی

ان تینوں کی مخصوص حدود اور دائرہ ہائے کار ہیں۔ ایک حد تک حواسِ خمسہ

سے علم حاصل کیا جاتا ہے، اس کے بعد عقل سے اور اس کے بعد وحی سے۔ وحی؛ حصولِ علم کا افضل ترین ذریعہ ہے۔ اس لیے وحی کا معنی و مفہوم، نزولِ وحی کے طریقے اور قرآن مجید کے متعلق چند بنیادی باتیں ملاحظہ ہوں:

وحی کا لغوی معنی:

أَلَّا عَلَامَهُ الْخَفِيِّ السَّرِيِّ.

ترجمہ: کسی کو خفیہ طریقے سے اور جلدی سے کوئی چیز بتانا۔

اصطلاحی معنی:

كَلَامُ اللَّهِ الْمُنَزَّلُ عَلَى نَبِيِّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا کلام جو نبیوں میں سے کسی نبی پر اترا ہو۔

نزولِ وحی کے مختلف طریقے:

1: ”سَلْسَلَةُ الْجَرَسِ“ مسلسل گھنٹیوں جیسی آواز۔

2: جبرائیل علیہ السلام کا اپنی اصل شکل میں آنا۔

3: جبرائیل علیہ السلام کا کسی آدمی کی شکل میں آنا جیسے حضرت جبرائیل علیہ السلام

عموماً حضرت وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں آتے تھے۔

4: بغیر واسطے کے اللہ تعالیٰ کا کلام سننا جیسے معراج کے موقع پر۔

5: القاء فی القلب یعنی دل میں بات ڈالنا۔

وحی کی اقسام:

وحی کی دو قسمیں ہیں:

1: وحی متلو 2: وحی غیر متلو

وحی متلو:

اس وحی کو کہتے ہیں جس کی نماز میں تلاوت کی جاسکتی ہو یعنی قرآن مجید۔

وحی غیر متلو:

جس کی نماز میں تلاوت نہ کی جاسکتی ہو یعنی احادیث۔

وحی متلو اور غیر متلو میں فرق:

وحی متلو میں الفاظ اور معنی دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں جبکہ وحی غیر متلو میں مفہوم یا معنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور الفاظ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہوتے ہیں۔

قرآن کریم کی تعریف:

اللہ تبارک و تعالیٰ کا کلام جو آسمان سے اترا، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا، مصاحف میں لکھا گیا اور ہم تک تو اتر کے ساتھ بغیر کسی شبہ کے پہنچا۔

قرآن کریم کی تفسیر کون کر سکتا ہے؟

کوئی آدمی صرف عربی زبان سیکھ کر یا اپنے ذاتی مطالعہ کے زور پر تفسیر نہیں کر سکتا بلکہ ایسا شخص عین ممکن ہے کہ گمراہ ہو جائے۔ قرآن کی تفسیر صرف راسخ فی العلم یعنی مضبوط علم والے علماء ہی کا کام ہے۔ چنانچہ تفسیر کرنے والے کے لیے درج ذیل علوم کا جاننا ضروری ہے۔

[1]: لغت [2]: علم نحو [3]: علم صرف [4]: علم اشتقاق

[5]: علم معانی [6]: علم بیان [7]: علم بدیع [8]: علم قرأت

[9]: علم عقائد [10]: اصول فقہ [11]: اسباب نزول [12]: ناسخ و منسوخ

[13]: علم فقہ [14]: احادیث [15]: علم لدنی

مکی اور مدنی سورتوں سے مراد:

مکی سے مراد وہ سورتیں ہیں جو ہجرت سے قبل نازل ہوئیں اور مدنی سے مراد وہ سورتیں جو ہجرت کے بعد نازل ہوئیں۔

دوسری بات: قرآن مجید کے حقوق

قرآن کریم کے تین حقوق ہیں: پڑھنا، سمجھنا اور عمل کرنا

(1): قرآن کریم کو پڑھنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلاً﴾. (النزل: 4)

ترجمہ: اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھو!

اس لیے قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر خوش الحانی اور آداب کی رعایت کے

ساتھ پڑھنا چاہیے۔ چند آداب یہ ہیں:

۱: تلاوت کرنے کے لیے وضو کا ہونا مستحب اور چھونے کے لیے وضو کا ہونا

ضروری ہے۔

۲: قرآن مجید کی تعظیم کے خیال سے مسواک کرنا۔

۳: پاک اور صاف جگہ پر بیٹھ کر تلاوت کرنا۔

۴: تعوذ پڑھنا۔

۵: تسمیہ پڑھنا۔

۶: ترتیل و تجوید کے ساتھ پڑھنا۔

۷: خوش آوازی اور لب و لہجہ کی درستگی کے ساتھ پڑھنا۔

۸: قرآن مجید رو کر پڑھنا، اگر روانہ آئے تو رونے کی کیفیت بنالینا۔

۹: تلاوت کرتے ہوئے معافی پر غور کرنا۔

۱۰: یہ تصور کرنا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے مخاطب ہیں۔

(2): قرآن کریم کو سمجھنا

قرآن کریم کو سمجھنے کے لیے تین شرائط ہیں:

1: عربی زبانِ محاوراتِ عرب کے ساتھ آتی ہو جو کہ عربی ادب کے ساتھ آئے گی۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب قرآن کی یہ آیت اتری: ﴿حَتَّىٰ يَبَيِّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ﴾ کہ رمضان میں کھایا پیا کرو جب تک کہ سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے جدا نہ ہو، تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے اونٹ کی ایک سیاہ رسی اور دوسری سفید اپنے تکیے کے نیچے رکھی تاکہ اس کے ذریعے رات اور دن میں امتیاز کر لوں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا تکیہ تو بہت لمبا چوڑا ہے۔ (کہ اس میں پورا افاقہ سا گیا.... یعنی تم نے سمجھا نہیں) سیاہ اور سفید ڈورے سے قرآن کا مطلب رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی ہے۔

(صحیح مسلم: ج 1 ص 349 باب بیان ان الدخول فی الصوم بحصل بطلوع الفجر الخ)

2: قرآنی آیات کا پس منظر، شانِ نزول معلوم ہو جو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آئے گا۔

حضرت اسلم ابی عمران فرماتے ہیں کہ ہم مدینہ منورہ سے قسطنطنیہ پر حملے کے لیے روانہ ہوئے۔ ہمارے امیر لشکر حضرت عبدالرحمن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے۔ (لڑائی کے وقت) رومی لشکر اپنے شہر کی دیوار سے چپکا ہوا تھا۔ مسلمانوں میں سے ایک مجاہد نے دشمنوں پر (تنہا) حملہ کر دیا۔ یہ دیکھ کر لوگ شور کرنے لگے اور کہنے لگے کہ یہ شخص اپنے ہاتھوں سے خود کو ہلاکت میں ڈال رہا ہے (حالانکہ قرآن مجید میں تو آیا ہے ﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ کہ اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو)۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ آیت تو ہم انصار کے بارے میں اس وقت نازل ہوئی تھی جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد فرمائی

اور اسلام کو غالب فرمادیا تو ہم نے کہا کہ ہم کچھ عرصہ اپنے مال اور کاروبار کی اصلاح کے لیے گھروں میں رک جاتے ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں بتادیا گیا کہ ہاتھوں سے خود کو ہلاک کرنا یہ ہے کہ ہم جہاد چھوڑ کر اپنے گھروں میں بیٹھے رہیں اور اپنے اموال کی اصلاح کرتے رہیں۔

(سنن ابی داؤد: ج 1 ص 340 باب فی قوله تعالى وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ)

3: مراد خداوندی معلوم ہو جو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے آئے گی۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب آیت کریمہ ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ کہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ مخلوط نہیں کیا، نازل ہوئی تو ہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں ایسا کون ہے جس نے اپنے اوپر (گناہ کر کے) ظلم نہیں کیا؟ فرمایا یہ بات تمہارے خیال کے مطابق نہیں ہے بلکہ "لَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ" میں ظلم سے مراد شرک ہے۔ کیا تم لوگوں نے حضرت لقمان کی بات جو انہوں نے اپنے بیٹے سے کہی تھی نہیں سنی کہ اے میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا کیونکہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

(3): قرآن کریم پر عمل کرنا

(صحیح البخاری: ج 1 ص 474 باب قول الله تعالى وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا)

قرآن کریم پڑھنے اور سمجھنے سے مقصود اس پر عمل کرنا ہے۔ قرآن کریم کے صحیح مفہوم و مراد کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے لیے علمائے کرام کی رہنمائی ضروری ہے۔ صحیح العقیدہ عالم دین اور شیخ طریقت کی صحبت اور قلبی توجہات سے انسان میں عمل کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور شریعت پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

﴿حدیث مبارک﴾

حدیث کی تعریف:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے قول، فعل اور تقریر کو ”حدیث“ کہتے ہیں۔ نیز اس کو خبر اور اثر بھی کہتے ہیں۔

فائدہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کو ”قول“، عمل مبارک کو ”فعل“ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی صحابی عمل کرتا اور آپ اس پر خاموش رہتے تو اس کو ”تقریر“ کہا جاتا ہے۔ صحابی یا تابعی کے قول، فعل اور تقریر کا معنی بھی ایسے ہی ہے۔

حدیث کی قسمیں:

راویوں کی تعداد کے لحاظ سے حدیث کی دو قسمیں ہیں:

1: حدیث متواتر یا خبر متواتر

2: حدیث واحد یا خبر واحد

حدیث متواتر:

حدیث متواتر وہ حدیث ہے جس کو نقل کرنے والے ہر دور میں اتنے زیادہ ہوں جن کا عموماً جھوٹ پر جمع ہونا ناممکن ہو۔

حدیث واحد:

حدیث واحد وہ حدیث ہے جس کو نقل کرنے والے ہر دور میں یا کسی ایک دور میں حدیث متواتر کو نقل کرنے والوں سے کم ہوں۔

حدیث واحد کی دو قسمیں ہیں:

1: حدیث مقبول

2: حدیث غیر مقبول

1: حدیث مقبول

وہ حدیث ہے جو قابل قبول ہو۔

حدیث مقبول کی تین قسمیں ہیں:

1: حدیث صحیح 2: حدیث حسن 3: حدیث مرسل

حدیث صحیح:

وہ حدیث ہے جس کے تمام راوی عادل ہوں، اچھے حافظہ والے ہوں اور ان کی روایت ان سے زیادہ ثقہ راویوں کے مخالف نہ ہو۔

حدیث حسن:

وہ حدیث ہے جس کے تمام راوی حدیث صحیح کی طرح ہوں البتہ ان کا حافظہ نسبتاً کمزور ہو۔

حدیث مرسل:

یہ وہ حدیث ہے جس کو صحابی، تابعی یا تبع تابعی کسی واسطے سے سنے اور آگے حدیث کو نقل کرتے وقت اس واسطے کا ذکر نہ کرے بلکہ یوں کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

2: حدیث غیر مقبول

یہ وہ حدیث ہے جو ناقابل قبول ہو۔

اس کی بھی دو قسمیں ہیں:

1: حدیث موضوع 2: حدیث ضعیف

حدیث موضوع:

یہ وہ حدیث ہے جو کسی نے اپنی طرف سے گھڑ کر اس کی نسبت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کر دی ہو۔

حدیث ضعیف:

یہ وہ حدیث ہے جس میں حدیث صحیح اور حسن کی شرائط نہ پائی جاتی ہوں۔
نوٹ: ضعیف حدیث عقائد و احکام میں تو قابل قبول نہیں البتہ قصص و حکایات اور فضائل میں یہ قابل قبول ہوتی ہے۔

سنت کا لغوی اور اصطلاحی معنی

لغت میں سنت طریق زندگی، دستور اور راستے کو کہتے ہیں۔

اصطلاح شریعت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قابل اتباع قول، فعل اور تقریر کو سنت کہتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خصوصاً خلفاء راشدین کے افعال بھی سنت کی حیثیت رکھتے ہیں اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنت کی طرح ان کی سنت پر بھی عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔

حضرت عرابض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی اور پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا عمدہ و عظ فرمایا جس سے آنکھیں بہنے لگیں اور دل کا نپٹنے لگے۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ تو جانے والے اور الوداع کہنے والے کی نصیحت معلوم ہوتی ہے تو آپ ہمیں کچھ وصیت فرمادیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور امیر کی اطاعت کرتے رہنا اگرچہ وہ غلام ہی کیوں نہ ہو، جو شخص تم میں سے میرے بعد زندہ رہا وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا، پس تم میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرنا اور اس کو گرہ لگا کر ڈاڑھوں کے ساتھ مضبوطی سے پکڑ کر رکھنا اور دین میں نئی پیدا ہونے والی چیزوں سے بچنا، اس لیے کہ

دین میں ہر نئی پیدا ہونے والی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔
(سنن ابی داؤد: ج 2 ص 290 کتاب السنۃ۔ باب فی لزوم السنۃ)

فائدہ:

ہر سنت حدیث ہے مگر ہر حدیث سنت نہیں۔ اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت پر عمل کرنے کا حکم دیا اور حدیث پر عمل کرنے کا حکم نہیں دیا اس لیے کہ بعض احادیث ایسی ہیں جن پر عمل کرنا ممکن نہیں جیسے حدیث معراج۔ اور بعض احادیث میں ایسے اعمال و افعال کا ذکر ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہیں اور امتی کے لیے جائز نہیں جیسے بیک وقت چار سے زیادہ نکاح اور بعض احادیث میں ایسے اعمال و افعال کا ذکر ہے جو کسی وقتی ضرورت کے تحت بیان جواز کے لیے تھے یعنی یہ بتانے کے لیے کہ بوقت ضرورت یہ عمل کرنا بھی جائز ہے جیسے ضرورت کے وقت کھڑے ہو کر پیشاب کرنا۔

بعض احادیث میں ایسے اعمال و افعال کا ذکر ہے جو اب منسوخ ہو چکے ہیں جیسے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا۔ اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت پر عمل کرنے کا حکم دیا اور ہم بھی اپنے آپ کو اہل السنۃ والجماعۃ کہلاتے ہیں، اہل حدیث نہیں۔

﴿عقیدہ﴾

مسلمان کے لیے عقائد کا صحیح ہونا بہت ضروری ہے۔ اگر عقیدہ درست ہو تو اللہ تعالیٰ بندے کا چھوٹے سے چھوٹا عمل بھی قبول فرما لیتے ہیں اور اگر عقیدہ درست نہ ہو تو بڑے سے بڑا عمل بھی قبول نہیں فرماتے۔ اس لیے عقیدہ کے معاملہ میں بہت زیادہ احتیاط اور پختگی کی ضرورت ہے۔ صحیح عقائد پر کاربند رہنا اور غلط عقائد سے

اجتناب کرنا ضروری ہے۔

سات بنیادی ایمانیات:

- 1: اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات پر ایمان۔
 - 2: فرشتوں پر ایمان۔
 - 3: آسمانی کتب پر ایمان۔
 - 4: انبیاء و رسل پر ایمان۔
 - 5: قیامت کے دن پر ایمان۔
 - 6: اچھی اور بری تقدیر کے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہونے پر ایمان۔
 - 7: موت کے بعد جی اٹھنے پر ایمان۔
- ان تمام سے متعلق تفصیلات ان شاء اللہ آئندہ اسباق میں آرہی ہیں۔

﴿مسئلہ﴾

اعمال کی دو قسمیں ہیں:

- 1: ظاہری اعمال
- 2: باطنی اعمال

ظاہری اعمال سے مراد وہ کام ہیں جن کا تعلق انسان کے ظاہری اعضاء سے ہے مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ۔ یہ اعمال جس فن میں بیان کیے جاتے ہیں اسے ”فقہ“ کہتے ہیں اور ان اعمال کو ”مسائل“ کا نام دیا جاتا ہے۔

باطنی اعمال سے مراد وہ کام ہیں جن کا تعلق انسان کے دل کے ساتھ ہے مثلاً صبر و شکر، عفو و حلم، سخاوت و شجاعت اور حیاء وغیرہ۔ باطنی اعمال جس فن میں بیان کیے جاتے ہیں اسے ”تصوف اور طریقت“ کہتے ہیں اور ان اعمال کو ”اخلاق“ کا نام دیا جاتا ہے۔

فقہ کی تعریف:

دین کے فروعی مسائل کو شرعی دلائل سے جاننے کا نام ”فقہ“ ہے۔
شرعی دلائل چار ہیں:

- 1: کتاب اللہ
- 2: سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
- 3: اجماع امت
- 4: قیاس شرعی

ان چاروں دلائل سے شرعی احکامات کو ثابت کیا جاتا ہے لیکن ان چاروں دلائل سے مسائل کو ثابت کرنا فقہاء کا کام ہے، عام آدمی کا نہیں۔
اللہ تعالیٰ نے آدمی کی ہدایت کے لیے تین چیزیں بنائی ہیں:

- 1: قرآن کریم
- 2: سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم
- 3: ہدایت یافتہ اشخاص

شریعت کے احکام:

1: فرض

ایسا حکم جو دلیل قطعی سے ثابت ہو، بلا عذر چھوڑنے والا گنہگار ہو اور اس کا منکر کافر ہو۔ مثلاً پانچ وقت کی نمازیں۔ فرض کی دو قسمیں ہیں:

- 1: فرض عین
- 2: فرض کفایہ

فرض عین:

ایسا حکم جو ہر مسلمان پر فرض ہو اور ہر مسلمان پر اس کو ادا کرنا ضروری ہو۔
مثلاً پانچوں نمازیں، رمضان کے روزے وغیرہ۔

فرض کفایہ:

ایسا حکم جس کو صرف چند افراد ہی ادا کر لیں تو سب کی طرف سے ادا ہو جاتا ہے۔ مثلاً نماز جنازہ

2: واجب

ایسا حکم جو دلیل ظنی سے ثابت ہو، بلا عذر چھوڑنے والا گنہگار ہو اور اس کا منکر کافر نہیں بلکہ گمراہ ہو گا۔ مثلاً: نماز وتر۔

3: سنت

ایسا فعل جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنا معمول بنایا ہو۔

سنت کی دو قسمیں ہیں:

1: سنت مؤکدہ 2: سنت غیر مؤکدہ

سنت مؤکدہ:

ایسا فعل جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہمیشہ کیا ہو اور بلا عذر نہ چھوڑا ہو۔ اس کو بلا عذر جان بوجھ کر چھوڑنے والا ملامت کا مستحق اور گنہگار ہو گا۔ مثلاً فجر اور ظہر کی سنتیں۔

سنت غیر مؤکدہ:

وہ فعل جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اکثر کیا ہو اور کبھی کبھی بلا عذر چھوڑا ہو، مثلاً عصر اور عشاء کی پہلی چار سنتیں۔

4: مستحب

وہ عمل ہے جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کبھی کیا ہو اور کبھی چھوڑ دیا ہو۔ اس کو کرنے سے ثواب ملتا ہے اور نہ کرنے سے گناہ نہیں ہوتا۔ مثلاً نوافل وغیرہ۔

5: حرام

وہ فعل ہے جس کی ممانعت دلیل قطعی سے ثابت ہو، اس کو بلا عذر کرنے

والا گنہگار ہو گا اور اس کو حلال سمجھنے والا کافر ہو گا۔ مثلاً شراب پینا، جھوٹ بولنا وغیرہ۔

6: مکروہ تحریمی

وہ فعل ہے جس کی ممانعت دلیل ظنی سے ثابت ہو، اس کا کرنے والا گنہگار ہوتا ہے اور اس کو حلال جاننے والا کافر نہیں بلکہ گمراہ ہوتا ہے۔ مثلاً امام سے پہلے سجدہ یار کوع کرنا۔

7: مکروہ تنزیہی

وہ فعل ہے جس کا کرنا شریعت میں اچھا نہ سمجھا جائے اور نہ کرنا بہتر سمجھا جائے۔ مثلاً نماز کی پہلی رکعت ثناء کے بجائے سورت فاتحہ سے شروع کرنا۔

8: مباح

وہ فعل ہے جس کے کرنے سے نہ ہی گناہ ہوتا ہے اور نہ ہی ثواب مثلاً کھانا، پینا، سونا وغیرہ۔

﴿مسنون دعا﴾

اللہ تعالیٰ ہی سے اپنی تمام تر حاجات اور ساری ضروریات (خواہ ان کا تعلق دنیا سے ہو یا آخرت سے) مانگنا شریعت میں ”دعا“ کہلاتا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں دعا کے فضائل و احکام بہت زیادہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ جب کسی پر اپنا کرم فرماتے ہیں تو اس کو اپنی ذات سے دعا مانگنے کی توفیق نصیب فرماتے ہیں۔ دنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں جو ضروریات سے بے نیاز ہو ان کا تعلق خواہ دنیا کی ضروریات سے ہو یا آخرت کی ضروریات سے ہو۔

انسان کو ہدایت، نعمت، عزت، رزق، شہرت، مال و دولت اور وسائل درکار ہوتے ہیں جن کی وجہ سے وہ دنیا کی خوشیاں حاصل کر سکے اور ایسے اسباب سے بچاؤ کی

بھی ضرورت ہوتی ہے جن کی وجہ سے خوشیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ بالکل اسی طرح آخرت میں اللہ کے انعام و اکرام، ابدی کامیابی، دائمی خوشیاں، جنت اور رضائے الہی کی ضرورت ہوگی جو محض اس کے فضل و احسان، شفاعت اور ایمان کی سلامتی کے ساتھ نیک اعمال کی کثرت سے نصیب ہوگی اور یہ سب خزانے اللہ تعالیٰ کے پاس موجود ہیں۔ اس لیے اسی ذات سے مانگنے کا حکم قرآن کریم اور متعدد احادیث مبارکہ میں موجود ہے۔ ایک حدیث مبارک میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللَّهَ يَخْضَبْ عَلَيْهِ".

(جامع الترمذی: ابواب الدعوات باب ما جاء في فضل الدعاء)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ سے نہیں مانگتا تو اللہ تعالیٰ اس شخص پر ناراض ہوتے ہیں۔

یہ دستورِ دنیا کے بالکل برعکس ہے کیونکہ دنیا والوں سے مانگو تو ناراض اور نہ مانگو تو خوش ہوتے ہیں۔ اس لیے اللہ رب العزت کے لطف و کرم کے استحضار، قبولیت کے یقین اور اپنی عاجزی و نیاز مندی کا احساس کرتے ہوئے دعا مانگنی چاہیے۔

شریعتِ مطہرہ میں مختلف مواقع کی دعائیں منقول ہیں۔ انسان کو چاہیے کہ ان کا خصوصی اہتمام کرے۔ اس کے علاوہ اپنی ضرورت و حاجت کے پیش نظر موقع بہ موقع دعائیں کرتے رہنا چاہیے۔

یہ بات اچھی طرح ذہن نشین فرمائیں کہ مختلف حالتوں میں دعا مانگنے کے طریقے بھی مختلف ہیں:

ان مواقع پر ہاتھ اٹھائے بغیر دعا مانگیں:

بعض مقامات ایسے ہیں کہ جہاں ہاتھ اٹھائے بغیر دعا مانگی جاتی ہے جیسے صبح

اٹھتے وقت کی دعا، بیت الخلاء جاتے وقت کی دعا، وہاں سے نکلنے کے وقت کی دعا، وضو شروع کرتے وقت اور وضو کے بعد کی دعا، اذان کے بعد کی دعا، گھر سے نکلنے کی دعا، گھر میں داخل ہونے کی دعا، مسجد داخل ہونے کی دعا، مسجد سے باہر نکلنے کی دعا، بازار میں داخل ہونے کی دعا، کھانا کھانے کی دعا، دودھ پینے کی دعا، میاں بیوی کے ملاپ کے وقت کی دعا، رات کو سوتے وقت کی دعا وغیرہ وغیرہ۔

اسی طرح حالتِ نماز میں کی جانے والی دعا میں بھی ہاتھ نہیں اٹھائے جاتے۔
قیام میں سورۃ فاتحہ پڑھی جاتی ہے جو ایک دعا ہے لیکن اس میں بھی ہاتھ نہیں اٹھائے جاتے۔

نفل نماز کے سجدوں میں اگر دعا کرنی ہو تو ہاتھ اٹھائے بغیر کرنی ہے۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ، وَهُوَ سَاجِدٌ، فَأَكْثَرُوا الدُّعَاءَ"

(صحیح مسلم: باب ما یقال فی الركوع والسجود)

ترجمہ: بندے کو اپنے رب کی اس وقت زیادہ قربت نصیب ہوتی ہے جب وہ سجدے کی حالت میں ہو اس لیے (اس حالت میں) کثرت کے ساتھ دعا مانگو۔

اسی طرح دو سجدوں کے درمیانی وقت میں بھی دعا کے مختلف الفاظ احادیث مبارکہ میں موجود ہیں۔ مثلاً "اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاجْبُرْنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي"
[ترجمہ: اے اللہ! میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم فرما، میرے نقصان کو پورا فرما، مجھے عافیت نصیب فرما، مجھے ہدایت نصیب فرما اور مجھے رزق عطا فرما]

(جامع الترمذی: باب ما یقول بین السجدتین)

لیکن یہاں بھی ہاتھ اٹھائے بغیر دعا مانگنی ہے، ہاتھ اٹھا کر نہیں مانگنی۔ سجدوں

میں اور سجدوں کے درمیان جو دعائیں منقول ہیں وہ نقلی نمازوں میں پڑھی جائیں۔
 اسی طرح تشہد کے بعد پڑھی جانے والی دعا میں بھی ہاتھ نہیں اٹھائے
 جاتے۔

ان مواقع پر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگیں:

بعض مقامات ایسے ہیں جہاں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنی چاہیے۔ جیسے فرض نمازوں
 کے بعد (سوائے جنازہ کے)، میت کو قبر میں دفن کرنے کے بعد، دینی مجالس کے
 اختتام پر، حادثات سے حفاظت کے لیے، خیر و برکت کے لیے، اپنی حاجات کو مانگنے
 کے لیے دن رات کے کسی بھی حصے میں وغیرہ۔ چنانچہ احادیث مبارکہ میں ہاتھ اٹھا کر
 دعا مانگنے کا بھی ثبوت موجود ہے۔

فائدہ: عموماً ہر وہ مقام جہاں پر دعا کے الفاظ متعین ہیں وہاں پر ہاتھ اٹھائے بغیر دعا
 مانگنا ثابت ہے اور جہاں دعا کے الفاظ متعین نہیں وہاں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا ثابت ہے۔

پہلا سبق

[1]: تلاوت سے پہلے تعوذ پڑھنا (از قرآن مجید)

﴿فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾

(النحل: 98)

ترجمہ: چنانچہ آپ جب قرآن پڑھنے لگیں تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کریں۔

اس حکم پر عمل کرتے ہوئے تلاوتِ قرآن شروع کرتے وقت ”أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ“ پڑھنا چاہیے۔

[2]: تلاوت سے پہلے تعوذ پڑھنا (از حدیث مبارک)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ: "أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ".

(مصنف عبد الرزاق: ج 2 ص 56 کتاب الصلوٰۃ۔ باب متى يستعيز)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرأت سے پہلے ”أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ“ پڑھتے تھے۔

[3]: وجود باری تعالیٰ

کوئی بھی چیز خود بخود وجود میں نہیں آتی بلکہ وہ کسی بنانے والے کی محتاج ہوتی ہے۔ اس لیے اس بات پر ایمان لانا ضروری ہے کہ یہ کائنات بھی خود بخود وجود میں نہیں آئی بلکہ اس کو بنانے والی بھی کوئی ذات موجود ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

[4]: نجاست کی اقسام و احکام

”نجاست“ ناپاکی اور گندگی کو کہتے ہیں۔

اس کی دو قسمیں ہیں:

1: نجاست حقیقہ 2: نجاست حکمیہ

1: نجاست حقیقہ

وہ نجاست جو نظر آنے والی ہو۔ جیسے شراب اور پاخانہ وغیرہ۔

2: نجاست حکمیہ

وہ نجاست جو نہ نظر آنے والی ہو۔ جیسے بے وضو ہونے کی حالت۔

نجاست حقیقہ کی قسمیں:

اس کی دو قسمیں ہیں:

1: نجاست غلیظہ 2: نجاست خفیفہ

1: نجاست غلیظہ

یہ وہ نجاست ہے جس کی ناپاکی زیادہ سخت ہو اور اس کی بہت تھوڑی مقدار معاف ہو۔ مثلاً شراب، انسان کا پیشاب، پاخانہ، خون، منی نجس ہیں، مرغی اور مرغابی اور بطخ کی بیٹ بھی نجس ہے اور حرام جانوروں کا پیشاب بھی نجس ہے۔
حکم: نجاست غلیظہ بدن یا کپڑوں پر لگ جائے تو دیکھا جائے اگر ایک درہم (تقریباً ایک انچ قطر) کے برابر یا اس سے کم ہے تو معاف ہے۔ اگر ایک درہم سے زیادہ ہے تو معاف نہیں۔

2: نجاست خفیفہ

یہ وہ نجاست ہے جس کی ناپاکی قدرے کم ہو اور اس کی زیادہ مقدار معاف ہو۔ مثلاً تمام حرام پرندوں کی بیٹ اور تمام حلال جانوروں کا پیشاب نجاست خفیفہ ہے۔

حکم: نجاست خفیفہ کپڑے یا بدن کے چوتھائی حصے کے برابر یا اس سے زیادہ لگی ہو

تو معاف نہیں، اگر چوتھائی حصے سے کم ہو تو معاف ہے۔

فائدہ نمبر 1:

نجاست حقیقہ کو زائل کرنے کی دو شرطیں ہیں:

1: بدن یا لباس پر جہاں نجاست لگی ہو، اس جگہ سے نجاست اتار لیں۔

2: جہاں سے نجاست اتاری ہے اس جگہ کو اچھی طرح دھولیں۔

فائدہ نمبر 2:

اشیاء چونکہ مختلف طرح کی ہوتی ہیں اس لیے اگر نجس ہو جائیں تو انہیں دھونے کے طریقے بھی مختلف ہیں۔ چنانچہ جو چیزیں نجاست چوس لیتی ہیں جیسے کپڑے وغیرہ تو ان کو دھونے میں دو کام کرنے ضروری ہیں:

1: نجاست کو اتار کر تین بار دھونا۔

2: ہر بار نچوڑنا۔

جو چیزیں نچوڑنے سے نہ نچڑیں جیسے قالین اور مٹی کے برتن وغیرہ تو ان کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان کو اچھی طرح تین بار دھوئیں اور جو چیزیں نجاست کو نہیں چوستیں ان کو مٹی وغیرہ سے رگڑ کر صاف کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً جوتا، چمڑا وغیرہ۔

[5]: سونے کی دعا

اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اُمُوْتُ وَاَحْيٰى.

(صحیح البخاری: ج 2 ص 934 کتاب الدعوات باب وضع اليد تحت الخد اليميني)

ترجمہ: اے اللہ! میں تیرا ہی نام لے کر سوتا اور اٹھتا ہوں۔

دوسرا سبق

[1]: تسمیہ

﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾

ترجمہ: شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

”تسمیہ“ یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم قرآن حکیم کی ایک آیت ہے جو سورتوں کے درمیان فرق کے لیے نازل کی گئی ہے اور یہ کسی خاص صورت کے شروع کا حصہ نہیں ہے۔ آیت یہ ایک ہی ہے البتہ 114 میں سے 113 سورتوں کے شروع میں سورتوں کے درمیان فاصلے کے لیے لکھی اور پڑھی جاتی ہے۔ ایک سورۃ البرآة (سورۃ توبہ) کے شروع میں بسم اللہ لکھی ہوئی نہیں ملتی۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر پیچھے سے تلاوت کرتے آرہے ہوں تو یہاں بسم اللہ نہیں پڑھیں گے اور اگر تلاوت شروع ہی یہاں سے کر رہے ہوں تو بسم اللہ پڑھیں گے۔

[2]: امام نماز میں بسم اللہ آہستہ پڑھے

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَى بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَقْرَأُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

(صحیح مسلم: ج 1 ص 172 کتاب الصلوۃ باب جزیۃ من قال لا یجہر بالبسمۃ)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی، میں نے ان میں سے کسی کو بھی بسم اللہ الرحمن الرحیم (اوپنی آواز سے) پڑھتے نہیں سنا۔

[3]: تقدیس ذات و صفات باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ جسم، اعضائے جسم (جیسے ہاتھ، چہرہ، پنڈلیاں اور انگلیاں وغیرہ) اور لوازمِ جسم (جیسے کھانے، پینے، اترنے، چڑھنے اور دوڑنے وغیرہ) سے بھی پاک ہیں۔ قرآن و حدیث میں جہاں اللہ تعالیٰ کی طرف اعضائے جسم یا مخلوق کی صفات کی نسبت ہے، وہاں ظاہری معانی بالاتفاق مراد نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی بعض صفات کی تعبیرات ہیں۔ پھر متقدمین کے نزدیک وہ صفات متشابہات میں سے ہیں، ان کی حقیقت اور مراد کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا جبکہ متاخرین کے نزدیک ان کی حقیقت و مراد درجہ ظن میں معلوم ہے جیسے ”ید اللہ“ سے مراد قدرت باری تعالیٰ اور ”اترنے“ سے مراد رحمت کا متوجہ ہونا۔

[4]: نجاست حکمیہ کی اقسام و احکام

اس کی دو قسمیں ہیں:

1: حدث اصغر 2: حدث اکبر

(1) حدث اصغر

چھوٹی نجاست کو کہتے ہیں اور یہ بے وضو ہو جانے سے لاحق ہو جاتی ہے۔ حدث اصغر کو دور کرنے کے دو طریقے ہیں:

1: وضو کرنا 2: اگر پانی استعمال کرنے پر قادر نہ ہو تو تیمم کرنا

(2) حدث اکبر

بڑی نجاست کو کہتے ہیں اور یہ تین طریقوں سے لاحق ہوتی ہے۔

1: جنابت

یعنی شہوت کے ساتھ منی اپنی جگہ سے خارج ہو کر جسم سے باہر نکل آئے۔

2: حیض

یعنی بالغہ عورت کو ہر ماہ آنے والا خون جو کم از کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ

دس دن ہوتا ہے۔

3: نفاس

زچگی (یعنی بچے کی ولادت) کے بعد آنے والا خون جس کی کم از کم مقدار مقرر نہیں اور زیادہ سے زیادہ چالیس دن ہو سکتا ہے۔

♦ حدث اکبر سے پاک ہونے کے دو طریقے ہیں:

1: غسل کرنا

2: اگر پانی استعمال کرنے پر قادر نہ ہو تو تیمم کرنا

[5]: سو کر اٹھنے کی دعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَاَنَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ.

(صحیح البخاری: ج 3 ص 934 کتاب الدعوات باب ما یقول اذا نام)

ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں نیند کے بعد جگایا اور اسی کے پاس (ہم سب نے) اکٹھے ہونا ہے۔

تیسرا سبق

[1]: باری تعالیٰ کا تعارف

﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ○ مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ ○
إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے، جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے، قیامت کے دن کا مالک ہے، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

[2]: چالیس احادیث یاد کرنے کی فضیلت

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا فِي أَمْرِ دِينِهَا بَعَثَهُ اللَّهُ فَقِيهًا وَكُنْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَافِعًا وَشَهِيدًا."

(شعب الایمان للبیہقی: ج 2 ص 240 باب فی طلب العلم)

ترجمہ: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص میری امت کے دینی امور کے متعلق چالیس حدیثیں یاد کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو فقیہ بنا کر اٹھائیں گے اور میں قیامت کے دن اس کے لیے سفارش کروں گا اور (اس کے حق میں) گواہی دوں گا۔

[3]: عموم قدرت و تقدیر باری تعالیٰ

عموم قدرت باری تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ اپنے کیے ہوئے فیصلوں کے تبدیل کرنے پر قادر ہیں اگرچہ وہ اپنے فیصلوں کو بدلتے نہیں۔

تقدیر باری تعالیٰ:

اس عالم میں جو کچھ ہوتا ہے یا ہو گا وہ سب کچھ ہونے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے علم کے موافق ہر چیز کو پیدا فرماتے ہیں۔ تقدیر، علم الہی کا نام ہے نہ کہ امر الہی کا۔

[4]: جو ٹھے پانی کے احکام

جو حکم جاندار کے گوشت کا ہے وہی حکم اس کے پسینے، لعاب اور جو ٹھے کا ہے۔

- 1: انسان اور گھوڑے کا پسینہ، لعاب اور جو ٹھا پاک ہے۔
- 2: بلی کا جو ٹھا پاک ہے لیکن اس سے طہارت حاصل کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔
- 3: چوہے، سانپ اور چھپکلی وغیرہ کا جو ٹھا مکروہ ہے۔
- 4: گدھے اور خچر کا جو ٹھا مشکوک ہے یعنی پاک تو ہے لیکن اس بات میں شک ہے کہ اس سے طہارت حاصل ہوتی ہے یا نہیں!

[5]: بیت الخلاء میں جانے کی دعا

بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ.

(کتاب الدعاء للطبرانی: ص 132 باب القول عند دخول الخلاء)

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ، اے اللہ! میں شریر جنوں اور جانیوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

چوتھا سبق

[1]: اللہ تعالیٰ سے صراطِ مستقیم مانگیے!

﴿اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۚ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝﴾

ترجمہ: (اے اللہ!) ہمیں سیدھے راستے پر چلا، ان لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے انعام کیا، نہ کہ ان لوگوں کے راستے پر جن پر غضب کیا گیا اور نہ ہی ان کے راستے پر جو گمراہ ہوئے۔

[2]: آمین آہستہ کہنا

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَرَأَ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ قَالَ: "أَمِينَ"، خَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ.

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ پڑھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آہستہ آواز سے آمین کہا۔

[3]: صدق باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ کا کلام سچا اور واقع کے مطابق ہے اور اس کے خلاف عقیدہ رکھنا بلکہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں جھوٹ کا وہم رکھنا بھی کفر ہے۔

[4]: پانی کے مسائل و احکام

پانی کی دو قسمیں ہیں:

1: مطلق پانی
2: مقید پانی

1: مطلق پانی (عام پانی)

یہ وہ پانی ہے کہ جب پانی کا لفظ بولا جائے تو فوراً وہی پانی ذہن میں آئے جیسے کنویں کا پانی وغیرہ۔

2: مقید پانی

یہ وہ پانی ہے کہ جب پانی کا لفظ بولا جائے تو فوراً وہی پانی ذہن میں نہ آئے جیسے عرق گلاب وغیرہ۔ اس قسم کے پانی سے نجاست تو دور کی جاسکتی ہے لیکن وضو و غسل وغیرہ کرنا درست نہیں۔

مطلق پانی کی قسمیں:

اس کی چار قسمیں ہیں:

- 1: آسمان سے برسنے والا پانی
- 2: زمین سے نکلنے والا پانی
- 3: سمندر اور دریا کا پانی
- 4: برف سے پگھلنے والا پانی

حکم کے اعتبار سے مطلق پانی کی قسمیں:

حکم کے اعتبار سے مطلق پانی کی پانچ (5) قسمیں ہیں:

(1) طاہر مطہر غیر مکروہ:

یہ وہ پانی ہے جو خود پاک ہو اور دوسروں کو بلا کر اہت پاک کرنے والا ہو جیسے بارش، دریا، ندی، سمندر، چشمے، کنویں وغیرہ کا پانی۔ اس سے وضو اور غسل کرنا اور ہر طرح کی نجاست دور کرنا جائز ہے۔

(2) طاہر مطہر مکروہ:

یہ وہ پانی ہے جو خود پاک ہو مگر پہلی قسم کے پانی کے ہوتے ہوئے اس سے وضو اور غسل کرنا مکروہ تنزیہی ہے، اگر وہ پانی نہ ہو بلکہ صرف یہی پانی ہو تو اس سے طہارت حاصل کرنا مکروہ نہیں۔ جیسے بلی کا جھوٹا پانی یا وہ قلیل پانی جس میں آدمی کا

تھوک یا ناک کی ریٹ مل گئی ہو۔

(3) طاہر غیر مطہر:

یہ وہ پانی ہے جو خود تو پاک ہو لیکن اس سے وضو یا غسل جائز نہیں جیسے مستعمل پانی۔ مستعمل پانی اس پانی کو کہتے ہیں جس سے طہارت حاصل کرنے کی نیت سے وضو یا غسل کیا گیا ہو یا ثواب کی نیت سے بدن پر استعمال کیا گیا ہو (یعنی اس سے وضو پر وضو کیا گیا ہو) لہذا اگر کوئی شخص محض وضو سکھانے کے لیے کسی کو وضو کر کے دکھائے تو یہ استعمال شدہ پانی؛ مستعمل نہیں کہلائے گا۔

(4) طاہر مشکوک:

یہ وہ پانی ہے جو خود تو پاک ہو لیکن اس کا مطہر یا غیر مطہر ہونا یقینی نہ ہو جیسے گدھے یا خچر کا جوٹھا۔ اگر اس پانی کے علاوہ کوئی اور پانی موجود نہ ہو تو اسی سے وضو اور غسل کر لیں اور تیمم بھی کر لیں لیکن اگر اس کے علاوہ کوئی اور پانی موجود ہو تو اس سے طہارت حاصل کرنا مکروہ ہے۔

(5) نجس:

یہ وہ پانی ہے جس میں کوئی ناپاک چیز شامل ہو جائے جیسے پانی میں شراب گر جائے یا کوئی اور نجاست گر جائے۔ اس پانی سے وضو اور غسل کرنا جائز نہیں اور ناپاک چیزیں بھی اس سے پاک نہیں ہوتیں۔

[5]: بیت الخلاء سے نکلنے کی دعا

غُفْرَانَاكَ! اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي اٰذْهَبَ عَنِّي الْاَذَى وَعَافَانِي.

(سنن ابن ماجہ: ص 26 ابواب الطہارۃ و سنن ابی یوسف: ص 126 ابواب الخلاء)

ترجمہ: اے اللہ! میں تیری بخشش کا سوال کرتا ہوں، تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھ سے تکلیف کو دور کر کے مجھے عافیت بخشی۔

پانچواں سبق

[1]: معبود حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے

﴿وَالْهُكْمُ إِلَهٌُ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ﴾

(البقرہ: 163)

ترجمہ: اور معبود تم سب کا ایک ہی معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

[2]: اسماءِ حسنیٰ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ لِلَّهِ تَعَالَى تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا؛ مِائَةً إِلَّا وَاحِدَةً مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ."

(سنن الترمذی: ج 2 ص 88 کتاب الدعوات)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں۔ جو آدمی ان کو یاد کر لے گا جنت میں داخل ہو گا۔

وہ مبارک نام یہ ہیں:

هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ
الْمُؤْمِنُ الْمُهِيبُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ الْغَفَّارُ الْقَهَّارُ
الْوَهَّابُ الرَّزَّاقُ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْمُعِزُّ
الْمُنِذِرُ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ الْحَكَمُ الْعَدْلُ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ الْحَلِيمُ الْعَظِيمُ الْغَفُورُ
الشَّكُورُ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ الْخَفِيفُ الْمَقِيتُ الْحَسِيبُ الْجَلِيلُ الْكَرِيمُ الرَّقِيبُ
الْمُجِيبُ الْوَاسِعُ الْحَكِيمُ الْوَدُودُ الْمَجِيدُ الْبَاعِثُ الشَّهِيدُ الْحَقُّ الْوَكِيلُ

الْقَوِيُّ الْمَبِينُ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ الْمُحْصِي الْمُبْدِي الْمُعِيدُ الْمُحْيِي الْمُمِيتُ الْحَيُّ
الْقَيُّومُ الْوَاحِدُ الْمَاجِدُ الْوَاحِدُ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ الْمُقَدِّمُ
الْمُؤَخِّرُ الْأَوَّلُ الْآخِرُ الظَّاهِرُ الْبَاطِنُ الْوَالِي الْمَتَعَالِ الْبَرُّ التَّوَّابُ الْمُنْتَقِمُ
الْعَفُوُّ الرَّؤُوفُ مَالِكُ الْمُلْكِ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ الْمُقْسِطُ الْجَامِعُ الْغَنِيُّ
الْمُبْنِي الْمَبْنِيعُ الصَّائِرُ النَّافِعُ النُّورُ الْهَادِي الْبَدِيعُ الْبَاقِي الْوَارِثُ الرَّشِيدُ
الصَّبُورُ.

[3]: توحید باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات میں یکتا ہیں، کسی کے باپ ہیں نہ بیٹے، کائنات کا ہر ذرہ ان کا محتاج ہے، وہ کسی کے محتاج نہیں اور کل جہان کے خالق و مالک ہیں۔

[4]: پانی سے استنجا کے احکام

استنجا کی چار قسمیں ہیں:

1: فرض

جب پیشاب یا پاخانہ اپنے مقام کے علاوہ کسی اور جگہ پر لگے اور اس کی مقدار ایک درہم (تقریباً ایک انچ قطر) سے زیادہ ہو تو استنجا کرنا فرض ہو گا۔

2: واجب

جب پیشاب یا پاخانہ نکلنے کی جگہ کے علاوہ کسی اور جگہ پر نجاست ایک درہم کے برابر لگے تو استنجا کرنا واجب ہو گا۔

3: سنت

جب پیشاب یا پاخانہ نکلنے کی جگہ کے علاوہ کسی اور جگہ پر ایک درہم سے کم مقدار میں لگے تو استنجا کرنا سنت ہو گا۔

4: بدعت

بغیر کسی وجہ کے استنجا کرتے رہنا، مثلاً ہوا کے خارج ہونے پر استنجا کرنا وغیرہ

[5]: وضو کے شروع اور درمیان کی دعا

شروع کی دعا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

(عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی: ص 19 باب کیف التسمیۃ علی الوضوء)

ترجمہ: شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے

درمیان کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ وَوَسِّعْ لِيْ فِيْ دَارِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْ رِزْقِيْ.

(عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی: ص 20 باب ما یقول بین ظہرائی وضوء)

ترجمہ: اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے گھر کو کشادہ فرما اور میرے رزق

میں برکت عطا فرما۔

چھٹا سبق

[1]: توحید پر استقامت اور شرک سے بیزاری

﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا الْكَافِرُونَ ۝ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ۝ وَلَا أَنْتُمْ عِبُدُونَ مَا ۝ أَعْبُدُ ۝ وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُمْ ۝ وَلَا أَنْتُمْ عِبُدُونَ مَا ۝ أَعْبُدُ ۝ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ ۝﴾

ترجمہ: کہہ دیجیے اے کافرو! میں اس کی عبادت نہیں کرتا جس کی تم عبادت کرتے ہو اور تم اس کی عبادت نہیں کرتے جس کی میں عبادت کرتا ہوں اور میں اس کی عبادت کرنے والا نہیں جس کی تم عبادت کرتے ہو اور جس کی عبادت میں کرتا ہوں تم اس کی عبادت کرنے والے نہیں۔ تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین۔

[2]: ڈاڑھی بڑھانا اور مونچھیں کٹوانا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ وَفِرُوا اللَّيْئِ وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ"، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ أَوْ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلَى لِحْيَتِهِ فَمَا فَضَلَ أَخَذَهُ.

(صحیح البخاری: ج 2 ص 875 کتاب اللباس، باب تقليم الاظفار)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مشرکین کی مخالفت کرو؛ ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کٹاؤ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب حج یا عمرہ کرتے تو ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کو کاٹ لیتے تھے۔

[3]: شرک کا بیان

شرک یہ تو ہے ہی کہ کسی کو اللہ کے برابر سمجھے اور اس کے مقابل جانے لیکن شرک بس اسی پر موقوف نہیں ہے بلکہ شرک یہ بھی ہے کہ جو چیزیں اللہ نے

اپنی ذات والا صفات کے لیے مخصوص فرمائی ہیں اور بندوں کے لیے بندگی کی علامتیں قرار دی ہیں انہیں غیروں کے لیے بجالایا جائے۔

شرک کی کئی صورتیں ہیں:

1: اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی کو شریک ٹھہرانا۔ مثلاً: عیسائیوں اور مجوسیوں کی طرح دیوا زاد خدا ماننا۔

2: کسی بھی بندے کے لیے ان غیب کی باتوں کا علم اللہ تعالیٰ کی عطا سے ماننا جن کے بارے میں قرآن وحدیث میں تصریح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا۔ مثلاً: یہ علم کہ قیامت کب آئے گی؟ وغیرہ۔

3: کسی بندے میں تصرف و قدرت کو اللہ تعالیٰ کی عطا سمجھے اور ساتھ یہ مانے کہ اس کا کسی کو نفع یا نقصان پہنچانا اللہ تعالیٰ کی مرضی اور ارادہ کا پابند نہیں ہے۔ اسی طرح رکوع وسجدہ وغیرہ جیسے افعال کسی مخلوق کے لیے عبادت کے طور پر نہیں بلکہ صرف تعظیم کے طور پر کرنا۔ اس کو ”فسقیہ شرک“ کہتے ہیں۔ پھر شریک کرنے میں نبی، ولی، جن، شیطان وغیرہ سب برابر ہیں جس سے بھی یہ معاملہ کیا جائے گا، شرک ہو گا اور کرنے والا مشرک ہو گا۔

[4]: وضو کے فرائض، سنتیں اور مستحبات

وضو کے فرائض:

- 1: چہرہ دھونا
- 2: کہنیوں سمیت بازوؤں کو دھونا
- 3: چوتھائی سر کا مسح کرنا
- 4: ٹخنوں سمیت پاؤں دھونا

وضو کی سنتیں:

- 1: نیت کرنا
- 2: بسم اللہ پڑھنا
- 3: دونوں ہاتھوں کو دھونا
- 4: مسواک کرنا

- 5: کلی کرنا
6: ناک میں پانی ڈالنا
7: ڈاڑھی کا خلال کرنا
8: ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا
9: تمام اعضاء کو تین بار دھونا
10: پورے سر کا مسح کرنا
11: کانوں کا مسح کرنا
12: ترتیب سے وضو کرنا
13: پے درپے وضو کرنا۔

نوٹ: وضو میں کوئی چیز واجب نہیں۔

فائدہ:

- وضو کے فرائض پورے ہونے کی دو شرطیں ہیں:
- 1: اعضاء پر اتنا پانی بہانا کہ قطرات گرنے لگیں، لہذا اعضاء کو صرف ترکر لینا کافی نہیں۔
 - 2: پانی کے جسم پر پہنچنے میں کوئی چیز رکاوٹ نہ ہو۔ لہذا اگر کسی کے ہاتھوں پر ناخن پالش یا پینٹ وغیرہ لگا رہے تو اس کا وضو نہ ہوگا۔

وضو کے مستحبات و آداب:

- 1: قبلہ رخ بیٹھنا
- 2: ہر عضو دھوتے ہوئے کلمہ شہادت پڑھنا
- 3: اعضاء کو دائیں جانب سے دھونا
- 4: اعضاء وضو کو کل کر دھونا
- 5: اعضاء وضو کو مبالغہ سے دھونا
- 6: چھنگلیا کا کان میں داخل کرنا
- 7: گردن کا مسح کرنا
- 8: بچا ہو اپانی کھڑے ہو کر پینا
- 9: وضو کے بعد دعا پڑھنا
- 10: پانی ضائع نہ کرنا

[5]: وضو کے آخر کی دعا

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ
وَرَسُولُهُ أَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ.

(سنن الترمذی: ج 1 ص 18 باب فیما یقال بعد الوضوء)

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اے اللہ! تو مجھے بہت توبہ کرنے والوں اور خوب پاکی حاصل کرنے والوں میں سے بنا دے۔

ساتواں سبق

[1]: رزق دینے والی ذات صرف اللہ تعالیٰ ہے

﴿أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ﴾

(الروم: 37)

ترجمہ: کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور (جس کے لیے چاہتا ہے) تنگ کرتا ہے، بیشک اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔

[2]: طلبِ علم ایک فریضہ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَوَاضِعُ الْعِلْمِ عِنْدَ غَيْرِ أَهْلِهِ كَمُقَلِّدِ الْخَنَازِيرِ الْجَوْهَرِ وَاللُّؤْلُؤِ وَالذَّهَبِ."

(سنن ابن ماجہ: ص 20 باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ علم کو نا اہلوں کے سپرد کرنے والا ایسے ہی ہے جیسے خنزیروں کو ہیرے، جواہرات اور سونے کے ہار پہنانے والا۔

[3]: خیالات کے درجات

دل میں کسی بات کا خیال آنے کے پانچ درجے ہیں:

1: ہاجس: کسی بات کا خیال دل میں اضطراراً (بے اختیار) آجانا۔

2: خاطر: کسی بات کا خیال دل میں قصد آانا۔

3: حدیثِ نفس: تردد کی کیفیت ہونا کہ یہ کام کروں کہ نہ کروں!

4: ہم: اس تردد میں کسی ایک جانب کو ترجیح دینا۔

5: عزم: ایک جانب ترجیح دے کر اسے اتنی تقویت دینا کہ اگر رکاوٹ نہ

ہو تو کر گزرے۔

پہلے تین درجات ہاجس، خاطر اور حدیثِ نفس پر کوئی نتیجہ مرتب نہیں ہوتا، ہم (یعنی چوتھے درجے) میں اگر جانب واحد کی ترجیح خیر اور نیکی کی طرف ہے تو ثواب مرتب ہوگا، اگر ترجیح شر اور گناہ کی طرف ہوگی تو تب تک مواخذہ نہیں جب تک کہ عزم نہ بنے، گویا نیکی کے ارادے میں ہم و عزم (چوتھا اور پانچواں درجہ) دونوں پر ثواب اور عملاً نیکی کرنے پر دس گنا ثواب ہے جبکہ گناہ کے معاملے میں ہم (چوتھے درجے) پر کوئی مواخذہ نہیں البتہ عزم (پانچویں درجے) پر مواخذہ ہے۔

[4]: مکروہات و نواقض وضو

مکروہات وضو

1: وضو کے دوران دنیاوی باتیں کرنا۔

2: چہرہ دھوتے ہوئے زور سے منہ پر ہاتھ مارنا۔

3: چہرہ دھوتے ہوئے زور سے آنکھیں بند کرنا۔

4: پانی استعمال کرنے میں زیادہ کنجوسی کرنا۔

5: پانی ضرورت سے زیادہ استعمال کرنا۔

نواقض وضو

[1]: پیشاب یا خانہ کرنا

[2]: ہوا خارج ہونا

[3]: خون کا جسم سے نکل کر ایسے حصے کی طرف بہنا جسے وضو یا غسل میں

دھونا فرض ہو

[4]: تے کرنا

[5]: پاگل ہو جانا

[6]: بے ہوش ہو جانا

[7]: سو جانا

[8]: بالغ آدمی کا رکوع اور سجدے والی نماز میں بیداری کی حالت میں تہتہ لگا کر

ہنسنا

[9]: خونِ استحاضہ کا جاری ہونا

فائدہ نمبر 1: تے تین قسم کی ہوتی ہے:

1: کھانے پینے کی

2: خون کی

3: بلغم کی

ان کا حکم یہ ہے کہ کھانے پینے کی تے اگر منہ بھر کر آئے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ جبے ہوئے خون کی تے اگر منہ بھر کر آئے تو بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے، اسی طرح اگر پتلے خون کا ایک قطرہ بھی آجائے تو بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ صرف بلغم کے آنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

فائدہ نمبر 2: ہنسی کی تین قسمیں ہیں:

1: تبسم.... بغیر آواز کے مسکرانا

2: خنک.... ایسی آواز سے ہنسنا کہ ساتھ والے کو آواز نہ سنائی دے۔

3: تہتہ.... ایسی آواز سے ہنسنا کہ ساتھ والا بھی سن لے۔

ان کا حکم یہ ہے کہ ”تہتہ“ لگانے سے وضو اور نماز دونوں ٹوٹ جاتے ہیں،

”ضحک“ سے نماز تو ٹوٹ جاتی ہے لیکن وضو نہیں ٹوٹتا اور ”تبسم“ سے نہ نماز ٹوٹتی ہے نہ وضو۔

[5]: علم نافع کے حصول کے لیے دعا

اَللّٰهُمَّ اَنْفَعْنِيْ بِمَا عَلَّمْتَنِيْ وَعَلِّمْنِيْ مَا يَنْفَعُنِيْ وَزِدْنِيْ عِلْمًا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ
عَلٰى كُلِّ حَالٍ.

(سنن الترمذی: ج 2 ص 517 کتاب الدعوات باب العفو والعافیۃ)

ترجمہ: اے اللہ! جو علم تو نے مجھے سکھایا ہے اس سے مجھے فائدہ پہنچا اور مجھے نفع دینے والا علم عطا فرما اور میرے علم میں اضافہ فرما، ہر حال میں تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔

آٹھواں سبق

[1]: تثلیث نہیں، توحید!

﴿يَا هَلْ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ فَأَمْنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ إِنَّهُمْ خَيْرٌ أَلَا إِلَهٌ إِلَّا اللَّهُ وَاحِدٌ سُبْحَانَهُ أَنْ يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا﴾

(النساء: 171)

ترجمہ: اے اہل کتاب! اپنے دین میں حد سے نہ بڑھو اور اللہ کے بارے میں حق بات کے علاوہ کوئی بات نہ کہو۔ مسیح عیسیٰ ابن مریم تو محض اللہ کے رسول تھے اور اللہ کا ایک کلمہ تھا جو اس نے مریم تک پہنچایا تھا اور ایک روح تھی جو اسی کی طرف سے تھی۔ اس لیے اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور یہ مت کہو کہ (خدا) تین ہیں۔ ایسا کہنے سے باز آ جاؤ کہ یہی تمہارے لیے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ تو ایک ہی معبود ہے، اللہ اس سے پاک ہے کہ اس کا کوئی بیٹا ہو، آسمانوں میں زمین میں جو کچھ ہے اسی کا ہے اور سب کی دیکھ بھال کے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے۔

[2]: اللہ تعالیٰ کا حلم و بردباری

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا أَحَدٌ أَصْبَرَ عَلَى أَدَى سَمْعِهِ مِنَ اللَّهِ يَدْعُونَ لَهُ الْوَلَدَ ثُمَّ يُعَافِيهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ".

(صحیح البخاری: ج 2 ص 1097 باب قول اللہ تعالیٰ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ)

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تکلیف دہ بات کو سن کر صبر کرنے والا اللہ سے بڑھ کر کوئی

نہیں کہ لوگ اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد کا دعویٰ کرتے ہیں، وہ پھر بھی انہیں عافیت میں رکھتا ہے اور انہیں رزق دیتا ہے۔

[3]: اللہ کا عدل و فضل

اللہ تعالیٰ جس طرح بندوں کے خالق ہیں اسی طرح بندوں کے افعال کے بھی خالق ہیں البتہ بندوں کے بعض افعال اضطراری ہیں جن میں بندے کے ارادہ، اختیار، خواہش و رغبت کا دخل نہیں ہوتا اور کچھ افعال اختیاری ہیں جن میں بندے کے طبعی شوق و رغبت یا طبعی نفرت و کراہت کا دخل ہوتا ہے۔ ان اختیاری افعال میں بندہ اپنے اختیار سے جو نیک کام کرے گا اس پر اسے اجر و ثواب ملے گا اور جو برا کام کرے گا اس پر اسے سزا ملے گی۔ یہ اللہ کا عدل ہے البتہ اللہ اپنے فضل سے جس گناہ گار کو چاہے معاف کر دے۔ اللہ ہی سے ہدایت اور مغفرت مانگنی چاہیے۔

[4]: غسل کی اقسام

غسل کی تین قسمیں ہیں:

(1): فرض

مرد پر غسل صرف جنابت کی صورت میں فرض ہوتا ہے جبکہ عورتوں پر جنابت کے علاوہ حیض اور نفاس کے اختتام پر بھی فرض ہوتا ہے۔ اسی طرح میت کو غسل دینا بھی فرض ہوتا ہے۔

(2): سنت

جمعہ کے دن، عید الفطر، عید الاضحیٰ، احرام باندھنے سے پہلے اور عرفہ کے دن غسل کرنا سنت ہے۔

(3): مستحب

خوف کے وقت، سفر سے واپسی پر، آندھی کے وقت، سورج گرہن اور چاند

گر بہن کے وقت غسل کرنا مستحب ہے۔

فائدہ:

منی: جب آدمی ہمبستری کرے تو شہوت کے ساتھ جو مادہ نکلتا ہے اسے ”منی“ کہتے ہیں۔ اس کے نکلنے سے غسل فرض ہوتا ہے۔

مذی: جب آدمی ہمبستری کرنے لگے تو شہوت کے ساتھ جو قطرے نکلیں اور اس سے جوش مزید بڑھ جائے اسے ”مذی“ کہتے ہیں۔ اس کے نکلنے سے وضو ٹوٹتا ہے، غسل واجب نہیں ہوتا۔

ودی: وہ سفید مادہ جو کسی بیماری کی وجہ سے یا کوئی وزنی چیز اٹھانے کی وجہ سے یا پیشاب کرنے کے بعد بغیر کسی وجہ کے نکلے اسے ”ودی“ کہتے ہیں۔ اس کے نکلنے سے بھی صرف وضو ٹوٹتا ہے، غسل واجب نہیں ہوتا۔

[5]: مسجد میں داخل ہونے کی دعا

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ.

(صحیح مسلم: ج 1 ص 248 کتاب صلاۃ المسافرین و قصرھا۔ باب ما یقول اذا دخل المسجد)

ترجمہ: اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

نواں سبق

[1]: پانچ باتوں کا علم اللہ ہی کے پاس ہے

﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْضِ خَافِئًا
وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۚ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ
عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾

(لقمن: 34)

ترجمہ: بیشک اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے، وہی بارش نازل کرتا ہے اور وہی جانتا ہے جو (مادائوں) کے رحموں میں ہے، اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ وہ کل کو کیا کرے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کس زمین میں وہ مرے گا۔ بے شک اللہ جاننے والا باخبر ہے۔

[2]: پردہ پوشی کی فضیلت

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ".

(صحیح البخاری: ج 1 ص 330 ابواب المظالم والقصاص باب لا یظلم المسلم المسلم)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دنیا میں کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔

[3]: اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہیں

ہر چیز کا وجود اور عدم اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے۔ ہر چیز کی کیفیت، خاصیت اور اس کی تاثیر کا ہونا اور نہ ہونا بھی اسی کے اختیار میں ہے۔ وہ مسبب الاسباب

ہے، کائنات کے اسباب اسی کی مخلوق ہیں اور اسباب کی سببیت بھی اس کی مخلوق اور اسی کی مشیت کے تابع ہے۔ دنیا کی کوئی چیز اپنی ذات میں موثر نہیں؛ نہ لطف و ثواب نہ قہر و عذاب۔ وہ جسے چاہے عزت دے اور یہ اس کی رحمت ہے اور جسے چاہے ذلت و مصیبت دے اور یہ اس کی حکمت ہے۔ وہ مالک الملک جسے چاہے اختیار اور اقتدار دے اور جس سے چاہے چھین لے۔

[4]: غُسل کے فرائض اور سننیں

غُسل کے فرائض:

1: کلی کرنا 2: ناک میں پانی ڈالنا 3: سارے جسم پر ایک مرتبہ پانی بہانا

غُسل کی سننیں:

1: بسم اللہ پڑھنا 2: دونوں ہاتھ دھونا

3: بدن کے جس حصے پر نجاست لگی ہو اس کو دھونا

4: استنجا کرنا 5: مکمل وضو کرنا

6: پہلے سر پر، پھر دائیں اور پھر بائیں کندھے پر پانی بہانا

7: پے در پے غُسل کرنا 8: جسم کو مل کر دھونا

9: سارا بدن تین بار دھونا

[5]: مسجد سے باہر نکلنے کی دعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ.

(صحیح مسلم: ج 1 ص 248 کتاب صلاۃ المسافرین و قصرھا۔ باب ما یقول اذا دخل المسجد)

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل و کرم کا سوال کرتا ہوں۔

دسواں سبق

[1]: ملائکہ کی صفات

﴿إِنَّ الَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيُسَبِّحُونَهُ وَلَهُ يَسْجُدُونَ﴾

(الاعراف: 206)

ترجمہ: بیشک جو (فرشتے) تیرے رب کے پاس ہیں وہ اس کی عبادت سے تکبر کر کے منہ نہیں موڑتے اور اس کی تسبیح کرتے ہیں اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں۔

نوٹ: یہ آیت سجدہ ہے اگر آپ نے اس آیت کی تلاوت کر لی ہے تو آپ پر سجدہ تلاوت لازم ہو چکا ہے۔

[2]: کامل مسلمان کی علامات

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ".

(صحیح البخاری: ج 1 ص 6 کتاب الایمان باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

[3]: ملائکہ کے متعلق عقائد

اللہ تعالیٰ نے ان کو نور سے پیدا فرمایا ہے۔ یہ ہماری نظروں سے غائب ہیں۔ نہ مرد اور نہ ہی عورت ہیں۔ جن کاموں پر اللہ نے ان کو مقرر کیا ہے ان کو سرانجام دیتے رہتے ہیں اور ان میں اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے۔ ان کی تعداد اللہ تعالیٰ کو ہی

معلوم ہے البتہ ان میں حضرت جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام مقرب اور مشہور ہیں۔

فائدہ:

خواص بشر (انبیاء و رسل علیہم السلام) خواص ملائکہ (مقربین یعنی جبرائیل، میکائیل وغیرہ) سے افضل ہیں، خواص ملائکہ؛ دیگر ملائکہ اور عام بشر (صحابہ، اولیاء، اتقیاء، صلحاء) سے افضل ہیں، عام بشر (صحابہ، اولیاء، اتقیاء، صلحاء) عام ملائکہ سے افضل ہیں اور عام ملائکہ فاسق فاجر انسانوں سے افضل ہیں۔

[4]: تیمم کے مسائل و احکام

تیمم کے فرائض:

تیمم کے تین فرض ہیں:

- 1: نیت کرنا
- 2: چہرے پر ہاتھ ملنا
- 3: بازوؤں پر ہاتھ ملنا

تیمم کی سننیں:

- 1: بسم اللہ پڑھنا
- 2: پے درپے تیمم کرنا
- 3: ترتیب سے تیمم کرنا
- 4: مٹی پر ہاتھوں کو حرکت دینا
- 5: انگلیوں کا خلال کرنا

تیمم کی شرائط:

- 1: نیت کرنا۔
- 2: جس چیز پر تیمم کرنا ہو وہ زمین کی جنس میں سے ہو۔
- 3: ہاتھوں کا اکثر حصہ چہرے اور بازوؤں پر پھیرنا۔
- 4: دودفعہ ہاتھ زمین پر مارنا۔
- 5: اس طرح چہرے اور بازوؤں پر ہاتھ پھیرنا کہ کوئی جگہ مسح سے خالی نہ رہے۔

6: جن مجبوریوں کی وجہ سے تیمم کرنا جائز ہوتا ہے ان میں سے کوئی مجبوری پائی جائے۔

فائدہ نمبر 1:

وہ مجبوریاں جن کی وجہ سے تیمم کرنا جائز ہے، پانچ قسم کی ہیں:

- 1: پانی چاروں طرف سے کم از کم ایک میل (یعنی 1.6 کلو میٹر) دور ہو۔
- 2: پانی تو موجود ہو لیکن خطرہ ہو کہ اگر پانی استعمال کر لیا تو بیمار ہو جاؤں گا یا بیماری بڑھ جائے گی یا معذور ہو جاؤں گا یا مر جاؤں گا۔
- 3: پانی تو موجود ہو لیکن خطرہ ہو کہ وضو یا غسل کر لیا تو بعد میں سخت پیاس لگنے کی صورت میں اور پانی نہیں ملے گا۔
- 4: پانی تو بہت ہو لیکن اسے حاصل نہ کر سکتا ہو۔ جیسے کنویں کے کنارے کھڑا ہو لیکن ڈول وغیرہ نہ ہو یا الیکٹرک پمپ لگا ہو لیکن بجلی نہ ہو۔ (یہ ذہن میں رہے کہ پانی چاروں طرف سے کم از کم ایک میل دور ہو)۔
- 5: جب ایسی نماز کے ضائع ہونے کا خطرہ ہو جس کی قضا نہیں ہوتی تو پانی کے پائے جانے کے باوجود تیمم کرنا جائز ہے۔ مثلاً مرد حضرات نماز جنازہ یا نماز عید کے لیے جائیں اور دیکھیں کہ نماز ہو رہی ہے اور اگر وضو کرنے چلے گئے تو نماز ختم ہو جائے گی تو وضو کے بجائے تیمم کر سکتے ہیں۔

فائدہ نمبر 2:

جن چیزوں سے تیمم جائز ہے:

- 1: ایسی چیز جو جلانے سے نہ جلے۔
- 2: پگھلانے سے نہ پگھلے۔
- 3: زمین میں دفن کرنے سے گلے سڑے نہیں۔

[5]: گھر سے نکلنے کی دعا

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.

(سنن الترمذی: ج 2 ص 181 باب ما جاء ما یقول اذا خرج من بیتہ)

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ، میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہوں، (بے شک) گناہوں سے بچنے اور نیکی کی طرف آنے کی قوت اللہ ہی سے ملتی ہے۔

گیارہواں سبق

[1]: انبیاء سابقین و کتب سابقہ

﴿إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَوْحَيْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَى وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَى وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ وَآتَيْنَا دَاوُدَ ذِكْرًا ۚ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا﴾

(النساء: 163، 164)

ترجمہ: (اے نبی!) ہم نے آپ کے پاس وحی بھیجی ہے جیسے نوح اور ان کے بعد دیگر انبیاء کے پاس بھیجی تھی اور ہم نے ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب، اولادِ یعقوب، عیسیٰ، ایوب، یونس، ہارون اور سلیمان کے پاس وحی بھیجی تھی اور ہم نے داؤد کو زبور دی تھی۔ بہت سے رسول ہیں جن کے حالات ہم نے آپ سے بیان کیے ہیں اور بہت سے رسول ایسے بھی ہیں جن کے حالات ہم نے آپ سے بیان نہیں کیے اور موسیٰ سے تو اللہ تعالیٰ نے براہِ راست کلام کیا۔

[2]: تعدادِ انبیاء و رسل

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ أَبُو ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَمْ وَفَاءُ عِدَّةِ الْأَنْبِيَاءِ؟ قَالَ: مِائَةُ أَلْفٍ وَارْبَعَةُ وَعِشْرُونَ أَلْفًا. أَلرُّسُلُ مِنْ ذَلِكَ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَخَمْسَةَ عَشَرَ جَمًّا غَفِيرًا.

(مشکوٰۃ المصابیح: ص 511 باب بدء الخلق و ذکر الانبیاء)

ترجمہ: حضرت ابو امامہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: یا رسول اللہ! انبیاء کی پوری تعداد کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک لاکھ چوبیس ہزار، ان میں سے رسولوں کی تعداد تین

سو پندرہ ہے جو کہ ایک بہت بڑی تعداد ہے۔

[3]: نبوت کے متعلق عقائد

حقیقتِ نبوت:

”نبی“ ایسے انسان کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہو، معصوم عن الخطا ہو اور اس کی اتباع اور پیروی فرض ہو یعنی وہ انسان جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہو صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے پاک ہو اور اس کی تابعداری کرنا فرض ہو۔ ان صفات کو انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کسی اور انسان کے لیے ثابت کرنا اگرچہ اس کے لیے نبی کا لفظ استعمال نہ کیا جائے، کفر ہے۔

نوٹ: نبی ہمیشہ مرد ہوتا ہے، عورت نبی نہیں بن سکتی اور جنات کے لیے بھی انسان ہی نبی ہوتا ہے۔ نبوت وہی چیز ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے عطا کرنے سے عطا ہوتی ہے، اپنی محنت سے عبادت کر کے کوئی شخص نہ نبی بن سکتا ہے اور نہ ہی نبی کے مرتبہ اور مقام کو پہنچ سکتا ہے۔

صداقتِ نبوت:

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے نبی اور رسول آئے سارے برحق اور سچے ہیں۔

دوامِ نبوت:

انبیاء کرام علیہم السلام وفات کے بعد بھی اپنی مبارک قبروں میں اسی طرح حقیقتاً نبی اور رسول ہیں جس طرح وفات سے پہلے ظاہری حیات مبارکہ میں نبی اور رسول تھے۔ البتہ اب باقی تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعت منسوخ ہو چکی ہے اور قیامت تک کے لیے نجات کا مدار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی نیند:

نیند کی حالت میں انبیاء علیہم السلام کی آنکھیں تو سوتی ہیں مگر دل نہیں سوتا اس لیے ان مبارک ہستیتوں کا خواب بھی وحی کے حکم میں ہے اور نیند کے باوجود انبیاء علیہم السلام کا وضو باقی رہتا ہے۔

[4]: موزوں پر مسح کے احکام

”موزہ“ چڑے کی جرابوں کو کہتے ہیں۔ اس پر مسح کے لیے درج ذیل

شرائط ہیں:

- 1: موزہ کو مکمل طہارت کی حالت میں پہنا ہو۔
- 2: موزہ اتنا اونچا ہو کہ کم از کم ٹخنوں کو چھپالے۔
- 3: موزہ پاؤں کی تین چھوٹی انگلیوں کے برابر یا اس سے زیادہ پھٹا ہوا نہ ہو۔

فائدہ:

اگر جرابیں ایسی ہوں جو صفات میں موزے کی طرح ہوں تو وہ بھی موزے کے حکم میں ہوں گی اور ان پر مسح کرنا بھی درست ہو گا۔ وہ صفات یہ ہیں:

- 1: پنڈلی پر بغیر باندھے (مثلاً رڈ وغیرہ سے) ہوئے قائم رہ سکیں اور یہ قائم رہنا کپڑے کی تنگی اور چستی کی وجہ سے نہ ہو بلکہ اس کی ضخامت اور موٹا ہونے کی وجہ سے ہو۔

- 2: ان میں پانی نہ چھنے یعنی ان پر پانی گرائیں تو پانی ان میں اتر کر پاؤں تک نہ پہنچ سکے۔

- 3: اس میں کم از کم تین میل (4.8 کلومیٹر) کی مسافت بغیر جوتے کے سفر کرنا ممکن ہو۔

مذکورہ شرائط اگر جرابوں میں پانی جائیں تو وہ کہنے میں تو جرابیں ہوں گی مگر

دراصل موزے ہوں گے، اس لیے ان پر بھی مسح درست ہوگا۔

طریقہ مسح:

مسنون مقدار:

پورے ہاتھ کی انگلیوں کو گھیر کر کے دائیں ہاتھ کی انگلیاں دائیں پاؤں پر اور بائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں پاؤں پر رکھے، پھر ان کو پنڈلی کی طرف ٹخنوں سے اوپر تک کھینچے۔

فرض مقدار:

مسح کی فرض مقدار یہ ہے کہ ہاتھ کی تین انگلیوں کو موزے کے اوپر والے

حصے پر لگائے۔

نواقض مسح:

1: موزہ اتارنا

اگر ایک موزہ اتار دیں یا کم از کم ایک پاؤں کی ایڑی باہر نکال لیں تو مسح

ٹوٹ جائے گا۔

2: مدت گزرنا

مقیم کے لیے مدت مسح 24 گھنٹے ہے اور مسافر کے لیے 72 گھنٹے ہیں۔ جب

مدت گزر جائے تو موزہ اتار کر پاؤں دھونا ضروری ہو جاتا ہے۔

[5]: نقصان پہنچنے کے وقت کی دعا

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ.

(البقرة: 156، عمل الیوم واللیلہ: ص: 626 باب ما یقول من أصیب بمصیبة)

ترجمہ: بے شک ہم اللہ کے ہیں اور اسی کی طرف جانے والے ہیں۔

بارہواں سبق

[1]: صداقتِ قرآن

﴿قُلْ لِّئِنْ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا﴾

(بنی اسرائیل: 88)

ترجمہ: آپ فرمادیں کہ اگر تمام انسان و جنات اس جیسا قرآن لانے پر جمع ہو جائیں تو بھی اس جیسا قرآن نہیں لاسکتے چاہے وہ اس کے لیے ایک دوسرے کے مددگار بن جائیں۔

[2]: اذان اور اقامت کا مسنون طریقہ

عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ بِلَالٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يُثَنِّي الْأَذَانَ وَيُثَنِّي الْإِقَامَةَ.

(شرح معانی الآثار للطحاوی: ج 1 ص 101 کتاب الصلاۃ باب الاقامۃ کیف ھی؟)

ترجمہ: حضرت اسود (بن یزید النخعی التابعی) رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان اور اقامت کے کلمات کو دو دو مرتبہ کہا کرتے تھے۔

[3]: آسمانی کتب کے متعلق عقائد

کتبِ سماویہ:

جس زمانے میں جس نبی پر جو کتاب اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی وہ برحق اور سچی تھی، جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات، حضرت داود علیہ السلام پر زبور، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم نازل فرمایا۔ البتہ باقی کتابیں منسوخ ہو چکی ہیں اور اب قیامت تک کے لیے کتب سماویہ میں سے

واجب الاتباع اور نجات کا مدار صرف قرآن کریم ہی ہے۔

صداقتِ قرآن:

سورۃ الفاتحہ سے لے کر والناس تک قرآن کریم کا ایک ایک لفظ محفوظ ہے اس میں ایک بھی لفظ بلکہ حرف کے انکار یا تحریف کا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔

[4]: اذان و اقامت کے مسائل و احکام

(1): پہلے وضو کیا جائے۔ اگر اسپیکر ہو تو ٹھیک ورنہ بلند مقام پر قبلہ رخ ہو کر شہادت کی انگلیوں سے کانوں کے سوراخوں کو بند کر کے بلند آواز سے اذان کہی جائے۔

(2): اذان اور اقامت کہنے میں یہ فرق ملحوظ ہوتے ہیں:

☆ اذان ٹھہر ٹھہر کر جبکہ اقامت جلدی جلدی کہی جاتی ہے۔

☆ اذان میں ہر جملہ الگ الگ جبکہ اقامت میں دو دو جملے ملا کر پڑھے جاتے ہیں اور ہر جملے کے آخری حرف کو سکون یعنی جزم کے ساتھ وقف کیے بغیر پڑھا جائے گا۔

(3): اذان کے کل کلمات 15 ہیں جو درج ذیل ہیں:

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ

حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ

حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نجر کی اذان میں ”حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ“ کے بعد ”الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ

الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ“ کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

(4): اقامت کے کلمات بعینہ اذان کے کلمات کی طرح ہیں البتہ صرف ”سُحَّیَّ عَلَی

الْفَلَاحِ“ کے بعد ”قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ“ کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

(5): اذان کہنا سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ محلے میں اگر ایک شخص اذان کہے تو یہ

سنت سب کی طرف سے ادا ہو جاتی ہے اور اگر بستی والے اذان چھوڑنے کا فیصلہ کر لیں تو امیر المؤمنین ان سے جنگ کر سکتا ہے۔

(6): اذان پانچ فرض نمازوں اور جمعہ کے لیے مسنون ہے، اس کے علاوہ کسی نماز کے لیے اذان کہنا جائز نہیں۔

(7): اذان کے درست ہونے کی شرائط یہ ہیں:

☆ جس نماز کے لیے اذان کہنی ہو اس نماز کا وقت ہو۔

☆ اذان عربی میں کہی جائے۔

☆ مؤذن مسلمان ہو۔

☆ مرد ہو۔

☆ عاقل ہو۔

☆ جنابت سے پاک ہو۔

(8): ان مواقع پر اذان کا جواب نہیں دینا چاہیے:

1: نماز کی حالت میں 2: خطبہ کے دوران

3: دینی اسباق کے دوران 4: کھانے پینے کے دوران

5: پیشاب پاخانہ کے دوران 6: غسل کے دوران

7: حالت حیض میں 8: حالت نفاس میں

9: جماع کے دوران

[5]: اذان کے بعد کی دعا

اَللّٰهُمَّ رَبِّ هٰذِهِ الدَّعْوَةُ الثَّامَّةُ وَالصَّلٰوةُ الْقَائِمَةُ اَتِيَتْ مُحَمَّدًا
الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا الَّذِي وَعَدْتَهُ.

(صحیح البخاری: ج 1 ص 86 باب الدعاء عند النداء)

ترجمہ: اے اللہ! اے اس دعوت کا ملہ اور اس کھڑی ہونے والی نماز کے رب! تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور انہیں اس مقام محمود پر پہنچا دے جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔

نوٹ: ”وَعَدْتَهُ“ تک صحیح البخاری میں ہے۔ بیہقی کی روایت میں ”إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْبِعَادَ“ کے الفاظ بھی قوی سند سے آئے ہیں۔ البتہ ”وَأَرْزُقْنَا شَفَاعَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“ کے الفاظ اس موقع پر اپنی طرف سے زائد نہ کیے جائیں کیونکہ صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔

تیرھواں سبق

[1]: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر انعامات الہیہ کی بارش

﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ۖ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَامْحَرْ ۚ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ﴾

(سورۃ الکوثر)

ترجمہ: بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا کی ہے۔ لہذا اپنے رب کے لیے نماز پڑھیے اور قربانی کیجیے۔ بلاشبہ آپ کا دشمن ہی بے نام و نشان ہوگا۔

[2]: فجر، ظہر اور عصر کا مستحب وقت

فجر کا مستحب وقت:

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "أَسْفَرُوا بِالْفَجْرِ فَإِنَّهُ أَكْثَمُ لِلْأَجْرِ".

(سنن الترمذی: ج 1 ص 40 ابواب الصلوة: باب ما جاء في الاسفار بالفجر)

ترجمہ: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: نماز فجر کو خوب روشنی میں پڑھا کرو کیونکہ اس کا اجر بہت زیادہ ہے۔

ظہر کا مستحب وقت (گرمیوں میں):

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَبْرِدُوا بِالظَّهْرِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ".

(صحیح البخاری: ج 1 ص 77 کتاب مواقیات الصلوة باب الابراد بالظہر فی شدۃ الحر)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش

مارنے کی وجہ سے ہے۔

ظہر کا مستحب وقت (سردیوں میں):

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ الْحَرُّ أَتْبَرَدَ بِالصَّلَاةِ وَإِذَا كَانَ الْبَرْدُ كَجَلٍّ.

(سنن النسائي: ج 1 ص 87 کتاب المواقیت۔ باب تعجیل الظہر فی البرد)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گرمی کے موسم میں نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھتے تھے اور سردی کے موسم میں جلدی ادا فرماتے تھے۔

عصر کا مستحب وقت:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَصْرَ مَا دَامَتِ الشَّمْسُ بَيَضَاءً نَقِيَّةً.

(سنن ابی داؤد: ج 1 ص 65 کتاب الصلاة باب فی وقت صلوة العصر)

ترجمہ: حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ منورہ میں آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر کو سورج کے صاف اور چمکدار ہونے تک مؤخر کیا کرتے تھے۔

[3]: عظمت انبیاء علیہم السلام وعلوم نبوت

عظمت انبیاء علیہم السلام:

کائنات کی تمام مخلوقات میں سب سے اعلیٰ مرتبہ اور مقام حضرات انبیاء علیہم السلام کا ہے اور انبیاء علیہم السلام میں سے بعض بعض سے افضل ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء سے اعلیٰ و افضل اور تمام انبیاء علیہم السلام کے سردار ہیں۔

عظمتِ علومِ نبوت:

ہر نبی اپنے زمانے میں شریعتِ مطہرہ کا سب سے بڑا عالم ہوتا ہے اور ہر نبی کو لوازمِ نبوت علوم سارے کے سارے عطا ہوتے ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ اولین و آخرین کے نبی ہیں اس لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اولین و آخرین کے اور تمام مخلوقات سے زیادہ علوم عطا کیے گئے۔

[4]: نمازوں کے اوقات کا بیان**فجر کا وقت:**

صبح صادق سے لے کر طلوع شمس تک ہوتا ہے لیکن نماز پڑھنے کا مستحب وقت وہ ہے جب آسمان پر تھوڑی سی سفیدی ظاہر ہونے لگے۔

ظہر کا وقت:

جب سورج دوپہر کے بعد ڈھلنا شروع ہو جائے تو اس وقت سے لے کر مثل ثانی (یعنی جب ہر چیز کا سایہ اس کے اصلی سایہ کے علاوہ دو گنا ہو جائے) تک ہوتا ہے لیکن اس کا مستحب وقت یہ ہے کہ سردیوں میں نماز جلدی پڑھ لی جائے اور گرمیوں میں ٹھنڈا کر کے یعنی تاخیر سے پڑھی جائے۔

عصر کا وقت:

جب ظہر کا وقت ختم ہو جائے تو اس وقت سے لے کر غروبِ آفتاب تک ہوتا ہے لیکن اس کا مستحب وقت یہ ہے کہ اس کو بھی دیر سے پڑھا جائے البتہ اتنی دیر نہ ہو کہ سورج زرد ہونے لگے۔

مغرب کا وقت:

مغرب کا وقت غروبِ آفتاب سے لے کر آسمان پر سرخی کے باقی رہنے تک ہے۔ البتہ اس وقت میں اگر کوئی آدمی نماز ادا نہ کر سکے تو جب تک آسمان پر سفیدی

باقی رہے پڑھ لے لیکن اس کا مستحب وقت یہ ہے کہ مغرب کا وقت ہوتے ہی اسے ادا کر لیا جائے۔

عشاء کا وقت:

جب آسمان سے سفیدی بالکل ختم ہو جائے تو اس وقت سے عشاء کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہے اور صبح صادق تک باقی رہتا ہے البتہ اس کا مستحب وقت یہ ہے کہ پہلے دو گھنٹے چھوڑ کر پڑھی جائے۔
نوٹ: اوقات کے لیے مسند کیلنڈرز سے مدد لی جاسکتی ہے۔

[5]: کھانا کھاتے وقت کی دعا

کھانا شروع کرتے وقت یہ دعا پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

(سنن ابی داؤد: ج 2 ص 173 کتاب الاطعمۃ باب التسمیۃ علی الطعام)

اگر دعا پڑھنا بھول جائیں تو یہ دعا پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهُ وَاٰخِرُهُ۔

(سنن ابی داؤد: ج 2 ص 173 کتاب الاطعمۃ باب التسمیۃ علی الطعام)

ترجمہ: کھانے کے شروع اور آخر میں اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہوں۔

چودھواں سبق

[1]: گستاخِ رسول کا انجام

﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ۚ مَا أَغْلَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ ۚ سَيَصْلَىٰ
نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۚ وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۚ فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ ۝﴾
(سورۃ اللہب)

ترجمہ: ابو لہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ برباد ہو جائے۔ اس کا مال اور جو کچھ
اس نے کمایا تھا اس کے کسی کام نہ آیا۔ عنقریب وہ شعلوں والی آگ میں گرے گا اور
اس کی بیوی بھی، لکڑیاں اٹھانے والی، اپنی گردن میں کھجور کی چھال کی بٹی ہوئی رسی
لیے ہوئے۔

[2]: تکبیر تحریمہ کی رفع یدین

عَنْ عَبْدِ الْجُبَّارِ بْنِ وَائِلٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى تَكَادَ إِبْهَامَاهُ تُحَاذِي شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ.
(سنن النسائي: ج 1 ص 141 كتاب صفة الصلاة. باب موضع الإبهامين عند الرفع)

ترجمہ: حضرت عبد الجبار بن وائل اپنے والد حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے
روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ صلی
اللہ علیہ وسلم نے نماز شروع فرمائی تو رفع یدین کیا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کے انگوٹھے آپ کے کانوں کی لو کے برابر ہو گئے۔

[3]: توہین رسالت اور توہین علم نبوت کا حکم

توہین رسالت:

انبیاء علیہم السلام میں سے کسی بھی نبی کی شان میں کسی بھی طرح کی گستاخی و

بے ادبی کرنا یا گستاخی اور بے ادبی کو جائز سمجھنا کفر ہے، مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے صرف اتنی سی فضیلت کا قائل ہونا جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہے، کفر اور بے دینی ہے۔

توہین علم نبوت:

اس بات کا قائل ہونا کہ فلاں شخص کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے، یا علوم نبوت یعنی علم دین کو باقی علوم و فنون کے مقابلے میں گھٹیا سمجھنا یا علماء دین کی بوجہ علم دین تحقیر کرنا کفر ہے۔

[4]: نماز کے فرائض کا بیان

چند فرائض ایسے ہیں جن کا نماز سے پہلے پایا جانا ضروری ہے؛ انہیں نماز کی ”شرائط“ بھی کہا جاتا ہے اور چند فرائض ایسے ہیں جن کا نماز میں پایا جانا ضروری ہے؛ انہیں نماز کے ”ارکان“ بھی کہا جاتا ہے۔ دونوں کی تفصیل یہ ہے:

شرائط نماز:

- 1: جسم کا پاک ہونا۔
- 2: لباس کا پاک ہونا۔
- 3: ستر کا ڈھانپنا۔ (مرد کا ستر ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنے کے نیچے تک ہے اور عورت کا ستر چہرے، ہاتھوں اور پاؤں کے سوا سارا بدن ہے)
- 4: جس جگہ نماز پڑھنی ہو اس کا پاک ہونا۔
- 5: نماز کا وقت ہونا۔
- 6: قبلہ رخ ہونا۔
- 7: نماز کی نیت کرنا۔

نماز کے ارکان:

نماز کے چھ فرض ہیں:

1: تکبیر تحریمہ کہنا

زبان سے ”اللہ اکبر“ کہنا فرض ہے۔ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرنا یعنی دونوں ہاتھوں کو اٹھانا سنت ہے۔

2: قیام کرنا

جو مجبور و معذور نہ ہو اس کے لیے قیام فرض ہے اور جو آدمی پوری نماز میں کھڑا نہ ہو سکتا ہو بلکہ کچھ دیر کھڑا ہو سکتا ہو تو اس آدمی کے لیے ضروری ہے کہ جب تک کھڑا ہو سکے کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور پھر بیٹھ جائے۔

3: قرأت کرنا

نماز میں قرآن کریم کی کم از کم تین چھوٹی آیات یا ایک بڑی آیت جو ان تین چھوٹی آیات کے برابر ہو پڑھنا۔ فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت کے علاوہ ہر نماز کی ہر رکعت میں قرأت فرض ہے۔

4: رکوع کرنا: کم از کم اتنا جھک جانا کہ دونوں ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔

5: دو سجدے کرنا: سجدے میں کم از کم پیشانی زمین پر لگانا۔

6: قعدہ اخیرہ کرنا: آخری رکعت میں التحیات میں بیٹھنا فرض ہے۔

[5]: کھانا کھانے کے بعد کی دعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَظْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِیْنَ.

(سنن الترمذی: ج 2 ص 184 ابواب الدعوات باب ما یقول اذا فرغ من الطعام)

ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہم کو کھلایا، پلایا اور مسلمان بنایا۔

پندرہواں سبق

[1]: ختم نبوت (از قرآن مجید)

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا﴾

(الاحزاب: 40)

ترجمہ: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والے ہیں۔

فائدہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے نبیوں کے سلسلہ پر مہر لگ گئی اب کسی کو نبوت نہیں دی جائیگی۔

[2]: ختم نبوت (از حدیث مبارک)

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي".

(سنن ابی داؤد: ج 2 ص 233 کتاب الفتن باب ذکر الفتن ودلائلھا)

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

[3]: عقیدہ ختم نبوت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عالم دنیا میں کسی بھی قسم کی جدید نبوت کے جاری رہنے کا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔

[4]: نماز کے واجبات کا بیان

- 1: لفظ ”اللہ اکبر“ کے ساتھ نماز کو شروع کرنا۔
- 2: فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں کو فرض قراءت کے لیے مخصوص کرنا۔
- 3: فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت کے علاوہ ہر نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنا۔
- 4: فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت کے علاوہ ہر نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد کم از کم تین چھوٹی آیات یا ایک بڑی آیت جو ان تین چھوٹی آیات کے برابر ہو پڑھنا۔
- 5: سورہ فاتحہ کو سورت سے پہلے پڑھنا۔
- 6: قومہ کرنا یعنی رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہونا۔
- 7: جلسہ کرنا یعنی دو سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا۔
- 8: تعدیل ارکان یعنی رکوع، سجدہ، قومہ، جلسہ کو جلد بازی کے بجائے اطمینان کے ساتھ اچھی طرح ادا کرنا۔
- 9: قعدہ اولیٰ کرنا یعنی پہلی دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھنا۔
- 10: دونوں قعدوں میں التحیات پڑھنا۔
- 11: دونوں طرف سلام پھیرنا۔
- 12: نماز وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت کے لیے تکبیر یعنی ”اللہ اکبر“ کہنا۔
- 13: نماز وتر میں دعائے قنوت پڑھنا۔
- 14: عیدین کی نماز میں چھ زائد تکبیریں کہنا۔
- 15: نماز میں آیت سجدہ کی تلاوت کر لینے سے سجدہ تلاوت کرنا۔

- 16: نماز میں سہو ہوا تو سجدہ سہو کرنا۔
- 17: قرأت کے سوا فرائض اور واجبات میں امام کی اتباع کرنا۔
- 18: امام کو فجر کی دونوں رکعتوں میں، مغرب و عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں، جمعہ، عیدین اور تراویح میں اور رمضان کے وتر میں بلند آواز سے قرأت کرنا۔

[5]: نیا کپڑے پہننے کی دعا

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ كَسَوْتَنِيْهِ اَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا صُنِعَ لَهٗ
وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ.

(سنن الترمذی: ج 1 ص 306 باب ما یقول اذا لبس ثوبا جدیداً)

ترجمہ: اے اللہ! تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں۔ یہ (کپڑا) تو نے ہی مجھے پہنایا ہے میں تجھ سے اس (کپڑے) کی خیر و بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور جس (مقصد) کے لیے یہ کپڑا بنایا گیا ہے اس کی خیر و بھلائی کا بھی سوال کرتا ہوں اور میں تجھ سے اس (کپڑے) کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور جس (مقصد) کے لیے یہ کپڑا بنایا گیا ہے اس کے شر سے بھی پناہ مانگتا ہوں۔

سوھواں سبق

[1]: حیاتِ انبیاء علیہم السلام

﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ﴾

(البقرہ: 154)

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کے راستے میں شہید کیے گئے ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں (ان کی زندگی کا) شعور نہیں ہے۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کا تذکرہ فرمایا ہے جو راہِ خدا میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دے تو بدلہ میں بطور انعام و اکرام کے اسے ”حیات“ نصیب ہوتی ہے۔ یہ حیات والا اکرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی وفات کے بعد نصیب ہوا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ:

1: حدیث پاک کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شہادت کی موت نصیب ہوئی ہے کہ غزوہ خیبر کے موقع پر یہود نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو زہر دیا تھا تو وفات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا اثر محسوس فرماتے تھے اور اسی حالت میں آپ کی وفات ہوئی۔

2: شہید کو جو اعزازِ حیات ملا ہے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ملا ہے، اگر شہید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ نہ پڑھتا پھر قتل ہوتا تو اسے یہ اعزاز کبھی نہ ملتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھا، قتل ہوا پھر اعزاز ملا۔ اس سے ثابت ہوا کہ اگر شہید زندہ ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم بطریقِ اولیٰ زندہ ہیں۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1362ھ) فرماتے ہیں:

”اور یہی حیات ہے جس میں حضراتِ انبیاء علیہم السلام شہداء سے بھی زیادہ

اتیاز اور قوت رکھتے ہیں، حتیٰ کہ بعد موت ظاہری کے سلامت جسد کے ساتھ ایک اثر اس حیات کا اس عالم کے احکام میں یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مثل ازواجِ احیاء کے ان کی ازواج سے کسی کو نکاح جائز نہیں ہوتا اور ان کا مال میراث میں تقسیم نہیں ہوتا، پس اس حیات میں قوی تر حضراتِ انبیاء علیہم السلام ہیں۔“

(بیان القرآن: ج 1 ص 97)

[2]: حیاتِ انبیاء علیہم السلام

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَلَا نَبِيَّاءُ أَحْيَاءُ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ".

(مسند ابی یعلیٰ الموصلی: ص 658 رقم الحدیث 3425 من حدیث انس بن مالک)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔

[3]: عقیدہ حیاتِ انبیاء علیہم السلام

تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی مبارک قبروں میں اپنے دنیاوی جسموں کے ساتھ تعلق روح بغیر مکلف ہونے اور بغیر لوازم دنیا کے زندہ ہیں اور مختلف جہتوں کے اعتبار سے اس حیات کے مختلف نام ہیں جیسے حیاتِ دنیوی، حیاتِ جسمانی، حیاتِ حسی، حیاتِ برزخی، حیاتِ روحانی۔

[4]: نماز کی سنتوں اور مستحبات کا بیان

نماز کی سنتیں:

- 1: تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھانا۔
- 2: ہاتھ اٹھاتے وقت انگلیاں اپنے حال پر کھلی اور قبلہ رخ رکھنا۔
- 3: گردن اور سر کونہ جھکانا۔

- 4: دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھ کر، انگوٹھے اور چھنگلیا سے بائیں ہاتھ کے گٹے کو پکڑ کر تین انگلیاں کلائی پر بچھا کر ناف کے نیچے رکھنا۔
- 5: پہلی رکعت میں ثناء (سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ) پڑھنا۔
- 6: صرف پہلی رکعت میں قرأت کے لیے تعوذ (أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ) پڑھنا۔
- 7: ہر رکعت کے شروع میں تسمیہ (بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ) پڑھنا۔
- 8: فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنا۔
- 9: سورۃ الفاتحہ کے بعد امام اور منفرد کا آمین کہنا۔ قرأت بلند آواز سے ہو تو سب مقتدیوں کو بھی آہستہ آواز سے آمین کہنا۔
- 10: ثناء، تعوذ، تسمیہ اور آمین آہستہ کہنا۔
- 11: سنت کے مطابق قرأت کرنا۔ فجر اور ظہر میں سورۃ الحجرات تا سورۃ البروج، عصر اور عشاء میں سورۃ الطارق تا سورۃ البینہ اور مغرب میں سورۃ الزلزال تا سورۃ الناس۔
- 12: رکوع اور سجود میں کم از کم 3 مرتبہ تسبیح پڑھنا۔
- 13: رکوع میں سر اور پیٹھ کو ایک سیدھ میں رکھنا اور ہاتھ کی کھلی انگلیوں سے گھٹنے کو پکڑنا۔
- 14: قومہ میں امام کو ”سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ“، مقتدی کو ”اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ“ اور منفرد کا دونوں کہنا۔
- 15: سجدے میں جاتے ہوئے پہلے گھٹنے، پھر ہاتھ، پھر ناک اور پھر پیشانی رکھنا۔
- 16: جلسہ اور قعدہ میں بایاں پاؤں بچھا کر بیٹھنا اور دایاں پاؤں اس طرح کھڑا کرنا

کہ انگلیاں قبلہ رخ ہوں۔ نیز دونوں ہاتھ رانوں پر رکھنا اور تشہد میں کلمہ شہادت پر انگلی کا اشارہ کرنا۔

17: آخری قعدہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا۔

18: درود شریف کے بعد دعا مانگنا۔

19: پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف سلام پھیرنا۔

20: امام کو دونوں سلام بلند آواز سے کہنا مگر دوسرے سلام کو پہلے کی بہ نسبت پست آواز سے کہنا۔

نماز کے مستحبات:

1: رکوع و سجود میں منفرد کا 3 سے زیادہ مرتبہ تسبیح پڑھنا۔

2: قیام میں مقام سجدہ، رکوع میں قدم پر، سجدے میں ناک پر، قعدہ میں گود میں، اور سلام میں کندھوں پر نگاہ رکھنا۔

3: حتی الوسع کھانسی کو روکنا۔

4: جمائی کو روکنا لیکن اگر منہ کھل جائے تو منہ پر ہاتھ رکھنا۔ چنانچہ قیام میں جمائی آئے تو دایاں ہاتھ اور اگر باقی ارکان میں آئے تو بایاں ہاتھ منہ پر ہاتھ رکھنا۔

[5]: مجلس سے اٹھنے کی دعا

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ
إِلَيْكَ.

(سنن الترمذی: ج 2 ص 181 ابواب الدعوات باب ما یقول اذا قام من المجلس)

ترجمہ: یا اللہ! تیری ذات ہر عیب سے پاک ہے، میں تیری تعریف کرتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں۔

ستر ہواں سبق

[1]: آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کا حکم:

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾

(الاحزاب: 56)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجا کرو۔

[2]: سماعِ صلوٰۃ و سلام

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ صَلَّى عَلَى عِنْدَ قَبْرِي سَمِعْتُهُ وَمَنْ صَلَّى عَلَى نَائِيًا أُبْلِغْتُهُ".

(شعب الایمان للبیہقی: ج 2 ص 218 باب فی تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم واجلالہ وتوقیرہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھتا ہے میں اس کو خود سنتا ہوں اور جو شخص دور سے مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ میرے پاس پہنچا دیا جاتا ہے۔

[3]: صلوٰۃ و سلام، ذکر رسول، استشفاع اور عرضِ اعمال

صلوٰۃ و سلام:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام پڑھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق اور نہایت اجر و ثواب کا باعث ہے۔ کثرت کے ساتھ صلوٰۃ و سلام پڑھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب اور شفاعت کے حصول کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ افضل درود شریف وہ ہے جس کے لفظ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہوں۔ سب سے

افضل درود؛ درودِ ابراہیمی ہے۔

فائدہ: زندگی میں ایک مرتبہ صلوٰۃ و سلام پڑھنا فرض ہے اور جب مجلس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک آئے تو ایک دفعہ صلوٰۃ و سلام پڑھنا واجب ہے اور ہر بار پڑھنا مستحب ہے۔

ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

وہ تمام حالات و واقعات جن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا بھی تعلق ہے ان کا ذکر کرنا نہایت پسندیدہ اور مستحب ہے۔

فضیلت و زیارتِ روضہ اطہر:

زمین کا وہ حصہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کے ساتھ ملا ہوا ہے کائنات کے سب مقامات حتیٰ کہ کعبہ، عرش اور کرسی سے بھی افضل ہے۔

فائدہ: روضہ اطہر کی زیارت کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب میں سے ہے اور اسی حالت میں دعا مانگنا بہتر اور مستحب ہے۔

سفرِ مدینہ منورہ:

سفرِ مدینہ منورہ کے وقت روضہ مبارک، مسجد نبوی اور مقامات مقدسہ کی زیارت کی نیت کرنا افضل اور باعثِ اجر و ثواب ہے البتہ خالص روضہ پاک کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم زیادہ ہے۔

مسئلہ استشفاع:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس حاضر ہو کر شفاعت کی درخواست کرنا اور یہ کہنا کہ حضور! آپ میری مغفرت کی سفارش فرمائیں، جائز ہے۔

عرضِ اعمال:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر روضہ مبارک میں امت کے اچھے اور برے اعمال اجمالی طور پر پیش ہوتے ہیں۔

[4]: نماز کے مکروہات کا بیان

- 1: لا پروائی سے ننگے سر نماز پڑھنا۔
- 2: عمامے کے پیچ پر سجدہ کرنا۔
- 3: ہاتھ یا سر کے اشارے سے سلام کا جواب دینا۔
- 4: مسلسل آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا۔
- 5: چہرہ یا نگاہ پھیرتے ہوئے ادھر ادھر دیکھنا۔
- 6: منہ میں کوئی چیز رکھ کر نماز پڑھنا۔
- 7: جمائی لینا یا بقدر ہمت نہ روکنا۔
- 8: کمر، کوکھ، کولہے پر ہاتھ رکھنا۔
- 9: پیشاب پاخانہ کا تقاضا ہوتے ہوئے نماز پڑھنا۔
- 10: انگلیاں چٹھانا، انگلیوں میں انگلیاں ڈالنا۔
- 11: آیتیں، تسبیحات انگلیوں پر شمار کرنا۔
- 12: انگریزی لینا۔
- 13: آلتی پالتی مار کر بیٹھنا (بلا عذر)۔
- 14: کسی کے چہرے کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا۔
- 15: اگلی صف میں جگہ ہونے کے باوجود پیچھے کھڑا ہو کر نماز پڑھنا۔
- 16: کہنیوں کو بچھا کر سجدہ کرنا (صرف مردوں کے لیے)۔
- 17: سریا کندھے پر موجود کپڑے کے دونوں سرے لٹکے ہوئے چھوڑ دینا، قمیص

وغیرہ میں بازو ڈالے بغیر اوپر رکھ کر نماز پڑھنا۔

18: بدن سے یا کپڑوں سے کھیلنا۔

19: کام کاج، نیند، ورزش وغیرہ کے ردی کپڑے پہن کر نماز پڑھنا۔

20: جاندار کی تصویر والی جگہ نماز پڑھنا اللہ کی پادوں کے نیچے ہو یا اسے الٹا کر دیا

جائے یا چھپا دیا جائے۔

21: تصویر والا کپڑا پہن کر نماز پڑھنا۔

22: نماز میں ادھر ادھر سے اپنے کپڑے کو سمیٹنا، سنبھالنا اور مٹی سے بچانا۔

[5]: پانی پینے کی دعا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

(المعجم الاوسط للطبرانی: ج 1 ص 245 رقم الحدیث 840)

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

اٹھارہواں سبق

[1]: معجزات اللہ ہی کے اختیار میں ہیں

﴿وَقَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنْبُوعًا ۚ أَوْ تَكُونَ لَكَ بَنَاتٌ مِنْ مُخِيلٍ وَوَعَدِ الْوَاقِعِ الْأَنَّهُمْ خِلَافُهَا تَفْجِيرًا ۚ أَوْ تُسْقِطَ السَّمَاءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسْفًا أَوْ تَأْتِيَنَا بِاللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ قَبِيلًا ۚ أَوْ يَكُونَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرِفٍ أَوْ تَرْفَىٰ فِي السَّمَاءِ وَلَنْ نُؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتَّىٰ تُنَزِّلَ عَلَيْنَا مِثْلَ بُرُوجِ الْقَوْمِ ۚ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيَ هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَ سُوْلَا ۚ﴾

(بنی اسرائیل: 90-93)

ترجمہ: اور وہ کہنے لگے: ہم تم پر اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک تم زمین سے ہمارے لیے ایک چشمہ نہ نکال دو یا پھر تمہارے لیے کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ پیدا ہو جائے اور تم اس باغ کے درمیان نہریں جاری کر دو یا جیسے تمہارا دعویٰ ہے (اس کے مطابق) آسمان کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اسے ہم پر گرا دو یا اللہ کو اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لا کھڑا کر دو یا پھر تمہارے لیے سونے کا ایک گھر بن جائے یا تم آسمان پر چڑھ جاؤ اور ہم تمہارے چڑھنے کا بھی اس وقت تک یقین نہیں کریں گے جب تک تم ہم پر ایسی کتاب نازل نہ کر دو جسے ہم پڑھ سکیں۔ (اے نبی! آپ ان سے) کہہ دیں کہ سبحان اللہ! میں تو ایک بشر ہوں جسے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔

[2]: حضرات کا ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا

عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَاثِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج 3 ص 321، 322، وضع الیمین علی الشمال)

ترجمہ: علقمہ بن وائل بن حجر اپنے والد حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت

کرتے ہیں کہ انہوں (یعنی حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھا۔

[3]: معجزہ کے متعلق عقائد

حقیقتِ معجزہ:

معجزہ چونکہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جو نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے اور اس میں نبی کے اختیار کو دخل نہیں ہوتا اس لیے معجزے کو شرک کہہ کر معجزے کا انکار کرنا یا معجزے سے دھوکہ کھا کر انبیاء علیہم السلام کے لیے مختارِ کل اور قادرِ مطلق ہونے کا عقیدہ رکھنا دونوں غلط ہیں۔

معجزاتِ انبیاء علیہم السلام:

انبیاء علیہم السلام کے معجزات (مثلاً موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا سانپ بن جانا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حالت نماز میں پشت کی جانب سے سامنے کی طرح دیکھنا وغیرہ) برحق ہیں۔

[4]: نماز کے مفسدات کا بیان

مفسدات ان چیزوں کو کہتے ہیں جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور اسے لوٹانا ضروری ہوتا ہے۔ چند مفسدات نمازیہ ہیں:

- 1: نماز میں کلام کرنا چاہے قصداً ہو یا بھول کر، تھوڑا ہو یا بہت۔ ہر صورت میں نماز ٹوٹ جاتی ہے۔
- 2: سلام کرنا یعنی کسی کو سلام کرنے کے قصد سے سلام یا تسلیم یا السلام علیکم یا اسی جیسا کوئی لفظ کہہ دینا۔
- 3: سلام کا جواب دینا یا چھینکنے والے کو ”یرحمک اللہ“ یا نماز سے باہر والے کسی

شخص کی دعا پر آمین کہنا۔

4: کسی بری خبر پر ”إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ“ پڑھنا یا کسی اچھی خبر پر الحمد للہ

کہنا یا کسی عجیب بات پر سبحان اللہ کہنا۔

5: درد یا رنج کی وجہ سے آہ یا اوہ اف کرنا۔

6: اپنے امام کے سوا کسی دوسرے کو لقمہ دینا یعنی قرأت بتانا۔

7: نماز میں قرآن شریف دیکھ کر پڑھنا۔

8: قرآن مجید پڑھنے میں ایسی غلطی کرنا جو معنی میں فساد کا سبب بنے۔

9: عمل کثیر کرنا یعنی کوئی ایسا کام کرنا جس سے دیکھنے والے یہ سمجھیں یہ

نماز نہیں پڑھ رہی ہے۔

10: کھانا پینا قصد اُہو یا بھولے سے۔

11: دو صفوں کی مقدار برابر چلنا۔

12: قبلے کی طرف سے بلا عذر سینہ پھیر لینا۔

13: ناپاک جگہ پر سجدہ کرنا۔

14: ستر کھل جانے کی حالت میں ایک رکن (یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے) کی

مقدار ٹھہرنا۔

15: دعا میں ایسی چیز مانگنا جو آدمیوں سے مانگی جاتی ہے مثلاً: یا اللہ! مجھے آج سو

روپے دے دے۔

16: دریا مصیبت کی وجہ سے اس طرح رونا کہ آواز میں حروف ظاہر ہو جائیں۔

17: بالغ آدمی کا رکوع و سجود والی نماز میں قہقہے مار کر یا آواز سے ہنسنا۔

18: امام سے آگے بڑھ جانا۔

19: تکبیر تحریمہ کہتے وقت لفظ ”اللہ“ کے الف کو یوں کھینچ کر پڑھا کہ شروع میں

الف بڑھا دیا یعنی ”اللہ اکبر“ پڑھا اسی طرح اگر ”اکبر“ کی باء کو بڑھا کر پڑھا
اور ”اللہ اکبر“ کہا۔

[5]: پانی پینے کے بعد کی دعا
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

(صحیح مسلم: ج 2 ص 352 کتاب الذکر والدعاء باب استحباب حمد اللہ تعالیٰ بعد الاکل والشرب)

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔

انیسواں سبق

[1]: شانِ صحابہ رضی اللہ عنہم

﴿مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيَّمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْطَهُ فَازْرَوْهُ فَاسْتَعْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيُغَيِّظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا﴾

(الف: 29)

ترجمہ: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے مقابلے میں بڑے سخت ہیں، آپس میں رحم دل ہیں، تم انہیں دیکھو گے کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں اور کبھی سجدہ کر رہے ہیں (غرض) اللہ تعالیٰ کے فضل اور خوشنودی کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں، ان (کی پہچان) کی علامتیں سجدے کے اثر سے ان کے چہروں پر موجود ہیں۔ یہ ہیں ان کے اوصاف جو تورات میں موجود ہیں اور انجیل میں ان کی مثال یوں دی گئی ہے کہ جیسے ایک کھیتی ہو جس نے پہلے اپنی کو پیل نکالی ہو، پھر اس کو مضبوط کیا ہو، پھر وہ موٹی ہوئی ہو، پھر اپنے تنے پر یوں کھڑی ہوئی کہ کاشتکار اس سے خوش ہوتے ہیں تاکہ اللہ ان (کی ترقی) کی وجہ سے کافروں کا دل جلائے۔ یہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے اللہ تعالیٰ نے ان سے مغفرت اور بڑے اجر کا وعدہ فرمایا ہے۔

[2]: صحابہ رضی اللہ عنہم ستاروں کی مانند

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَصْحَابِي كَاللُّجُجِ فِي بَابِهِمْ اقْتَدَيْتُمْ أَهْتَدَيْتُمْ".

(مشکوٰۃ المصابیح: ص 554 باب مناقب الصحابة)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) ستاروں کی مانند ہیں، تم ان میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

[3]: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق عقیدہ

”صحابی“ اس شخص کو کہتے ہیں جس کو حالت ایمان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل ہوئی ہو اور اسی حالت پر اس کا خاتمہ ہوا ہو۔ صحابہ کرام معیار حق و صداقت ہیں یعنی وہی عقائد اور اعمال مقبول ہوں گے جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے عقائد اور اعمال کے مطابق ہوں گے۔ صحابہ کرام ہر قسم کی تنقید سے بالاتر ہیں۔ قبر اور آخرت کے ہر قسم کے عذاب سے محفوظ ہیں۔

وہ معصوم نہیں البتہ محفوظ ضرور ہیں یعنی ان کی ہر قسم کی خطا بخش دی گئی ہے اور وہ یقینی طور پر جنتی ہیں۔ انبیاء معصوم عن الخطاء ہیں اور صحابہ محفوظ عن الخطاء ہیں۔ معصوم عن الخطاء کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اپنے نبی سے گناہ ہونے نہیں دیتا اور محفوظ عن الخطاء کا مطلب یہ ہے کہ صحابی سے گناہ ہو تو جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ ان کے نامہ اعمال میں باقی رہنے نہیں دیتا۔

[4]: مرد و عورت کی نماز میں فرق

بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ مرد اور عورت کی نماز میں کوئی فرق نہیں، انتہائی غلط اور جہالت کی بات ہے۔ نماز کے متعلق مرد و عورت کے جو احکام ایک دوسرے سے مختلف ہیں، یہ ہیں:

[1]: مرد نماز شروع کرتے وقت اپنے ہاتھ کانوں کے برابر اٹھائے جب کہ عورت ہاتھوں کو سینے کے برابر اٹھائے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی: ج 9 ص 144 رقم 17497)

[2]: مرد نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے باندھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج 3 ص 321 ص 322، مسند زید بن علی: ص 219)

جبکہ عورت اپنے سینہ پر ہاتھ باندھے۔

(مختلص الحقائق شرح کنز الدقائق: ص 153، السعایہ ج 2 ص 156)

[3]: مرد رکوع میں اپنی انگلیوں کو کشادہ کرتے ہوئے گھٹنوں کو پکڑے گا، اپنی کہنیوں کو پہلو سے جدا رکھے گا، پشت کو سیدھا رکھے گا اور سر کو نہ اونچا کرے گا نہ نیچا۔

(سنن ابی داؤد: ج 1 ص 125، 126، المعجم الاوسط للطبرانی ج 4 ص 281، صحیح مسلم: ج 1 ص 194)

جبکہ عورت رکوع میں مرد کی بنسبت کم جھکے گی، اپنے ہاتھ بغیر کشادہ کیے ہوئے گھٹنوں پر رکھے گی اور کہنیوں کو پہلو سے ملا کر رکھے گی۔

(مصنف عبد الرزاق ج 3 ص 50 رقم 5983، فتاویٰ عالمگیری: ج 1 ص 74)

[4]: مرد سجدہ میں اپنا پیٹ رانوں سے دور رکھیں گے، اپنی کہنیوں کو زمین سے بلند رکھتے ہوئے پہلو سے جدا رکھیں گے اور سرین کو اونچا کریں گے۔

(بخاری: باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب لایفتش ذراعیه فی السجود، ابی داؤد: ج 1 ص 130)

جبکہ سجدہ کی حالت میں عورت کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ ان سب اعضاء کو ملا کر اور سمٹا کر رکھے۔

(مراسیل ابی داؤد: ص 103، اکمال لابن عدی ج 2 ص 501 السنن الکبریٰ للبیہقی: ج 2 ص 222)

[5]: قعدہ میں مرد اپنا پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھے۔

(صحیح البخاری: ج 1 ص 114، صحیح مسلم: ج 1 ص 194 ص 195)

جبکہ عورت بائیں کو لہے پر بیٹھے اور دونوں پاؤں دائیں طرف نکال دے اور

دائیں پنڈلی کو بائیں پنڈلی پر رکھے۔

(مسند ابی حنیفہ روایت الحنفی: رقم الحدیث 114، السنن الکبریٰ للبیہقی: ج 2 ص 223)

[6]: مرد کا سر اگر نماز میں ننگا ہو تو اس کی نماز ہو جائے گی لیکن اس کے لیے پگڑی اور

ٹوپی افضل ہے۔ (صحیح البخاری: ج 1 ص 56، وغیرہ)

جبکہ عورت کی نماز بغیر دوپٹے کے نہیں ہوتی۔

(سنن ابی داؤد: ج 1 ص 94، سنن الترمذی: ج 1 ص 56، سنن ابن ماجہ: ص 48)

[7]: مردوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ فرض نماز باجماعت ادا کریں۔ اس کے ترک

پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وعیدیں بیان فرمائی ہیں۔

(سنن ابی داؤد: ج 1 ص 80 تا 82، سنن النسائی: ج 1 ص 134 تا 136)

جبکہ عورت کے لیے اپنے گھر میں نماز پڑھنا بہتر ہے۔

(سنن ابی داؤد: ج 1 ص 84، الترغیب والترہیب للمنذری: ج 1 ص 225)

[8]: عورت؛ مردوں کی امامت نہیں کر سکتی جبکہ مرد عورتوں کی امامت کر سکتا

ہے۔

(محلی ابن حزم: ج 3 ص 135، 136)

[9]: عورتوں کی جماعت مکروہ ہے۔

(مسند احمد، طبرانی، بحوالہ اعلاء السنن: ج 4 ص 214)

لیکن اگر وہ جماعت کروانا ہی چاہیں [مثلاً رمضان میں حافظہ عورت تراویح پڑھائے] تو ان کی امام صف کے درمیان میں کھڑی ہوگی۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی: ج 3 ص 131، مصنف عبدالرزاق: ج 3 ص 131)

جبکہ مردوں کا امام سب سے اگلی صف میں اکیلا کھڑا ہوگا۔

(سنن الترمذی: ج 1 ص 54، صحیح مسلم: ج 2 ص 417)

[10]: مردوں کے لیے اذان اور اقامت سنت موکدہ ہے جبکہ عورتوں کے لیے نہ

اذان مسنون ہے اور نہ اقامت۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی: ج 1 ص 408)

نوٹ:

مرد و عورت کی نماز میں فرق کے تفصیلی دلائل کے لیے بندہ کی مرتب کردہ فائل ”مرد و عورت کی نماز میں فرق“ ملاحظہ فرمائیں۔ (محمد الیاس گھمن)

[5]: دودھ پینے کی دعا

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ.

(سنن ابی داؤد: ج 2 ص 168 کتاب الاثریۃ باب ما یقول اذا شرب اللبن)

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے لیے اس میں برکت ڈالے اور ہم کو مزید دیجیے۔

بیسواں سبق

[1]: صحابیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

﴿إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ﴾

(التوبة: 40)

ترجمہ: اگر تم ان کی (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی) مدد نہیں کرو گے تو (ان کا کچھ نقصان نہیں، اس لیے کہ) اللہ نے ان کی مدد اس وقت بھی کی ہے جب ان کو کافروں نے ایسے وقت (مکہ مکرمہ سے) نکالا تھا جب وہ دو آدمیوں میں سے دوسرے تھے، جب وہ دونوں غار میں تھے، جب وہ اپنے ساتھی کو یہ کہہ رہے تھے کہ غم نہ کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ چنانچہ اللہ نے ان پر اپنی طرف سے سکون قلب نازل فرمایا۔

فائدہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہ میں سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وہ واحد صحابی ہیں جن کے لیے قرآن نے لفظ ”صاحب“ (یعنی صحابی) استعمال فرمایا ہے۔ اس لیے جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

[2]: سنت نبوی اور سنت خلفاء راشدین کو تھامنے کا حکم

عَنِ الْعَبْدِ الْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَوَعظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ وَوَجَلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَأَنَّ هَذِهِ مَوْعِظَةٌ مَوْدِعٌ، فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا؟ فَقَالَ: "أَوْصِيكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ وَالسَّجْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي فَسَيَرَى اخْتِلَافًا

كَثِيرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَظُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِدِ وَإِيَّاكُمْ وَمُحَدَّثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحَدَّثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ".

(سنن ابی داؤد: ج 2 ص 290 کتاب السنۃ۔ باب فی لزوم السنۃ)

ترجمہ: حضرت عرابض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک دن نماز پڑھائی پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ہمیں نہایت موثر انداز میں نصیحت فرمائی جس سے ہماری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور دلوں میں خوف پیدا ہو گیا۔ ایک شخص نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! معلوم ہوتا ہے کہ یہ الوداعی نصیحت ہے، اس لیے آپ ہمیں کیا وصیت فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور تم کو (مسلمان) امیر کی اطاعت کا حکم دیتا ہوں اور اس کی باتوں کو سن کر بجا لانے کی وصیت کرتا ہوں اگرچہ وہ امیر حبشی غلام ہو۔ تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت سارے اختلاف دیکھے گا۔ ایسے وقت میں تم میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا اور اس پر مضبوطی سے قائم رہنا اور دین میں نئی باتیں (یعنی نئے عقیدے اور نئے عمل) پیدا کرنے سے بچتے رہنا، اس لیے کہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

[3]: خلافتِ راشدہ و مقام صحابہ رضی اللہ عنہم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت کے خلیفہ اول بلا فصل حضرت ابو بکر صدیق، دوسرے حضرت عمر فاروق، تیسرے حضرت عثمان غنی اور چوتھے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔ ان چاروں کو ”خلفائے راشدین“ اور ان کے زمانہ خلافت کو خلافت راشدہ کا دور کہتے ہیں۔ آیت استخلاف میں جس خلافت کا وعدہ

ہے وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے شروع ہو کر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر ختم ہو گئی۔ لہذا دور خلافت راشدہ سے مراد خلفائے اربعہ (چار خلفاء رضی اللہ عنہم) کا دور ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت؛ خلافت عادلہ ہے۔

مقام صحابہ رضی اللہ عنہم:

انبیاء علیہم السلام کے بعد انسانوں میں اعلیٰ ترین درجہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے اور قرآن کریم میں اہل ایمان کی جس قدر صفات کمال کا ذکر آیا ہے ان کا اولین اور اعلیٰ ترین مصداق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ پھر صحابہ کرام میں بھی مراتب کی ترتیب درج ذیل ہے:

- 1: خلفائے راشدین علی ترتیب الخلافۃ
- 2: عشرہ مبشرہ
- 3: اصحاب بدر
- 4: اصحاب بیعت رضوان
- 5: شرکاء فتح مکہ
- 6: وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جو فتح مکہ کے بعد اسلام لائے۔

معیار حق و صداقت:

پوری امت کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معیار حق و صداقت ہیں یعنی جو عقائد اور مسائل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقائد اور مسائل کے مطابق ہوں وہ حق ہیں اور جو ان کے مطابق نہ ہوں وہ باطل اور گمراہی ہیں۔

[4]: سجدہ سہو کب واجب ہوتا ہے؟

- 1: کسی رکن یا فرض کو دہرانا
- 2: کسی فرض یا رکن کو اس کے وقت سے پہلے یا بعد میں کرنا

3: کسی واجب کو دوبار کرنا

4: کسی واجب کو تبدیل کرنا

5: کسی واجب کو چھوڑ دینا

[5]: چھینک کے وقت کی دعا

جسے چھینک آئے وہ یہ کلمات پڑھے:

أَلْحَمْدُ لِلَّهِ. (تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں)

سننے والا جواب میں یہ کہے:

يَا حَمْدُكَ اللَّهُ. (اللہ آپ پر رحم فرمائے)

چھینکنے والا پھر یہ کہے:

يَهْدِيْكُمْ اللَّهُ وَ يُصْلِحْ بَالَكُمْ. (اللہ آپ کو ہدایت دے اور آپ کی

حالت کو درست کرے)

(سنن ابی داؤد: ج 2 ص 338 کتاب الادب. باب کیف تشمیت العاطس)

ایکسواں سبق

[1]: شانِ اہل بیت رضی اللہ عنہم

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾

(الاحزاب: 33)

ترجمہ: اے نبی کے اہل بیت! اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور رکھے اور تمہیں خوب پاکیزگی عطا فرمائے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کے گھر والوں کو ان احکام پر عمل کرا کر خوب پاک و صاف کر دے (جو اس آیت سے پہلے والی آیات میں بیان ہوئے ہیں) اور ان کے مرتبہ کے موافق ایسی قلبی صفائی اور اخلاق کی ستھرائی عطا فرمائے جو دوسروں سے ممتاز اور فائق ہو۔ یہاں تطہیر سے مراد تہذیب، تصفیہ قلب اور تزکیہ باطن کا وہ اعلیٰ مرتبہ ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حاصل ہوتا ہے اور جس کے حصول کے بعد وہ انبیاء کی طرح معصوم تو نہیں مگر محفوظ کہلواتے ہیں۔

نوٹ: یہاں ”اہل بیت“ سے ازواجِ مطہرات ہی مراد ہیں کیونکہ اس آیت سے پہلے تمام تر خطابات ازواجِ مطہرات ہی سے ہوئے ہیں۔

[2]: تہجد آٹھ رکعت مسنون ہے اور وتر تین ہیں

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ؟ فَقَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلُ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطَوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلُ

عَنْ حُسَيْنٍ وَطَوْلِيهِ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا.

(صحیح البخاری: ج 1 ص 154 باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل فی رمضان وغیرہ)

ترجمہ: حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ رمضان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کیسی ہوتی تھی؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے، پہلے چار رکعتیں پڑھتے، پس کچھ نہ پوچھو وہ کتنی حسین اور طویل ہوتیں تھیں، پھر چار رکعتیں اور پڑھتے، پس کچھ نہ پوچھو کہ وہ کتنی حسین اور لمبی ہوتیں تھیں پھر تین رکعتیں (وتر کی) پڑھتے تھے۔

معلوم ہوا ہے کہ تہجد کی آٹھ رکعت سنت ہیں اور وتر تین رکعت واجب

ہیں۔

[3]: صحابہ رضی اللہ عنہ کے متعلق چند عقائد

حب صحابہ و اہل بیت رضی اللہ عنہم:

صحابہ کرام اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے ساتھ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کی علامت ہے اور صحابہ کرام اور اہل بیت رضی اللہ عنہم دونوں سے بغض یا ان دونوں میں سے کسی ایک سے محبت اور دوسرے کے ساتھ بغض، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض کی علامت و گمراہی ہے۔

عفت امہات المؤمنین:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت جن کا اولین مصداق امہات المؤمنین

رضی اللہ عنہن ہیں، ان کو پاک دامن اور صاحب ایمان ماننا ضروری ہے۔

فائدہ: امہات المؤمنین کے نام یہ ہیں:

- (1) حضرت خدیجہ بنت خویلد (2) حضرت سودہ بنت زمعہ (3) حضرت عائشہ بنت صدیق اکبر (4) حضرت حفصہ بنت فاروق اعظم (5) حضرت زینب بنت خزیمہ (6) حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ (7) حضرت زینب بنت جحش (8) حضرت جویریہ بنت الحارث (9) حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان (10) حضرت صفیہ بنت حی (11) حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔

مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم:

مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب تھا اور ان کے مخالف خطا پر تھے، لیکن یہ خطا؛ خطائے عنادی نہ تھی بلکہ خطائے اجتہادی تھی اور خطائے اجتہادی پر طعن اور ملامت جائز نہیں بلکہ سکوت واجب ہے اور حدیث پاک میں اس پر ایک اجر کا وعدہ ہے۔

حق حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کے باہمی اختلاف میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور یزید کی حکومت نہ خلافت راشدہ تھی اور نہ خلافت عادلہ اور یزید کے اپنے عملی فسق سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بری ہیں۔

[4]: جماعت کے مسائل و احکام

- 1: جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا ہر ایسے مسلمان، آزاد، عاقل، بالغ، مرد پر واجب ہے جس کو نماز باجماعت پڑھنے میں کوئی سخت مشقت یا حرج نہ ہو۔
- 2: جس صورت میں جماعت کے شریک ہونے میں جانی یا مالی نقصان کا خطرہ (غالب گمان) ہو، یا سخت مشقت ہو یا نماز میں خلل آنے کا گمان ہو تو ان صورتوں میں جماعت چھوڑنے کی اجازت ہے۔
- 3: دو آدمی ہوں تو بھی جماعت ہو جاتی ہے دوسرا اگرچہ نابالغ بچہ ہی ہو۔

4: جس آدمی کی جماعت فوت ہو جائے اگر وہ مسجد میں تنہا نماز پڑھ لے تو بھی اچھا ہے۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ اگر دوسری مسجد میں جماعت مل سکے تو وہاں چلا جائے اور جماعت سے نماز پڑھے۔

[5]: مریض کی عیادت کے وقت کی دعا

أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيكَ.

(سنن ابی داؤد: ج 2 ص 90 کتاب الجنائز: باب الدعاء للمریض عند العیادة)

ترجمہ: میں اللہ عظیم سے سوال کرتا ہوں جو عرشِ عظیم کا رب ہے کہ وہ آپ کو شفاء عطا فرمائے۔

نوٹ: یہ دعا مریض کے پاس سات مرتبہ پڑھی جائے۔

بائیسواں سبق

[1]: جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہو!

﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾

(الاعراف: 204)

ترجمہ: اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

فائدہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ نماز میں جب امام قرأت کرے؛ خواہ سورۃ فاتحہ کی یا کسی اور سورت کی تو مقتدی کو توجہ سے سننا اور زبان سے خاموش رہنا چاہیے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا.

(صحیح مسلم: ج 1 ص 174 باب التشهد فی الصلاة)

ترجمہ: جب امام قرأت کرے تو تم (مقتدی) خاموش رہو۔

[2]: امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقَرَأَهُ الْإِمَامُ لَهُ قِرَاءَةً".

(اتحاف الخیرہ المہرۃ للبوسری ج: 2، ص 216 حدیث نمبر 1832)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی نے امام کی اقتداء کی تو امام کی قرأت مقتدی کی قرأت شمار ہو گی۔

[3]: وسیلہ جائز ہے

دعا میں انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کا وسیلہ ان کی زندگی میں یا ان کی وفات کے بعد (مثلاً یوں کہنا کہ اے اللہ! فلاں نبی یا فلاں بزرگ کے وسیلہ سے میری دعا قبول فرما) جائز ہے۔ کیونکہ ذواتِ صالحہ کے ساتھ توسّل در حقیقت ان کے نیک اعمال کے ساتھ وسیلہ ہے اور اعمالِ صالحہ کے ساتھ وسیلہ بالاتفاق جائز ہے۔

[4]: امامت کا حقدار کون ہے؟

- 1: امیر المؤمنین یا اس کا نائب۔
- 2: مسجد کا مقرر کردہ امام۔
- 3: اگر جماعت کسی گھر میں ہو رہی ہو تو گھر کا مالک۔
- 4: سب سے زیادہ مسائل نماز جاننے والا۔
- 5: جب نماز کے مسائل جاننے میں سب برابر ہوں تو سب سے بڑا قاری۔
- 6: اگر سب قرأت میں برابر ہوں تو سب سے زیادہ متقی۔
- 7: اگر تقویٰ میں سب برابر ہوں تو جو عمر میں بڑا ہو۔
- 8: اگر عمر میں سب برابر ہوں تو جس کو زیادہ لوگ پسند کریں۔

ان لوگوں کی امامت مکروہ ہے:

- 1: فاسق (جو گناہِ کبیرہ کرتا ہو یا صغیرہ گناہوں پر اصرار کرتا ہو)
 - 2: بدعتی (جو ایسے کاموں کو جو دین میں سے نہ ہوں، دین سمجھے)
 - 3: نابینا (ایسا نابینا جو پاکی و پلیدی میں احتیاط نہ کرتا ہو)
- فائدہ:** عالم کے ہوتے ہوئے غیر عالم کا نماز پڑھانا مکروہ ہے۔

[5]: سواری پر سوار ہونے کی دعا

سُبْحَنَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ.

(سنن الترمذی: ج 2 ص 182 ابواب الدعوات. باب ما يقول اذركب الناقة)

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے قابو میں دے دیا ورنہ ہم میں یہ طاقت نہ تھی کہ اس کو قابو میں لاسکتے اور بے شک ہم نے اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

تیسواں سبق

[1]: مومنین کی صفات

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خُشْعُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۝ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعُدُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمْتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رِعُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ ۝ الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝﴾

(المؤمنون: 11-1)

ترجمہ: یقیناً وہ ایمان والے کامیاب ہو گئے جو اپنی نماز میں خشوع اختیار کرنے والے ہیں، جو لغو چیزوں سے کنارہ کشی کرنے والے ہیں، جو زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں، جو اپنی شرمگاہوں کی (اور سب سے) حفاظت کرنے والے ہیں سوائے اپنی بیویوں اور ان کنیزوں سے جو ان کی ملکیت میں آچکی ہیں کیونکہ ایسے لوگ قابلِ ملامت نہیں ہیں، ہاں جو اس کے علاوہ کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہیں تو ایسے لوگ حد سے گزرے ہوئے ہیں۔

اور وہ لوگ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد و پیمان کا پاس رکھنے والے ہیں اور جو اپنی نمازوں کی پوری نگرانی رکھتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں جنت الفردوس کی میراث ملے گی جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے۔

[2]: رفع یدین صرف تکبیر تحریمہ کے وقت مسنون ہے

عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَلَا أُصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَصَلَّيْ فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ

(سنن الترمذی: ج 1 ص 59 باب رفع الیدین عند الرکوع)

ترجمہ: حضرت علقمہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں؟ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی اور شروع (تکبیر تحریمہ) کے علاوہ کہیں رفع یدین نہیں کیا۔

[3]: اولیاء کے متعلق عقیدہ

ولی اللہ:

اس شخص کو کہتے ہیں جو گناہوں سے بچے۔ ولی کی بنیادی پہچان اتباع سنت ہے۔ جو جتنا تتبع سنت ہو گا اتنا بڑا ولی اللہ ہو گا۔ ولی سے کرامت اور کشف کا ظہور برحق ہے۔

ولایت:

کسی چیز ہے، کوئی بھی انسان عبادت کر کے اللہ تعالیٰ کا ولی بن سکتا ہے اور ولایت کا مدار کشف والہام پر نہیں بلکہ تقویٰ اور اتباع سنت پر ہے۔

کرامات اولیاء:

اولیاء اللہ کی کرامات برحق ہیں اور کرامت چونکہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جو ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے اور اس میں ولی کے اپنے اختیار کو دخل نہیں ہوتا، اس لیے کرامت کو شرک کہہ کر اسکا انکار کرنا یا کرامت سے دھوکہ کھا کر اولیاء اللہ کے لیے اختیارات کا عقیدہ رکھنا، دونوں غلط ہیں۔

فائدہ: غیر متقی سے خرق عادت کام کا صدور ”استدراج“ کہلاتا ہے نہ کہ کرامت۔ کرامت: اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور استدراج: شیطان کی طرف سے۔

[4]: نماز جمعہ کے مسائل و احکام

نماز جمعہ کی جہاں شرائط پائی جاتی ہوں وہاں جمعہ کے دن ظہر کے وقت میں نماز ظہر کے بجائے نماز جمعہ پڑھنا فرض ہے۔ جمعہ کی نماز ایک مستقل نماز ہے جس کی چار سنتیں، دو فرض، چار سنتیں، دو سنتیں اور دو نفل ہیں۔ اگر خدا نخواستہ کبھی جمعہ چھوٹ جائے تو اس کی جگہ ظہر کی نماز پڑھنا ضروری ہوتا ہے۔

جمعہ کی نماز فرض ہونے کی شرائط:

- 1: آزاد ہونا۔
- 2: مرد ہونا۔
- 3: صحت مند ہونا۔ (بیمار پر جمعہ پڑھنا فرض نہیں)
- 4: آنکھوں کا سلامت ہونا۔
- 5: شہر یا بڑا دیہات ہونا۔
- 6: آدمی کا خود چل کر مسجد میں پہنچ سکتا۔
- 7: امن والا ہونا۔
- 8: جس عذر کی وجہ سے جماعت چھوڑنا جائز ہے اس عذر کا نہ ہونا۔

جمعہ ادا ہونے کی شرائط:

- 1: شہر یا بڑی بستی کا ہونا۔
- 2: ظہر کا وقت ہونا۔
- 3: کم از کم تین مقتدیوں کا ہونا۔
- 4: ظہر کے وقت کے اندر خطبہ دینا۔
- 5: اذن عام ہونا یعنی مسجد میں داخلے کی عام اجازت ہونا۔

[5]: سفر سے واپسی کی دعا

اَيُّبُوْنَ تَائِيْبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ.

(صحیح البخاری: ج 2 ص 945 کتاب الدعوات. باب الدعاء اذا اراد سفرًا اور جمع)

ترجمہ: ہم سفر سے لوٹ کر آنے والے ہیں، اپنی لغزشوں سے توبہ کرنے والے ہیں، ہم اپنے رب کی عبادت کرنے والے ہیں اور اس کی تعریفیں کرنے والے ہیں۔

چوبیسواں سبق

[1]: مناظرہ کا جواز

﴿أَدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ﴾

(النحل: 125)

ترجمہ: (لوگوں کو) اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور عمدہ وعظ کے ساتھ بلاؤ اور (اگر بحث کی نوبت آجائے تو) ان سے بحث بھی کرو تو بہترین طریقے سے کرو۔ بے شک تمہارا رب ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو اس کے راستے سے بھٹکے ہوئے ہیں اور ان کو بھی خوب جانتا ہے جو راہِ ہدایت پر ہیں۔

فائدہ: اس آیت سے علامہ ابو البرکات حافظ الدین عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی رحمہ اللہ (متوفی 710ھ) نے مناظرہ کا جواز ثابت کیا ہے۔

(مدارک التنزیل للنسفی: ج 1 ص 207)

[2]: مسنون تراویح

عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَمَرَهُ أَنْ يُصَلِّيَ بِاللَّيْلِ فِي رَمَضَانَ، فَقَالَ: إِنَّ النَّاسَ يَصُومُونَ النَّهَارَ وَلَا يُحْسِنُونَ أَنْ يَقْرَأُوا، فَلَوْ قَرَأْتُ الْقُرْآنَ عَلَيْهِمْ بِاللَّيْلِ! فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! هَذَا شَيْءٌ لَمْ يَكُنْ. فَقَالَ: قَدْ عَلِمْتُ وَلَكِنَّهُ أَحْسَنُ فَصَلَّى بِهِمْ عِشْرِينَ رَكْعَةً.

(اتحاف الخيرة للمهرة للبوصيري: ج 2 ص 424 باب في قيام رمضان وماروي في عدد ركعاته)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو حکم دیا کہ وہ رمضان میں لوگوں کو رات کے وقت نماز (تراویح) پڑھایا

کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگ دن کو روزہ رکھتے ہیں اس لیے قرآن مجید اچھی طرح نہیں پڑھ سکتے۔ اگر آپ رات کے وقت ان کو قرآن سنائیں (تو بہت اچھا ہے)۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے امیر المومنین! یہ ایک ایسی چیز ہے جو پہلے نہیں ہوئی۔ فرمایا: مجھے معلوم ہے لیکن یہ بہت اچھی چیز ہے۔ چنانچہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیس رکعتیں (تراویح) پڑھائیں۔

[3]: تصوف و تزکیہ

تصوف:

روحانی بیماریوں کی تشخیص اور ان کے علاج کا نام ”تصوف“ ہے، جس کو قرآن کریم میں ”تزکیہ نفس“ اور حدیث میں لفظ ”احسان“ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

بیعت:

عقائد و اعمال کی اصلاح فرض ہے جس کے لیے صحیح العقیدہ، سنت کے پابند، دنیا سے بے رغبت اور آخرت کے طالب، مجاز بیعت، شیخ طریقت سے بیعت ہونا مستحب بلکہ واجب کے قریب ہے۔

[4]: مسافر اور مریض کی نماز کے احکام

جو شخص اپنی بستی یا شہر سے دور کم از کم اڑتالیس میل یا 77 کلو میٹر چلنے کی نیت سے سفر شروع کرے اسے شرعی مسافر کہتے ہیں۔ سفر میں مسافت کا اعتبار ہے کہ کتنی دور کا سفر ہے وقت اور سہولت کا نہیں، خواہ ہوائی جہاز وغیرہ سے کتنی ہی جلدی اور آرام سے سفر ہو جائے۔ مسافر جب اپنی بستی یا شہر کی آبادی کی آخری حدود سے باہر نکل جائے اس وقت سے قصر کرنے لگے اور جب تک سفر کرتا رہے اور درمیان میں کم از کم پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کرے یا اپنی بستی یا شہر میں لوٹ نہ آئے تب تک قصر نماز پڑھتا رہے گا۔ اگر کسی جگہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرے گا تو وہ مقیم بن جائے

گا، مسافر نہ رہے گا۔ اسی طرح اگر کسی جگہ قیام کے بارے میں شک ہے کہ کتنے دن ٹھہرے گا؟ تب بھی وہ مسافر ہی شمار ہو گا خواہ پندرہ دن سے زیادہ ہی قیام کیوں نہ ہو جائے۔

قصر کا مطلب یہ ہے کہ چار رکعتوں والی فرض نمازوں میں دو رکعتیں پڑھے اور اگر مقیم امام کے پیچھے جماعت سے پڑھے تو یہ بھی پوری نماز پڑھے۔ سنتوں کا حکم یہ ہے کہ سہولت ہو تو پڑھنے کی کوشش کرے بلا وجہ ترک نہ کرے اور فجر کی سنتوں کا زیادہ اہتمام کرے۔

مریض کو پانی سے وضو کرنے میں نقصان ہے تو تیمم کرتا رہے لیکن نماز نہ چھوڑے اور قیام نہ کر سکتا ہو تو بیٹھ جائے اور اگر بیٹھ بھی نہ سکے تو لیٹ کر پڑھ لے اور سجدہ کا اشارہ رکوع سے ذرا جھکا ہوا کرے۔ رخ قبلہ کی طرف کرنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں کہ کروٹ قبلہ رخ ہو یا ٹانگیں قبلہ رخ کر کے سر کو تکیہ وغیرہ سے اونچا کریں۔

[5]: ملاقات کے وقت کی دعا

اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہُ۔

(سنن الترمذی: ج 8 ص 98 کتاب الاستئذان باب ما ذکر فی فضل السلام)

ترجمہ: تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔

پچیسواں سبق

[1]: ائمہ فقہاء کی تقلید کا ثبوت

﴿فَسْأَلُوا أَهْلَ الدِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾

(النحل: 43)

ترجمہ: اگر تم نہیں جانتے تو اہل علم سے پوچھ لو۔

امام فخر الدین محمد بن عمر الرازی (متوفی 604ھ) اور علامہ سید محمود آلوسی بغدادی (متوفی 1270ھ) نے اس آیت سے تقلید کو ثابت کیا ہے۔

(تفسیر کبیر: ج 8 ص 19، روح المعانی: ج 14 ص 148)

[2]: عظمتِ فقیہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "فَقِيهٌ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ".

(سنن ابن ماجہ: ص 20 باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک فقیہ؛ شیطان پر ایک ہزار عبادت کرنے والوں (عابدین) سے بھاری ہے۔

[3]: اجتہاد و تقلید

اکمال دین کی عملی صورت مجتہد کا اجتہاد اور مجتہد کے اجتہاد پر عمل یعنی تقلید ہے۔ پس مطلق اجتہاد اور مطلق تقلید ضروریات دین میں سے ہے جس کا انکار کفر ہے البتہ متعین چار ائمہ (امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت، امام مالک بن انس، امام محمد بن ادریس شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ) کی فقہ اور تقلید کا انکار کرنا

گمراہی ہے۔ چونکہ حق اہل السنۃ والجماعۃ کے مذاہب اربعہ (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) میں بند ہے اس لیے نفس پرستی اور خواہش پرستی کے اس زمانے میں چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید واجب ہے۔

نوٹ: ہم اور ہمارے مشائخ تمام اصول و فروع میں امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ کے مقلد ہیں۔

اعتقادی واجتہادی اختلاف:

اعتقادی اختلاف امت کے لیے زحمت ہے جبکہ مجتہدین کا اجتہادی اختلاف امت کے لیے رحمت ہے اور مقلدین و مجتہدین دونوں کے لیے باعثِ اجر و ثواب ہے مگر درست اجتہاد پر دو اجر ہیں اور غلط اجتہاد پر ایک اجر، بشرطیکہ اجتہاد کنندہ میں اجتہاد کرنے کی اہلیت ہو۔

اصول اربعہ:

دین اسلام کے اعمال و احکام اور جامعیت کے لیے اصول اربعہ؛ کتاب اللہ، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اجماع امت اور قیاس شرعی کا ماننا ضروری ہے اور ان اصول اربعہ سے ثابت شدہ مسائل کا نام ”فقہ“ ہے، جس کا انکار حدیث کے انکار کی طرح دین میں تحریف کا بہت بڑا سبب ہے۔

[4]: میت کو غسل دینے کا مسنون طریقہ

سامان غسل:

- | | | |
|------------------|-----------------|----------------------------|
| ۱: غسل کا تختہ | ۲: قینچی | ۳: چھوٹی چادر دو عدد |
| ۴: صابن | ۵: تولیہ دو عدد | ۶: مشک اور کافور |
| ۷: دستاں یا شاپر | ۸: پانی کے ۲ ٹب | ۹: پانی ڈالنے کے لیے ۲ ڈبے |
| ۱۰: بیری کے پتے | ۱۱: روئی | ۱۲: ٹشو پیپر / ڈھیلے |

میت کو سنت کے مطابق غسل دینے میں جو مراحل پیش آتے ہیں انہیں بالترتیب تحریر کیا جاتا ہے:

- 1: میت کو جس تختہ پر غسل دیا جائے اس کو تین یا پانچ یاسات دفعہ لوبان کی دھونی دینی چاہیے۔ پھر میت کو اس پر اس طرح لٹائیں کہ قبلہ اس کی دائیں طرف ہو۔
- 2: میت کے بدن کے کپڑے مثلاً شیر وانی، بنیان وغیرہ چاک کر لیں اور تہ بند اس کے ستر پر ڈال کر اندر ہی اندر وہ کپڑے اتار لیں۔ یہ تہ بند لمبائی میں ناف سے پنڈلی تک اور موٹے کپڑے کا ہونا چاہیے کہ گیلا ہونے کے بعد اندر کا بدن نظر نہ آئے۔

3: ناف سے لے کر رانوں تک میت کا بدن دیکھنا جائز نہیں اور ایسی جگہ ہاتھ لگانا بھی جائز نہیں۔ میت کو استنجا کرانے اور غسل دینے میں اس جگہ کے لیے دستانے پہن لینے چاہئیں یا کپڑا ہاتھ پر لپیٹ لینا چاہیے کیونکہ جس جگہ زندگی میں ہاتھ لگانا جائز نہیں وہاں مرنے کے بعد بھی دستانوں کے بغیر ہاتھ لگانا جائز نہیں اور نگاہ ڈالنا بھی جائز نہیں۔ غسل شروع کرنے سے پہلے بائیں ہاتھ میں دستانہ پہن کر مٹی کے تین یا پانچ ڈھیلوں یا ٹشو پیپر سے استنجا کرائیں اور پھر پانی سے پاک کریں۔

4: میت کو وضو کرائیں۔ وضو میں گٹوں تک ہاتھ دھلائیں، نہ کلی کرائیں اور نہ ہی ناک میں پانی ڈالیں بلکہ روئی کا پھایا تر کر کے ہوٹوں، دانتوں اور مسوڑھوں پر پھیر کر پھینک دیں۔ اسی طرح یہ عمل تین دفعہ کریں۔ پھر اسی طرح ناک کے دونوں سوراخوں کو روئی کے پھائے سے صاف کریں۔

وضاحت: اگر انتقال ایسی حالت میں ہو ا ہو کہ میت پر غسل فرض ہو (مثلاً کسی شخص کا جنابت کی حالت میں یا کسی عورت کا حیض و نفاس کی حالت میں انتقال ہو

جائے) تو بھی منہ اور ناک میں پانی ڈالنا درست نہیں ہے۔ البتہ دانتوں اور ناک میں تر کپڑا پھیر دیا جائے تو بہتر ہے مگر ضروری نہیں ہے۔ پھر ناک، منہ اور کانوں میں روئی رکھ دیں تاکہ وضو اور غسل کے دوران پانی اندر نہ جائے۔ پھر منہ دھلائیں، پھر ہاتھ کہنیوں سمیت دھلائیں، پھر سر کا مسح کرائیں، پھر تین دفعہ دونوں پیر دھلائیں۔

5: جب وضو مکمل ہو جائے تو سر کو اور اگر مرد ہو تو ڈاڑھی کو بھی گل خیرہ، خطمی، بیسن یا صابن وغیرہ سے مل کر دھوئیں۔

6: پھر اسے بائیں کروٹ لٹائیں اور بیری کے پتوں میں پکایا ہوا نیم گرم پانی دائیں کروٹ پر تین دفعہ سر سے پاؤں تک اتنا ڈالیں کہ نیچے کی جانب بائیں کروٹ تک پہنچ جائے۔

7: پھر دائیں کروٹ لٹا کر اسی طرح سے سر سے پیر تک تین دفعہ اتنا پانی ڈالیں کہ نیچے کی جانب دائیں کروٹ تک پہنچ جائے۔

8: اس کے بعد میت کو اپنے بدن کی ٹیک لگا کر ذرا بٹھانے کے قریب کر دیں اور اس کے پیٹ کو اوپر سے نیچے کی طرف آہستہ آہستہ ملیں اور دبائیں۔ اگر کچھ (پیشاب یا پاخانہ وغیرہ) خارج ہو تو صرف اسی کو پونچھ کر دھو دیں، وضو اور غسل دہرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس ناپاکی کے نکلنے سے میت کے وضو اور غسل میں کوئی نقصان نہیں آتا۔

9: پھر اسے بائیں کروٹ پر لٹا کر دائیں کروٹ پر کافور ملا پانی سر سے پیر تک تین دفعہ خوب بہا دیں کہ نیچے بائیں کروٹ بھی خوب تر ہو جائے۔ پھر دوسرا دستانہ پہن کر سارا بدن کسی کپڑے سے خشک کر کے دوسرا خشک کپڑا لپیٹ دیں۔

10: پھر چار پائی پر کفن کے کپڑے اس طریقے سے اوپر نیچے بچھائیں جو آگے کفن پہنانے کے مسنون طریقہ میں آ رہا ہے۔ پھر میت کو آرام سے غسل کے تختے سے

اٹھا کر کفن کے اوپر لٹا دیں اور ناک، کان اور منہ سے روئی نکال دیں۔

[5]: نماز کے بعد کی دعا

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین بار استغفار پڑھتے اور یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ.

(صحیح مسلم: ج 1 ص 218 باب استحباب الذکر بعد الصلوٰۃ)

ترجمہ: اے اللہ! تو سلامتی والا ہے اور تجھ ہی سے سلامتی ملتی ہے اور تو برکت والا ہے اے عزت والے! شان والے!

چھبیسواں سبق

[1]: قربانی عبادت ہے

﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِنْ
بِهِمَّةٍ الْإِنْعَامِ فَإِلَهُكُمُ اللَّهُ وَاحِدٌ فَلَا أَسْلُوبَ ۚ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ﴾

(الحج: 34)

ترجمہ: اور ہم نے ہر امت کے لیے قربانی مقرر کی ہے تاکہ وہ ان مویشیوں پر اللہ کا نام
لیں جو اللہ نے انہیں عطا فرمائے ہیں۔ لہذا تمہارا خدا بس ایک ہی خدا ہے، تم اسی کی
فرمانبرداری میں لگے رہو اور ان لوگوں کو خوشخبری دی سنا دو جو (خدا کے حضور) عاجزی
کرنے والے ہیں۔

فائدہ: اللہ کی نیاز کے طور پر جانور قربان کرنا ہر دین میں عبادت قرار دیا گیا۔ اگر یہ
عبادت غیر اللہ کے نام پر کی جائے تو یہ شرک ہو جائے گا۔ موحّد کا کام یہ ہے کہ قربانی
صرف اسی خدا کے لیے کرے جس کے نام پر قربان کرنے کا تمام شرائع میں حکم
رہا ہے۔ غیر اللہ کے نام پر چڑھاوا چڑھانا، جانور قربان کرنا وغیرہ جیسے اعمال شرک میں
شامل ہیں۔

[2]: تکبیراتِ عیدین

عَنْ مَكْحُولٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو عَائِشَةَ جَلِيسٌ لِإِيٍّ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَأَلَ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ وَحَدِيثَهُ بَن
الْيَمَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ فِي
الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ؟ فَقَالَ أَبُو مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: كَانَ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا تَكْبِيرَةً عَلَى
الْجَنَائِزِ، فَقَالَ حَدِيثُهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: صَدَقَ. فَقَالَ أَبُو مُوسَى: كَذَلِكَ كُنْتُ

أَكْبَرُ فِي الْبَصَرَةِ حَبِثُ كُنْتُ عَلَيْهِمْ.

(سنن ابی داؤد: ج 1 ص 170 کتاب الصلاة باب التکبیر فی العیدین)

ترجمہ: حضرت کھول فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابو ہریرہ کے ہم نشین ابو عائشہ نے بتایا کہ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں کتنی تکبیریں کہتے تھے؟ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا چار تکبیریں کہتے تھے، جیسا کہ آپ جنازہ میں کہتے تھے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ (حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ) سچ کہتے ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ جب میں بصرہ کا گورنر تھا تو وہاں بھی اسی طرح تکبیریں کہا کرتا تھا۔

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کی پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ سمیت چار تکبیرات اور دوسری رکعت میں رکوع کی تکبیر سمیت چار تکبیرات کہتے تھے۔

[3]: جنات کے بارے میں عقائد

اللہ تعالیٰ نے ایک مخلوق کو آگ سے پیدا فرمایا ہے جن کو ”جنات“ کہتے ہیں۔ ان میں اچھے بھی ہیں اور برے بھی۔ جنات بھی انسانوں کی طرح احکام شریعت کے مکلف ہیں اور مرنے کے بعد انسانوں کی طرح ان کو بھی عذاب و ثواب ہو گا۔ جنات میں کوئی نبی نہیں ہے۔

ان میں سب سے زیادہ مشہور اور معروف ابلیس لعین ہے۔ جنات اگرچہ ہمیں نظر نہیں آتے مگر ہم ان کے وجود کو ایمان بالغیب کے طور پر مانتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی احادیث میں ان کا ذکر فرمایا ہے۔

[4]: مرد کی تکفین کے مسائل

مرد کا مسنون کفن

مرد کے کفن کے مسنون کپڑے تین ہیں:

- 1: ازار یعنی سر سے پاؤں تک لمبی چادر۔
- 2: لفافہ۔ اسے ”چادر“ بھی کہتے ہیں جو ازار سے لمبائی میں تقریباً ایک ذراع (ڈیڑھ فٹ) زیادہ ہوتا ہے۔
- 3: کرتہ جو بغیر آستین اور کلی کے ہو۔ اسے قمیص یا کفنی بھی کہتے ہیں، یہ گردن سے پاؤں تک ہوتی ہے۔

مرد کی تکفین کا مسنون طریقہ:

مرد کو کفننانے کا طریقہ یہ ہے کہ چارپائی پر پہلے لفافہ بچھا کر اس پر ازار بچھا دیں۔ پھر کرتہ یعنی قمیص کا نچلا نصف حصہ بچھا دیں اور اوپر کا باقی حصہ سمیٹ کر سرہانے کی طرف رکھ دیں۔ پھر میت کو غسل کے تختے سے آرام سے اٹھا کر اس کے بچھے ہوئے کفن پر لٹا دیں۔ قمیص کا جو نصف حصہ سرہانے کی طرف رکھا تھا اس کو سر کی طرف الٹ دیں کہ قمیص کا سوراخ (گریبان) گلے میں آجائے اور پیروں کی طرف بڑھا دیں۔ جب اس طرح قمیص پہنا چکیں تو غسل کے بعد جو تہبند میت کے بدن پر ڈالا گیا تھا وہ نکال لیں۔ میت کے سر ڈاڑھی پر عطر وغیرہ کوئی خوشبو لگا دیں۔

یاد رہے کہ مرد کو زعفران نہیں لگانا چاہیے۔ پھر پیشانی، ناک، دونوں ہتھیلیوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں پر یعنی جن اعضاء پر آدمی سجدہ کرتا ہے کا فور مل دیں۔ اس کے بعد ازار کا بایاں کنارہ میت کے اوپر لپیٹ دیں۔ پھر اس کے اوپر دایاں کنارہ لپیٹ دیں تاکہ دایاں کنارہ اوپر رہے۔ پھر اسی طرح لفافہ لپیٹ دیں کہ بایاں کنارہ نیچے اور دایاں کنارہ اوپر رہے۔ پھر کپڑے کی دھجی سے کفن کو سر اور پاؤں

کی طرف سے باندھ دیں اور بیچ سے کمر کے نیچے کو بھی ایک دھجی نکال کر باندھ دیں تاکہ ہوا سے یا ہلنے سے کھل نہ جائے۔

[5]: غصے یا برے خواب کے وقت کی دعا

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ.

(سنن الترمذی: ج 2 ص 183 ابواب الدعوات. باب ما یقول عند الغضب)

ترجمہ: میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطانِ مردود سے۔

ستائیسواں سبق

[1]: عذابِ قبر کا ثبوت از قرآن کریم

﴿النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا
الْفِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ﴾

(المومن: 46)

ترجمہ: آگ ہے جس کے سامنے انہیں صبح و شام پیش کیا جاتا ہے اور جس دن قیامت قائم ہوگی (اس دن حکم ہو گا کہ) فرعون کے لوگوں کو سخت عذاب میں داخل کر دو۔
فائدہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ قبر میں عذابِ عرض نار ہے جبکہ جہنم میں عذاب دخول نار کی صورت میں ہو گا۔ یہ آیت عذابِ قبر کی واضح دلیل ہے۔

[2]: عذابِ قبر کا ثبوت از حدیث مبارک

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَائِطٍ لِبَنِي النَّجَّارِ عَلَى بَغْلَةٍ لَهُ وَنَحْنُ مَعَهُ إِذْ حَدَّثَنَا بِهَذَا فَكَادَتْ تُلْقِيهِ وَإِذَا أَقْبَرُ بَيْتَهُ أَوْ خَمْسَةً أَوْ أَرْبَعَةً فَقَالَ: "مَنْ يَعْرِفُ أَصْحَابَ هَذِهِ الْأَقْبَرِ؟" فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا! قَالَ: "فَمَتَى مَاتَ هَؤُلَاءِ؟" قَالَ: مَاتُوا فِي الْإِشْرَافِ. فَقَالَ: "إِنَّ هَذِهِ الْأُمَّةَ تُبْتَلَى فِي قُبُورِهَا فَلَوْلَا أَنْ لَا تَدَافِنُوا الدَّعَوْتُ اللَّهُ أَنْ يُسَبِّحَكُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِي أَسْمَعُ مِنْهُ."

(صحیح مسلم: ج 2 ص 386 کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا، باب عرض مقعد المیت من الجنۃ

والنار)

ترجمہ: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر سوار ہو کر نبی نجار کے باغ میں جا رہے تھے اور ہم لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ اچانک وہ سواری بدک گئی، قریب

تھا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نیچے گرا دے۔ وہاں اس جگہ دیکھا کہ چھ، پانچ یا چار قبریں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا کوئی ان قبر والوں کو پہچانتا ہے؟ ایک آدمی نے عرض کیا: جی ہاں! میں ان قبر والوں کو جانتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہ لوگ کب مرے ہیں؟ اس آدمی نے عرض کیا: یہ لوگ زمانہ شرک میں مرے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان لوگوں کو ان قبروں میں عذاب ہو رہا ہے، کاش کہ اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ تم لوگ اپنے مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ تمہیں بھی قبر کا عذاب سنا دے جیسے میں سن رہا ہوں۔

[3]: موت اور موت کے بعد کے متعلق عقیدہ

جب انسان مر جاتا ہے تو اس کو جس جگہ دفن کیا جاتا ہے اس کو ”قبر“ کہتے ہیں اور اگر کوئی مردہ جل کر راکھ ہو جائے یا کوئی انسان پانی میں غرق ہو جائے یا کسی انسان کو کوئی جانور کھا جائے تو جہاں جہاں اس کے جسم کے ذرات ہوں گے ان کے ساتھ روح کا تعلق قائم کر کے اسی جگہ کو اس انسان کے لیے قبر بنادیا جاتا ہے۔ مردے سے قبر میں سوالات کے لیے دو فرشتے؛ منکر اور نکیر آتے ہیں۔ وہ تین سوال کرتے ہیں:

1: مَنْ رَبُّكَ؟ (تیرا رب کون ہے؟)

2: مَنْ نَبِيِّكَ؟ (تیرا نبی کون ہے؟)

3: مَا دِينُكَ؟ (تیرا دین کیا ہے؟)

جو انسان ان تین سوالات کا درست جواب دیتا ہے اس کو قبر میں سکون اور آرام ملتا ہے، اس کے لیے جنت کی کھڑکی کھول دی جاتی ہے اور اس کی قبر کو جنت کا باغ بنادیا جاتا ہے اور جو ان تین سوالوں کا درست جواب نہیں دیتا اس کی قبر کو اس کے

لیے تنگ کر دیا جاتا ہے اور قبر کو جہنم کا گڑھا بنا دیا جاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

(سنن الترمذی: ج 2 ص 73 کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

[4]: نماز جنازہ مسائل واحکام

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے یعنی چند افراد پڑھ لیں تو باقی لوگ گناہ سے بچ جائیں گے۔ البتہ جس قدر لوگ زیادہ ہوں گے اس قدر میت کے حق میں اچھا ہے۔ نماز جنازہ کے متعلق چند اہم مسائل یہ ہیں:

- (1): جب میت کو غسل دے لیں تو اس کے فوراً بعد نماز جنازہ پڑھنی چاہیے۔
 - (2): اگر میت کو تیار کرنے میں دیر ہو جائے اور مکروہ وقت (سورج نکلنے کا وقت، عین زوال کا وقت اور سورج غروب ہونے کا وقت) شروع ہو جائے تو اس وقت میں نماز جنازہ پڑھنا جائز بلکہ افضل ہے اور تاخیر مکروہ ہے لیکن اگر میت تیار ہو جائے اور لوگوں کا انتظار کرتے کرتے دیر ہو جائے اور مکروہ وقت شروع ہو جائے تو اب نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں بلکہ مکروہ وقت گزر جانے کے بعد جنازہ کی نماز پڑھی جائے۔
 - (3): ان افراد کی نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں؛ اسلامی حکومت کے خلاف بغاوت کرنے والا، ڈاکو، والدین کو قتل کرنے والا اور ظالم کا ساتھ دیتے ہوئے مارا جانے والا۔
 - (4): جنازے کی نماز میں چار تکبیریں اور قیام فرض ہے۔
 - (5): میت کے اعتبار سے نماز جنازہ کی چھ شرائط ہیں:
- ۱: میت کا مسلمان ہونا (کافر، مرتد کی نماز جنازہ جائز نہیں)
 - ۲: میت کے بدن اور کفن کا پاک ہونا
 - ۳: میت کے واجب الستر جسم کا ڈھکا ہوا ہونا (بالکل برہنہ میت کی نماز جنازہ جائز

نہیں)

۴: میت کا نماز پڑھنے والوں کے آگے ہونا (اگر میت نماز پڑھنے والوں کے پیچھے ہو تو نماز جنازہ جائز نہیں)

۵: میت کا یا جس چیز پر میت ہے اس کا زمین پر رکھا ہوا ہونا (اگر میت کو لوگ ہاتھوں میں اٹھائے ہوئے ہوں اور اسی حالت میں نماز جنازہ پڑھی جائے تو صحیح نہ ہو گی)

۶: میت کا وہاں موجود ہونا (اگر میت وہاں موجود نہ ہو تو نماز جنازہ صحیح نہیں)

(6): اگر کئی جنازے جمع ہو جائیں تو بہتر یہ ہے کہ ہر ایک کی الگ الگ نماز جنازہ پڑھی جائے۔ تمام جنازوں کو امام کے سامنے رکھ کر اکٹھا نماز جنازہ پڑھنا بھی جائز ہے۔

(7): اگر جنازوں میں مرد، خواتین، نابالغ بچے اور نابالغ بچیاں شامل ہوں تو اس میں سب سے پہلے مرد کو امام کے سامنے رکھا جائے، اس کے بعد نابالغ لڑکے کو، پھر عورت کو اور اس کے بعد نابالغ بچی کو رکھا جائے۔

[5]: قبرستان میں داخل ہونے کی دعا

اَلْسَّلَامُ عَلَیْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُورِ! یَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاٰخِرِ .

(سنن الترمذی: ج 1 ص 203 ابواب الجنائز باب ما یقول الرجل اذا دخل المقابر)

ترجمہ: اے قبروں والو! تم پر سلامتی ہو، اللہ ہماری اور تمہاری مغفرت کرے، تم ہم سے پہلے چلے گئے اور ہم تمہارے بعد آنے والے ہیں۔

اٹھا تیسواں سبق

[1]: قیامت برحق ہے

﴿وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ﴾

(الحج: 7)

ترجمہ: اور یقیناً قیامت آنے والی ہے جس میں کوئی شک نہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اٹھائیں گے جو قبروں میں ہیں۔

[2]: قیامت کے دن کی ہولناکی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "يَعْرِقُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يَذْهَبَ عِرْقُهُمْ فِي الْأَرْضِ سَبْعِينَ ذِرَاعًا وَيُلْجِمُهُمْ حَتَّى يَبْلُغَ أَذَانَهُمْ."

(صحیح البخاری: ج 2 ص 967 کتاب الرقاق)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کو اتنا پسینہ آئے گا جو زمین کے اندر ستر گز تک چلا جائے گا اور پسینہ ان کے لیے لگام بن جائے گا یہاں تک کہ یہ پسینہ ان کے کانوں تک پہنچ جائے گا۔

[3]: قیامت کے متعلق عقائد

اللہ تعالیٰ جب اس عالم کو فنا کرنا چاہیں گے تو حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم ہو گا، وہ صور پھونکیں گے جس کی آواز شروع میں نہایت دھیمی اور سریلی ہوگی جو آہستہ آہستہ بڑھتی چلی جائے گی جس سے انسان، جنات، چرند، پرند سب حیرت کے عالم میں بھاگنے لگیں گے۔ جب آواز کی شدت اور بڑھے گی تو سب کے جگر ٹکڑے

ٹکڑے ہو جائیں گے، پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر روئی کی طرح اڑنے لگیں گے، آسمان پھٹ جائے گا، ستارے جھڑ جائیں گے، اللہ کی ذات کے علاوہ کوئی چیز باقی نہیں رہے گی۔

کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ حضرت اسرافیل کو زندہ کر کے دوبارہ صور پھونکنے کا حکم دیں گے جس سے پورا عالم ایک بار پھر وجود میں آجائے گا، مردے قبروں سے اٹھیں گے، یہی قیامت کا دن ہو گا، ہر بندے کو بارگاہِ الہی میں پیش ہونا ہو گا، رب کے سامنے آکر ہم کلام ہونا پڑے گا، درمیان میں کوئی ترجمان نہیں ہو گا، دنیا میں کیے ہوئے سب اعمال سامنے ہوں گے، ان کے بارے میں جواب دہی ہو گی، انسان کا ہر عمل اللہ کے علم، لوح محفوظ اور کراماتین کے رجسٹر میں محفوظ ہو گا۔

جس طرح ریکارڈر انسان کی آواز کو محفوظ کر لیتا ہے اور ریکمرہ ویڈیو کو محفوظ کر لیتا ہے اسی طرح زمین بھی انسان کے ہر قول و فعل کو ریکارڈ کر رہی ہے اور قیامت کے دن وہ سب کچھ اُگل دے گی اور گواہی دے گی کہ اس انسان نے فلاں وقت فلاں جگہ یہ کام (اچھا یا برا) کیا تھا، انسانی اعضاء و جوارح کو بھی اس دن زبان مل جائے گی جو انسان کے حق میں یا اس کے خلاف بولیں گے۔ اس دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکاروں کو یہ سعادت نصیب ہو گی جبکہ گمراہ لوگ اس سے محروم رہیں گے۔

اس دن ایک ترازو قائم ہو گا جس کے ذریعہ اعمال تولے جائیں گے جبکہ جہنم کی پشت پر پل صراط قائم ہو گا جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہو گا۔ ہر شخص کی رفتار اس کے اعمال کے مطابق ہو گی۔ قیامت کا دن دنیا کے دنوں کے اعتبار سے پچاس ہزار سال کا ہو گا۔ اس دن موت کو ایک دنبے کی شکل میں لا کر ذبح کر دیا جائے گا جو اس بات کی علامت ہو گی کہ اس کے بعد کسی کو موت نہیں آئے گی، اہل جنت اور اہل جہنم سب کو ہمیشہ رہنا ہے۔ یہ فیصلے کا دن ہے۔ آخر کار جنتی جنت میں اور

دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے۔

[4]: نماز جنازہ کی سنتیں

- 1: امام کا میت کے سینے کے برابر کھڑا ہونا، خواہ میت مذکر ہو یا مؤنث۔
- 2: پہلی تکبیر کے بعد ثناء پڑھنا۔
- 3: دوسری تکبیر کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا۔
- 4: تیسری تکبیر کے بعد میت کے لیے دعا کرنا۔

[5]: نماز جنازہ میں بالغ میت کے لیے دعا

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّتِنَا وَمَمِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَعَائِدِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا
وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا، اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَاَحْيِهِ عَلٰى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا
فَتَوَفَّهُ عَلٰى الْاِيْمَانِ.

(جامع الترمذی: ج 1 ص 198 ابواب الجنائز باب ما يقول في الصلوة على الميت)

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے زندوں اور مردوں کو بخش دے، ہمارے حاضر اور غائب کو
بخش دے، ہمارے چھوٹوں اور بڑوں کو بخش دے، ہمارے مردوں اور عورتوں کو بخش
دے۔ اے اللہ! تو ہم میں سے جس کو زندہ رکھے تو اسلام پر زندہ رکھنا اور جس کو موت
دے تو ایمان کی حالت میں موت دینا۔

انتیسواں سبق

[1]: زنا حرام ہے

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزَّانِيَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا﴾

(بنی اسرائیل: 32)

ترجمہ: اور زنا کے قریب نہ جاؤ بے شک وہ بے حیائی اور بری راہ ہے۔

فائدہ: یعنی زنا کرنا تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت بڑی سخت نافرمانی ہے۔ لہذا اس کے قریب بھی مت جاؤ اور ”لَا تَقْرَبُوا“ میں مبادی زنا جیسے بد نظری، گانا وغیرہ سے بچنے کی ہدایت کر دی گئی۔

[2]: توبہ کی فضیلت

عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الثَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ".

(سنن ابن ماجہ: ص 313 ابواب الزہد باب ذکر التوبۃ)

ترجمہ: ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن مسعود اپنے والد حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے کوئی گناہ ہی نہیں کیا۔

[3]: قیامت کی علامات صغریٰ

یہ وہ علامات ہیں جن میں سے بعض کا ظہور تو آج سے کافی عرصہ پہلے ہو چکا ہے اور بعض کا ظہور ہو رہا ہے اور بڑی علامات ظاہر ہونے تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ علامات صغریٰ بہت ساری ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

1: چرواہے اور کم درجے کے لوگ فخر و نمود کے طور پر اونچی اونچی عمارتیں

- بنائیں گے۔
- 2: ظلم و ستم عام ہو جائے گا۔
- 3: شرم و حیا اٹھ جائے گی۔
- 4: شراب کو ”ننیز“ سود کو ”خرید و فروخت“ اور رشوت کو ”ہدیہ“ کا نام دے دیا جائے گا۔
- 5: علم اٹھ جائے گا اور جہل زیادہ ہو جائے گا۔
- 6: سرکاری خزانہ کو حکومتی لوگ لوٹیں گے۔
- 7: زکوٰۃ کو ٹیکس سمجھا جائے گا۔
- 8: دین کو دنیا کے لیے استعمال کیا جائے گا۔
- 9: شوہر، بیوی کی اطاعت کرے گا اور ماں کی نافرمانی کرے گا۔
- 10: آدمی اپنے دوست سے پیار کرے گا اور باپ سے بے توجہی کرے گا۔
- 11: ذلیل اور فاسق لوگ قوم کے سردار بن جائیں گے۔
- 12: گانا گانے والیوں کا بول بالا ہو گا۔
- 13: مسجدوں میں زور زور سے باتیں ہوں گی۔
- 14: شراب عام ہوگی۔
- 15: اس امت کے آخری لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کریں گے۔
- 16: مردوں میں ریشم کا لباس عام ہو جائے گا۔
- 17: جھوٹ کا رواج عام ہو جائے گا۔

[4]: قضا نمازیں

اصل نماز وہی ہے جو وقت پر پڑھی جائے لیکن وقت میں نہ پڑھ سکیں تو معاف نہیں ہو جاتی بلکہ ذمے میں فرض رہتی ہے، بعد میں پڑھنے کو قضا کہتے ہیں۔

غفلت یا بے دینی کی وجہ سے بعض لوگوں کی بلوغ کے بعد سے کئی کئی سالوں کی نمازیں رہ گئی ہوتی ہیں۔ ان کو قضا کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ سوچ و بچار کر کے پہلے اندازہ قائم کریں کہ اتنے دنوں کی نمازیں رہتی ہیں اور لکھ لیں۔ پھر ہر وقتی نماز کے ساتھ ایک گزشتہ قضا پڑھ لیں۔ وقتی فجر کے ساتھ گزشتہ ایک فجر، ظہر کے ساتھ ظہر اور اسی طرح نوافل پر ان گزشتہ فرض نمازوں کو ترجیح دیں یعنی تہجد، اشراق کا معمول ہے تو ان نوافل کی جگہ بھی قضا نمازیں پڑھیں۔ قضا صرف فرائض اور وتر کی ہوتی ہے۔

اسی طرح گزشتہ کئی سالوں کی نمازیں قضا پڑھنے کی صورت میں دن تاریخ کی تعیین کے ساتھ نیت کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ یوں نیت کی جاسکتی ہے کہ میرے ذمے فجر کی جتنی نمازیں ہیں، ان میں پہلی پڑھتی ہوں۔ جتنی ظہر کی ہیں ان میں سے پہلی پڑھتی ہوں۔ اب جو پڑھ چکیں گے تو اس سے اگلی پہلی بن چکی ہوگی۔ اس طرح اپنی بلوغت کے بعد کی رہی ہوئی نمازوں کو قضا پڑھیں۔ دراصل قضائے عمری اسی ترتیب کے ساتھ قضا نمازیں پڑھنے کا نام ہے۔ باقی عوام میں جو قضائے عمری کا تصور ہے کہ فضیلت والی رات مثلاً شب براءت یا شب قدر میں ایک نماز پڑھ کر سب نمازوں سے عہدہ بر آہونا، یہ غلط تصور ہے۔ قضا شدہ نماز پڑھے بغیر توبہ استغفار کافی نہیں۔ توبہ بروقت نہ پڑھنے پر ہوگی اور قضا اپنی جگہ ضروری ہے۔

[5]: نماز جنازہ میں نابالغ بچے اور مجنون کے لیے دعا

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا.

(الہدایۃ مع نصب الرایۃ ج 2 ص 279 فصل فی الصلاۃ علی المیت)

ترجمہ: اے اللہ! اس بچے کو ہمارا پیش رو بنا، اسے ہمارے لیے باعث اجر بنا، اسے ہمارے لیے سفارش کرنے والا بنا اور اس کی سفارش قبول فرما۔

تیسواں سبق

[1]: مصیبت؛ گناہ کا وبال ہے

﴿مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ
وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا وَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا﴾

(النساء: 79)

ترجمہ: تمہیں جو بھی بھلائی پہنچتی ہے تو وہ محض اللہ کی طرف ہوتی ہے اور جو بھی برائی پہنچتی ہے تو وہ تمہارے اپنے سبب سے ہوتی ہے اور (اے پیغمبر!) ہم نے آپ کو لوگوں کے پاس رسول بنا کر بھیجا ہے اور اللہ گواہی دینے کے لیے کافی ہے۔

فائدہ: انسان کو چاہیے کہ نیکی کو حق تعالیٰ کا فضل اور احسان سمجھے اور سختی اور برائی کو اپنے اعمال کی شامت جانے۔

[2]: جس سے محبت اسی کے ساتھ انجام

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: "الْأَمْرُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ".

(صحیح البخاری: ج 2 ص 911 کتاب الادب، باب علامة الحب فی اللہ عز و جل)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی اسی کے ساتھ ہو گا جس سے اس نے محبت کی۔

[3]: قیامت کی علاماتِ کبریٰ

وہ نشانیاں جن کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ قیامت کے قریب ظاہر ہوں گی جیسے امام مہدی کا ظہور، دجال کا خروج، حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا آسمان سے نزول، یاجوج ماجوج، دآبۃ الارض کا خروج

و غیرہ۔

ظہور مہدی:

قیامت کی علامات کبریٰ میں پہلی علامت امام مہدی کا ظہور ہے۔ ”مہدی“ لغت میں ہر ہدایت یافتہ کو کہتے ہیں۔ لغوی معنی کے لحاظ سے ہر اس عالم کو جس کا علم صحیح ہو ”مہدی“ کہا جاسکتا ہے بلکہ ہر سچے اور پکے مسلمان کو مہدی کہا جاسکتا ہے لیکن جس ”مہدی موعود“ کا ذکر احادیث میں آیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخیر زمانہ میں اس کے ظہور کی خبر دی ہے اس سے مراد ایک خاص شخص ہیں جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہوں گے، ان کا نام محمد اور والد کا نام عبداللہ ہوگا، سیرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہوں گے، مدینہ کے رہنے والے ہوں گے، مکہ میں ان کا ظہور ہوگا، شام اور عراق کے اولیاء اور ابدال ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ جو خزانہ خانہ کعبہ میں مدفون ہے حضرت مہدی اسے نکال کر مسلمانوں میں تقسیم فرمائیں گے۔ پہلے ان کی حکومت عرب میں ہوگی پھر ساری دنیا میں پھیل جائے گی، دنیا کو عدل اور انصاف سے بھر دیں گے جبکہ اس سے بیشتر دنیا ظلم و ستم سے بھری ہوگی، شریعت محمدیہ کے مطابق آپ کا عمل ہوگا۔ امام مہدی کے زمانہ میں دجال نکلے گا اور انہی کے زمانہ بادشاہت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے جامع مسجد دمشق کے مشرقی منارہ پر فجر کی نماز کے قریب نازل ہوں گے اور امام مہدی کے پیچھے نماز ادا فرمائیں گے۔ امام مہدی؛ نصاریٰ سے جہاد کریں گے اور قسطنطنیہ کو فتح کریں گے۔

[4]: نفل نمازیں

نماز پنجگانہ کے علاوہ کچھ خاص اوقات میں یا خاص مقاصد کے لیے نفل نمازوں کی فضیلت بھی احادیث مبارکہ میں آئی ہے جن میں سے معروف یہ ہیں:

نماز تہجد:

اس کا بہترین وقت صبح سے تھوڑا پہلے رات کا آخری حصہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول آٹھ رکعات کا تھا۔ یہ نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے فرض تھی البتہ امت کے لیے نفل اور انتہائی با فضیلت نماز ہے۔

اشراق:

اس نماز کا وقت سورج طلوع ہو کر کچھ بلند ہو جانے سے لے کر تقریباً اڑھائی گھنٹے تک ہے۔ اس کی چار یا دو رکعتیں ہیں۔

چاشت:

اشراق کا وقت ختم ہونے پر اس کا وقت شروع ہوتا ہے اور دوپہر سے پہلے تک باقی رہتا ہے۔ اس کی چار یا آٹھ رکعتیں ہیں۔

ادائین:

مغرب کے فرض اور سنتوں کے بعد چار سے لے کر بیس رکعات تک نوافل کی ادائیگی نماز ادائین کہلاتی ہے۔

نماز توبہ:

عمومی گناہوں پر یا کسی خاص گناہ پر اپنی توبہ کو مؤثر بنانے کے لیے دو، چار رکعات نماز توبہ پڑھ کر خوب گڑ گڑا کر معافی مانگی جائے۔ اس کا کوئی وقت مقرر نہیں۔

نماز حاجت:

کوئی ضرورت پھنسی ہو، کوئی مسئلہ حل نہ ہو رہا ہو یا کوئی مشکل درپیش ہو تو دو رکعات پڑھ کر خاص اس حاجت کے لیے اللہ سے مانگا جائے۔

نماز استخارہ:

کسی مسئلے میں بات ایک طرف نہ لگ رہی ہو، رائے میں استحکام نہ آرہا ہو، نفع نقصان

واضح نہ ہو رہا ہو تو دو شقوں میں سے ایک کی تعیین میں اللہ سے مدد مانگنے کے لیے یہ نماز ہے۔ اس میں دو رکعت یکسوئی کے وقت مثلاً سوتے وقت پڑھی جاتی ہے اور اس کے بعد مسنون دعائے استخارہ پڑھی جاتی ہے۔ دعائے استخارہ یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ، وَ اَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَ اَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ، فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَ لَا اَقْدِرُ، وَ تَعْلَمُ وَ لَا اَعْلَمُ، وَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ. اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هَذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ وَ عَاجِلِهٖ وَ اَجَلِهٖ، فَاقْدِرْهُ لِیْ، وَ یَسِّرْهُ لِیْ، ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ. وَ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هَذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ وَ عَاجِلِهٖ وَ اَجَلِهٖ، فَاصْرِ فُہٗ عَنِّیْ وَ اصْرِ فِیْہِ عَنِّہٗ، وَ اقْدِرْ لِیْ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ.

(بخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء عند الاستخارة)

دعا کرتے وقت جب ”ہذا الامر“ پر پہنچیں (جس کے نیچے لکیر لگی ہوئی ہے) تو اگر عربی جانتے ہیں تو اس جگہ اپنی حاجت کا تذکرہ کریں یعنی ”ہذا الامر“ کی جگہ اپنے کام کا نام لیں، مثلاً ”هذا السفر“ یا ”هذا النكاح“ یا ”هذه التجارة“ یا ”هذا البيع“ کہیں، اور اگر عربی نہیں جانتے تو ”هذا الامر“ ہی کہہ کر دل میں اپنے اس کام کے بارے میں سوچیں جس کے لیے استخارہ کر رہے ہیں۔

استخارہ کی دعا کا مطلب و مفہوم

اے اللہ! میں آپ کے علم کا واسطہ دے کر آپ سے خیر اور بھلائی طلب کرتا ہوں اور آپ کی قدرت کا واسطہ دے کر میں اچھائی پر قدرت طلب کرتا ہوں اور آپ سے آپ کا بڑا فضل مانگتا ہوں۔ آپ قدرت رکھتے ہیں اور مجھ میں قوت نہیں، آپ علم رکھتے ہیں میں علم نہیں رکھتا اور آپ غیب جاننے والے ہیں۔

یا اللہ! اگر آپ کے علم میں ہے کہ یہ معاملہ (اس موقع پر اس معاملہ کا تصور

دل میں لائیں جس کے لیے استخارہ کر رہے ہیں) میرے حق میں بہتر ہے، میرے دین کے لیے بھی بہتر ہے، میری معاش اور دنیا کے اعتبار سے بھی بہتر ہے اور انجام کار کے اعتبار سے بھی بہتر ہے اور میرے فوری نفع کے اعتبار سے اور دیرپا فائدے کے اعتبار سے بھی تو اس کو میرے لیے مقدر فرما دیجیے اور اس کو میرے لیے آسان فرما دیجیے اور اس میں میرے لیے برکت پیدا فرما دیجیے۔

اور اگر آپ کے علم میں یہ بات ہے کہ یہ معاملہ (اس موقع پر اس معاملہ کا تصور دل میں لائیں جس کے لیے استخارہ کر رہے ہیں) میرے حق میں برا ہے، میرے دین کے حق میں برا ہے یا میری دنیا اور معاش کے حق میں برا ہے یا میرے انجام کار کے اعتبار سے برا ہے، فوری نفع اور دیرپا نفع کے اعتبار سے بھی بہتر نہیں ہے تو اس کام کو مجھ سے پھیر دیجیے اور مجھے اس سے پھیر دیجیے اور میرے لیے خیر مقدر فرما دیجیے جہاں بھی ہو، یعنی اگر یہ معاملہ میرے لیے بہتر نہیں ہے تو اس کو چھوڑ دیجیے اور اس کے بدلے جو کام میرے لیے بہتر ہو اس کو مقدر فرما دیجیے، پھر مجھے اس پر راضی بھی کر دیجیے اور اس پر مطمئن بھی کر دیجیے۔

صلوٰۃ التسبیح:

یہ پسندیدہ نفل نماز ہے جس کی تاکید آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو کی تھی۔ اس نماز پر ہر قسم کے صغیرہ گناہوں کی معافی کی فضیلت بتائی گئی ہے۔

طریقہ صلوٰۃ التسبیح:

تیسرے کلمہ کا پہلا حصہ ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ“ چار رکعت نفل میں تین سو مرتبہ پڑھنا ہے اس طرح کہ ہر رکعت میں 75

مرتبہ ہو جائے۔ اس کے دو طریقے روایات میں آتے ہیں جو درج ذیل نقشے سے واضح ہیں:

ارکان	تسبیح کب پڑھنی ہے	پہلا طریقہ	دوسرا طریقہ
قیام	”سبحانک اللہ“ کے بعد قرأت سے پہلے	X	15 مرتبہ
قیام	قرأت کے بعد رکوع سے پہلے	15 مرتبہ	10 مرتبہ
رکوع	”سبحان ربی العظیم“ (3 مرتبہ) کے بعد	10 مرتبہ	10 مرتبہ
قومہ	”ربنا لک الحمد“ کے بعد کھڑے ہو کر	10 مرتبہ	10 مرتبہ
پہلا سجدہ	”سبحان ربی الاعلیٰ“ (3 مرتبہ) کے بعد	10 مرتبہ	10 مرتبہ
جلسہ	دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھتے ہوئے	10 مرتبہ	10 مرتبہ
دوسرا سجدہ	”سبحان ربی الاعلیٰ“ (3 مرتبہ) کے بعد	10 مرتبہ	10 مرتبہ
تعدہ اولیٰ تعدہ ثانیہ	دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھ کر (دوسری، چوتھی رکعت میں تشہد سے پہلے)	10 مرتبہ	X
کل تعداد ایک رکعت میں			
75 مرتبہ			
کل تعداد چار رکعات میں			
300 مرتبہ			

[5]: نماز جنازہ میں نابالغ بچی کے لیے دعا

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرْطًا وَّاجْعَلْهَا لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً.

ترجمہ: اے اللہ! اس بچی کو ہماری پیش رو بنا، اسے ہمارے لیے باعث اجر بنا، اسے ہمارے لیے سفارش کرنے والا بنا اور اس کی سفارش قبول فرما۔

اکیسواں سبق

[1]: زکوٰۃ اور سود کا تقابل

﴿وَمَا آتَيْتُمْ مِّن رَّبٍّ لَّا يَزِيدُوا فِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَزِيدُوا عِنْدَ اللَّهِ وَمَا آتَيْتُمْ مِّن زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ﴾

(الروم: 39)

ترجمہ: اور یہ جو تم سود دیتے ہو تاکہ لوگوں کے مال میں شریک ہو کر بڑھ جائے تو وہ اللہ کے نزدیک بڑھتا نہیں ہے اور جو زکوٰۃ تم اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے ارادے سے دیتے ہو تو (غور سے سن لو) یہی لوگ ہیں جو درحقیقت (اپنے مال کو) بڑھانے والے ہیں۔

[2]: زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر وعید

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَوَّتَهُ مُثِّلَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبَبَتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِلَهْرٍ مَّيِّهٍ - يَعْنِي شِدْقِيهِ - ثُمَّ يَقُولُ أَكَا مَالِكَ أَنَا كُنْتُكَ" ثُمَّ تَلَا ﴿لَا يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ﴾ الْآيَةَ.

(صحیح البخاری: ج 2 ص 655 کتاب التفسیر۔ باب تفسیر سورۃ آل عمران)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کو اللہ نے مال دیا ہو پھر بھی وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اس کے مال کو گنچے سانپ کی شکل دی جائے گی جس کی آنکھوں کے اوپر دو سیاہ نقطے ہوں گے۔ وہ اس شخص کے گلے کا طوق بن جائے گا پھر اس کی دونوں باجھوں کو پکڑے گا اور کہے گا: میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: "وَلَا يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ الْخ" (ترجمہ

آیت: جو لوگ اس مال میں بخل سے کام لیتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے وہ ہرگز یہ نہ سمجھیں کہ یہ ان کے لیے اچھی بات ہے بلکہ یہ ان کے لیے بری بات ہے۔ جس مال میں انہوں نے بخل سے کام لیا ہو گا قیامت کے دن وہی مال ان کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا۔ [سورۃ آل عمران: آیت نمبر 180]

[3]: خروجِ دجال

قیامت کی علامات کبریٰ میں دوسری علامت خروجِ دجال ہے جو احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ دجال "دجل" سے مشتق ہے جس کے معنی لغت میں بڑے جھوٹ، مکر، فریب اور حق و باطل کو خلط ملط کرنے کے ہیں۔ لغوی معنی کے لحاظ سے ہر جھوٹے اور مکار کو دجال کہہ سکتے ہیں لیکن حدیث شریف میں جس دجال موعود کے خروج کی خبر دی گئی ہے وہ ایک خاص کافر شخص کا نام ہے جو قوم یہود سے ہو گا اور مسیح اس کا لقب ہو گا۔ اس لقب کی وجہ یہ ہے کہ وہ کانا ہو گا اور مسیح کا مطلب ہو جس کی آنکھ ہاتھ پھیر کر صاف اور ہموار کر دی گئی ہو، ایک آنکھ میں انگور کے دانے کے برابر ناخن نہ ہو گا، دونوں آنکھوں کے درمیان "ک۔ ف۔ ر" لکھا ہو ا ہو گا۔

سب سے پہلے اس کا ظہور شام اور عراق کے درمیان ہو گا اور نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ پھر اصفہان آئے گا۔ وہاں ستر ہزار یہودی اس کے تابع ہو جائیں گے بعد ازاں وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا اور زمین میں فساد پھیلاتا پھرے گا۔ حق تعالیٰ بندوں کے امتحان کے لیے اس کے ہاتھ سے قسم قسم کے کرشمے اور شعبدے ظاہر فرمائیں گے۔ لیکن اخیر میں وہ ایک شخص کو قتل کر کے زندہ کرے گا اور پھر اس کو قتل کرنا چاہے گا لیکن اس کے قتل پر ہرگز قادر نہ ہو گا تو اس سے صاف ظاہر ہو جائے گا کہ یہ شخص دعوائے خدائی میں بالکل جھوٹا ہے۔

اول... تو اس کا کانٹا ہونا ہی اس کے خدا نہ ہونے کی نہایت روشن اور بین دلیل ہوگی۔

دوم... یہ کہ اس کی آنکھوں کے درمیان "ک، ف، ر" لکھا ہوگا۔

سوم.... یہ کہ قتل کرنا ایسا فعل ہے جو بشر کی قدرت میں داخل ہے۔ جب اس میں یہ قدرت باقی نہ رہی کہ وہ دوبارہ قتل کر سکے تو وہ خدا کیونکر ہو سکتا ہے؟ اور یہ جو چند روز اس کے ہاتھ سے احیائے موتی کا ظہور ہو تا رہا فی الحقیقت اللہ تعالیٰ کا فعل تھا جو اس کے ہاتھ سے محض استدراج، ابتلاء اور امتحان کے طور پر کرایا گیا۔

خروج دجال کب ہوگا؟

امام مہدی ظاہر ہونے کے بعد نصاریٰ سے جہاد و قتال کریں گے یہاں تک کہ جب قسطنطنیہ کو فتح فرما کر شام واپس ہوں گے اور شہر دمشق میں مقیم ہوں گے اور مسلمانوں کے انتظام میں مصروف ہوں گے تو اس وقت دجال کا خروج ہوگا۔ دجال مع اپنے لشکر کے زمین میں فساد مچاتا پھرے گا یمن سے ہو کر مکہ مکرمہ کا رخ کرے گا مگر مکہ مکرمہ پر فرشتوں کا پہرہ ہوگا اس لیے دجال مدینہ منورہ کا ارادہ کرے گا۔

مدینہ منورہ کے دروازوں پر بھی فرشتوں کا پہرہ ہوگا اس لیے دجال مدینہ منورہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔ بالآخر پھر پھر اکرام واپس آئے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کی جامع مسجد کے شرقی منارہ پر فجر کی نماز کے وقت دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھے ہوئے آسمان سے نازل ہوں گے اور اس لعین کو قتل کریں گے جیسا کہ آئندہ علامات کے بیان میں آئے گا۔

[4]: زکوٰۃ کے مسائل و احکام

صاحبِ نصاب کی تعریف:

جس مرد یا عورت کی ملکیت میں ساڑھے سات تولہ سونا (تقریباً 87.48 گرام) یا ساڑھے باون تولہ چاندی (612.36 گرام) یا نقدی یا تجارت کے سامان میں

سے کوئی ایک چیز یا ان چاروں چیزوں کا یا بعض کا مجموعہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو ایسے مرد و عورت کو ”صاحبِ نصاب“ کہا جاتا ہے۔

زکوٰۃ کے لیے شرائط:

- 1: آدمی کا مسلمان ہونا۔
- 2: زکوٰۃ دینے والے کا آزاد ہونا۔
- 3: صاحبِ عقل ہونا۔
- 4: بالغ ہونا۔
- 5: نصاب کا مالک ہونا۔
- 6: مال کا بڑھنے والا ہونا۔
- 7: اس مال پر ایک سال کا گزر چکا ہونا۔
- 8: مال کا قرضے سے فارغ ہونا۔

[5]: بارش مانگنے کی دعا

اَللّٰهُمَّ اَعْثِنَا

(صحیح مسلم: ج 1 ص 293 ابواب الجمعۃ، باب الدعاء فی الاستسقاء)

ترجمہ: اے اللہ! ہمیں بارش عطا فرما۔

بتیسواں سبق

[1]: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا

﴿وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۚ بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا﴾

(النساء: 157، 158)

ترجمہ: (یہود اس لیے ملعون ہوئے کہ) انہوں نے کہا تھا کہ ہم نے اللہ کے رسول مسیح عیسیٰ بن مریم کو قتل کر دیا تھا حالانکہ نہ انہوں نے عیسیٰ کو قتل کیا تھا اور نہ ہی انہیں صلیب پر لٹکا پائے تھے بلکہ انہیں اشتباہ ہو گیا تھا۔ جن لوگوں نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے وہ دراصل شک کا شکار ہیں، ان کے پاس اس معاملہ میں کوئی (یقینی) علم نہیں ہے بلکہ یہ لوگ محض گمان کی پیروی کر رہے ہیں۔ یقیناً انہوں نے عیسیٰ کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے انہیں اپنے پاس اٹھالیا تھا اور اللہ غالب، بڑی حکمت والا ہے۔

فائدہ:

یہ بات مسلم ہے کہ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جانی دشمن تھے اور انہوں نے آپ کو قتل کرنے کی سازش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی سازش کو ناکام بنا دیا۔ وہ نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر سکے اور نہ ہی صلیب پر لٹکا سکے۔ یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ ”صلیب پر لٹکایا گیا ہو لیکن قتل نہ کر پائے ہوں“ کیونکہ اس دور میں صلیب پر ہی لٹکا کر قتل کیا جاتا تھا۔ جب قرآن نے قتل کی نفی کی تو معلوم ہوا کہ صلیب پر قتل نہیں کیے گئے اور جب صلیب کی نفی کی تو معلوم ہوا کہ صلیب پر لٹکائے بھی نہیں گئے۔

[2]: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ مِنَ السَّمَاءِ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ."

(کتاب الاسماء والصفات للبيهقي: ج 2 ص 166 باب قول الله عز وجل "إني متوفيك")

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری خوشی کا اس وقت کیا عالم ہو گا جب حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تم میں آسمان سے نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہو گا۔ (یعنی امام مہدی کی اقتداء کریں گے)

تنبیہ 1: اس حدیث میں لفظ ”مِنَ السَّمَاءِ“ کی صراحت ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔

تنبیہ 2: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ الرضوان دو الگ الگ شخصیتیں ہیں۔

[3]: نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا عقیدہ

قیامت کی علامات کبریٰ میں سے تیسری علامت قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا اور دجال کو قتل کرنا ہے۔ یہ عقیدہ حق اور سچ ہے اور قرآن کریم، احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ اس کی تصدیق کرنا اور اس پر ایمان لانا فرض ہے۔

کانے دجال کا خروج ہو چکا ہو گا اور امام مہدی دمشق کی جامع مسجد میں نماز فجر کے لیے تیاری میں ہوں گے۔ یکایک عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے دمشق کی جامع مسجد کے شرقی منارہ پر دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھے ہوئے نزول فرمائیں گے

اور نماز سے فراغت کے بعد امام مہدی کی معیت میں دجال پر چڑھائی کریں گے۔
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سانس میں یہ تاثیر ہوگی کہ کافراں کی تاب نہ
لا سکے گا، اس کے پہنچتے ہی مر جائے گا اور دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی ایسا
پگھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کا تعاقب
کریں گے اور ”باب لد“ پر جا کر اس کو اپنے نیزہ سے قتل کریں گے اور اس کا خون
مسلمانوں کو دکھائیں گے۔ اس کے بعد لشکر اسلام دجال کے لشکر کا مقابلہ کرے گا۔ جو
یہودی ہوں گے ان کو خوب قتل کرے گا اور اس طرح زمین دجال اور یہود کے ناپاک
وجود سے پاک ہو جائے گی جن کا دعویٰ یہ تھا کہ ہم نے اللہ کے رسول حضرت عیسیٰ ابن
مریم علیہ السلام کو قتل کر دیا تھا۔ اب وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے کہ حضرت
عیسیٰ علیہ السلام اب تک آسمان پر زندہ تھے اور اب آسمان سے ہمارے قتل کے لیے
زمین پر اترے ہیں۔

فائدہ:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی دو الگ الگ شخصیات ہیں:
ظہور مہدی اور نزول عیسیٰ بن مریم کے بارہ میں جو احادیث آئی ہیں ان سے
یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی دو علیحدہ
علیحدہ شخصیتیں ہیں۔ صحابہ کرام اور تابعین عظام کے وقت سے لے کر اس وقت تک
کوئی اس کا قائل نہیں ہوا کہ نازل ہونے والا مسیح اور ظاہر ہونے والا مہدی ایک ہی
شخص ہوں گے کیونکہ:

1: حضرت عیسیٰ ابن مریم نبی اور رسول ہیں اور امام مہدی امت محمدیہ کے
خلیفہ ہوں گے، نبی نہ ہوں گے۔

2: حضرت مسیح بن مریم حضرت مریم کے بطن سے بغیر باپ کے نبی اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم سے تقریباً چھ سو (600) سال پہلے بنی اسرائیل میں پیدا ہوئے اور امام مہدی قیامت کے قریب مدینہ منورہ میں پیدا ہوں گے، ان کے والد کا نام عبد اللہ ہو گا۔

3: حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام بنی اسرائیل میں سے ہیں اور امام مہدی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے۔

شبہ:

ایک روایت میں آیا ہے کہ ”لَا مَهْدِيَّ إِلَّا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ“ کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے علاوہ کوئی مہدی نہیں۔
اس روایت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اور حضرت مہدی دونوں ایک ہی شخص ہیں۔

جواب:

اولاً... یہ روایت محدثین کے نزدیک ضعیف اور غیر مستند ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری شرح البخاری (ج 6 ص 385) میں اس کی تصریح کی ہے۔
ثانیاً... یہ روایت ان بے شمار احادیث صحیحہ اور متواترہ کے خلاف ہے جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی کا دو شخص ہونا خوب ظاہر ہے اور متواتر کے مقابلہ میں ضعیف اور منکر روایت معتبر نہیں ہوتی۔

[4]: زکوٰۃ کے بقیہ احکام

زکوٰۃ کے مصارف:

- 1: فقراء.... ”فقیر“ اس شخص کو کہتے ہیں جس کے پاس کچھ نہ ہو۔
- 2: مساکین... ”مسکین“ اس شخص کو کہتے ہیں جس کے پاس کچھ ہو لیکن ضرورت سے کم ہو۔

3: عاملینِ زکوٰۃ... اسلامی حکومت کی طرف سے زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر اہل کار
4: موکفۃ القلوب... نو مسلم جن کی دل جوئی کے لیے انہیں زکوٰۃ دی جاتی تھی لیکن
اب یہ مصرف باقی نہیں رہا۔

5: غارمین... ایسے مقروض لوگ جن کے تمام اثاثے ان کے قرضوں کی ادائیگی کے
لیے ناکافی ہوں، یا اگر یہ لوگ اپنے اثاثوں سے قرض ادا کریں تو نصاب کے بقدر ان
کے پاس مال باقی نہ رہے۔

6: ملک رقاب... غلاموں کو آزادی دلانے کے لیے۔

7: فی سبیل اللہ... جہاد پر جانے والوں کے ساز و سامان کی تیاری میں۔

8: ابن سبیل... مسافر کے لیے یعنی وہ شخص جس کے پاس اگرچہ اپنے وطن میں
نصاب کے بقدر مال تو موجود ہے لیکن سفر میں اس کے پاس اتنی رقم نہ ہو جس سے وہ
سفر کی ضروریات پوری کر کے وطن واپس جاسکے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی کی شرائط:

1: فقیر کو مالک بنانا

2: زکوٰۃ مستحق کو دینا۔

3: زکوٰۃ دیتے وقت زکوٰۃ کی نیت کرنا۔

جن کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں:

1- زکوٰۃ کی رقم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے لیے حلال

نہیں۔ آپ کے خاندان سے مراد ہیں: آل علی، آل عقیل، آل جعفر، آل

عباس اور آل حارث بن عبد المطلب رضی اللہ عنہم۔ جو شخص مذکورہ پانچ

بزرگوں کی نسل سے ہو اسے زکوٰۃ نہیں دے سکتے، ان کی مدد کسی اور ذریعے

سے کرنی چاہیے۔

- 2- کافر کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔
- 3- ایسی NGO's اور ادارے جو شرعی حدود کا لحاظ نہیں کرتے، انہیں زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔
- 4- شوہر اور بیوی ایک دوسرے کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔
- 5- اپنے آباء و اجداد یعنی ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی وغیرہ اور اپنی آل اولاد یعنی بیٹا بیٹی، پوتا پوتی، نواسہ نواسی وغیرہ کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ ان کے علاوہ باقی مستحق رشتہ داروں کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔
- 6- مسجد میں زکوٰۃ کی رقم نہیں دے سکتے۔

[5]: درد سے نجات کے لیے دعا

درد والی جگہ پر ہاتھ رکھ کر تین مرتبہ بسم اللہ پڑھیں اور سات مرتبہ یہ دعا پڑھیں۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا آجِدُ وَأُحَاذِرُ.

(صحیح مسلم: ج 2 ص 224 کتاب السلام باب استحباب وضع یدہ علی موضع الالم مع الدعاء)

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ اور اس کی قدرت کی پناہ میں آتا ہوں اس درد کے شر سے جو مجھے محسوس ہو رہا ہے اور جس سے میں ڈرتا ہوں۔

تین تیسواں سبق

[1]: رمضان کے روزے کی فرضیت

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَن شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾

(البقرہ: 185)

ترجمہ: رمضان کا مہینا وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا، جو لوگوں کے لیے سراپا ہدایت اور ایسی روشن نشانیوں کا حامل ہے جو سیدھی راہ دکھاتی ہیں اور حق و باطل کے درمیان فرق کرتی ہیں۔ اس لیے تم میں سے جو شخص بھی یہ مہینا پائے تو وہ اس میں ضرور روزہ رکھے اور اگر کوئی شخص بیمار ہو یا سفر پر ہو تو وہ دوسرے دنوں میں اتنی ہی تعداد پوری کر لے۔ اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لیے دشواری نہیں چاہتا تاکہ تم (روزوں کی) گنتی پوری کر لو اور اللہ نے تمہیں جو طریقہ سکھایا ہے اس پر اللہ کی بڑائی بیان کرو اور تاکہ تم شکر گزار بنو۔

[2]: روزہ و قرآن کی دربار الہی میں سفارش

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الصَّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ، فَيَقُولُ الصَّيَامُ: أَمْسَى رَبِّ! إِنِّي مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِي فِيهِ، وَيَقُولُ الْقُرْآنُ: مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِي فِيهِ، فَيُشَفِّعَانِ".

(شعب الایمان للبیہقی: ج 2 ص 346 کتاب تعظیم القرآن، فصل ادا نماز تلاوة القرآن)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے ارشاد فرمایا: روزہ اور قرآن بندے کے حق میں سفارش کریں گے، روزہ کہے گا اے میرے رب! میں نے اسے کھانے اور خواہشات سے دن کو روکے رکھا، میری سفارش اس کے حق میں قبول فرمائیے۔ قرآن کہے گا: میں نے اس کو رات کے سونے سے روکے رکھا، میری سفارش اس کے حق میں قبول فرمائیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دونوں کی سفارش قبول کر لی جائے گی۔

[3]: خروجِ یاجوج ماجوج کا عقیدہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور دجال کی ہلاکت کے کچھ عرصہ بعد امام مہدی انتقال فرما جائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی نماز جنازہ پڑھائیں گے۔ بیت المقدس میں ان کا انتقال ہو گا اور وہیں مدفون ہوں گے۔ امام مہدی کی وفات کے بعد تمام انتظام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں ہو گا اور زمانہ نہایت سکون اور راحت سے گزر رہا ہو گا کہ یکایک وحی نازل ہو گی کہ اے عیسیٰ! تم میرے بندوں کو کوہ طور کے پاس لے جاؤ! میں اب ایک ایسی قوم کو نکالنے والا ہوں کہ جس کے ساتھ لڑنے کی کسی کو طاقت نہیں۔ وہ قوم یاجوج ماجوج کی قوم ہے جو یافث بن نوح کی اولاد میں سے ہے۔

شاہ ذوالقرنین نے دو پہاڑوں کے درمیان ایک نہایت مستحکم آہنی دیوار قائم کر کے ان کا راستہ بند کر دیا تھا۔ قیامت کے قریب وہ دیوار ٹوٹ جائے گی اور یہ غارت گر قوم ٹڈی دل کی طرح ہر طرف سے نکل پڑے گی اور دنیا میں فساد پھیل جائے گی (جس کا قصہ قرآن کریم کی سورہ کہف آیت 93 تا 98 میں مذکور ہے) اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں کو لے کر کوہ طور کی طرف چلے جائیں گے۔ بارگاہ خداوندی میں یاجوج ماجوج کے حق میں طاعون کی ہلاکت کی دعا کریں گے جب کہ باقی لوگ اپنے اپنے طور پر قلعہ بند اور محفوظ مکانوں میں چھپ جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ یا جوج ماجوج کو طاعون کی وباء سے ہلاک کرے گا اور اس بلائے آسمانی سے سب مر جائیں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ لمبی گردن والے پرندے بھیجے گا جو بعض کو تو کھا جائیں گے اور بعض کو اٹھا کر سمندر میں ڈال دیں گے اور پھر بارش ہوگی جس کے سبب ان مرداروں کی بدبو سے نجات ملے گی اور زندگی نہایت راحت اور آرام سے گزرے گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چالیس یا پینتالیس سال زندہ رہ کر مدینہ منورہ میں انتقال فرمائیں گے اور روضہ اقدس میں دفن ہوں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے بعد ایک قحطانی شخص کو اپنا خلیفہ مقرر کر جائیں گے جس کا نام ”ہجاء“ ہوگا، خوب اچھی طرح عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کرے گا مگر ساتھ ہی شر اور فساد پھیلنا شروع ہو جائے گا۔

[4]: روزہ کے مسائل و احکام

روزہ کی نیت کے ساتھ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جنسی تعلق سے رکنے کا نام ”روزہ“ ہے۔

فرض روزہ: ہر عاقل، بالغ مسلمان پر رمضان المبارک کے روزے فرض ہیں۔

واجب روزہ: نذر مانے ہوئے روزے اور کفارے کے روزے واجب ہیں۔ نفل روزہ شروع کرنے کے بعد اس کی تکمیل واجب ہے۔

مسنون روزہ: یوم عاشورہ یعنی 10 محرم کا روزہ، ایک روزہ مزید 9 یا 11 محرم کا ملا کر رکھنا سنت ہے۔

مستحب روزہ: ہر ماہ تین دن بالخصوص 13، 14، 15 کا روزہ رکھنا۔ شوال میں چھ روزے۔ ہفتہ وار پیر اور جمعرات کا روزہ رکھنا۔ 9 ذوالحجہ بلکہ یکم تا 9 ذوالحجہ روزہ رکھنا مستحب ہے۔

حرام روزہ: یکم شوال اور 10، 11، 12، 13 ذوالحجہ کو روزہ رکھنا حرام ہے۔

مسئلہ: روزے کے دوران بھول کر کھاپی لینے یا ہم بستری کر لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

فائدہ:

روزہ ٹوٹ جانے کی صورت میں اکثر صورتوں میں صرف قضاء ہوتی ہے۔ بعض صورتوں میں (جبکہ روزہ توڑنے کا جرم انتہائی کامل ہو) قضاء کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہوتا ہے۔

کفارہ میں مرحلہ وار تین شقیں ہیں:

- 1: غلام آزاد کرنا لیکن اب غلاموں کا دور نہیں۔
- 2: غلام آزاد نہ کر سکنے کی صورت میں مسلسل دو ماہ یعنی ساٹھ دن روزے رکھنا (اگر قمری مہینے کی پہلی تاریخ سے شروع کیے تو چاند کے مطابق یعنی انیس کا کوئی مہینہ ہو گیا تو روزے 59 لازم ہوں گے)

3: اگر دیندار مستند طبیب کی رائے سے یا اپنے سابق تجربہ سے واقعتاً مسلسل دو ماہ روزے نہ رکھ سکتا ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ ایک مسکین کو ساٹھ دن بھی کھلا سکتے ہیں اور تسلسل ضروری نہیں۔ ایک مسکین کے صبح و شام کھانے کی جگہ صدقہ فطر کی مقدار یعنی پونے دو سیر گندم یا اس کا آٹا بھی دے سکتے ہیں۔ نیز اتنی ہی مالیت کی رقم یا اتنی ہی رقم کی دیگر اشیاء مثلاً کپڑے جوتے وغیرہ بھی خرید کر دے سکتے ہیں۔

کفارے کے روزوں میں تسلسل ضروری ہے لیکن عورت کفارے کے روزے رکھ رہی ہے اور درمیان میں حیض حائل ہو جائے تو اس سے تسلسل ٹوٹنے میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ نفاس حائل ہونے یا ایام ممنوعہ 10، 11، 12، 13 ذوالحجہ حائل ہونے پر دوبارہ نئے سرے سے روزے رکھنا ہوں گے۔

[5]: بے چینی کے وقت کی دعا

اَللّٰهُ رَبِّیْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا .

(سنن ابی داؤد: ج 1 ص 213 کتاب الوتر۔ باب فی الاستغفار)

ترجمہ: اللہ ہی میرا رب ہے، میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔

چونتیسواں سبق

[1]: حج کی فرضیت

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حُجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ﴾

(آل عمران: 97)

ترجمہ: جو لوگ خانہ کعبہ تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں ان پر اللہ تعالیٰ کے لیے اس گھر کا حج کرنا فرض ہے اور اگر کوئی انکار کرے (تو یاد رکھو) اللہ تعالیٰ دنیا جہان کے تمام لوگوں سے بے نیاز ہے۔

[2]: حج نہ کرنے پر وعید

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ مَلَكَ زَادًا وَرَاحِلَةً تَبْلُغُهُ إِلَى بَيْتِ اللَّهِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ أَنْ يَمُوتَ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا وَذَلِكَ أَنَّ اللَّهَ يَقُولُ فِي كِتَابِهِ: ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حُجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾."

(سنن الترمذی: ج 1 ص 288 ابواب الحج، باب ما جاء في التغليظ في ترك الحج)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس شخص کے پاس سفر حج کا ضروری سامان موجود ہو اور سواری بھی میسر ہو جو اسے بیت اللہ تک پہنچا دے اور یہ شخص پھر بھی حج نہ کرے تو کوئی فرق نہیں پڑتا کہ یہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جو لوگ اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں ان پر اللہ تعالیٰ کے لیے اس گھر کا حج کرنا فرض ہے“

[3]: عقیدہ خروج دُخان یعنی دھوئیں کا ظاہر ہونا

جہاں کے بعد چند بادشاہ ہوں گے۔ کفر و الحاد اور شر و فساد بڑھنا شروع ہو گا یہاں تک کہ ایک مکان مغرب میں اور ایک مکان مشرق میں جہاں منکرین تقدیر رہتے ہوں گے، وہ دھنس جائے گا۔ انہی دنوں آسمان سے ایک بہت بڑا دھواں ظاہر ہو گا جو آسمان سے لے کر زمین تک تمام چیزوں کو گھیر لے گا، جس سے لوگوں کا دم گھٹنے لگے گا۔ وہ دھواں چالیس دن تک رہے گا۔ مسلمانوں کو زکام سا معلوم ہو گا اور کافروں پر بے ہوشی طاری ہو جائے گی۔ کسی کو دو دن میں اور کسی کو تین دن میں ہوش آئے گا۔ قرآن کریم میں اس دخان کا ذکر ہے۔

﴿فَازْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ۝ يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝﴾

(الدخان: 10، 11)

ترجمہ: پس اس روز کا انتظار کیجئے کہ جس دن آسمان واضح دھواں لائے گا جو لوگوں کو گھیر لے گا۔ یہ دردناک عذاب ہو گا۔

[3]: حج کے مسائل و احکام

اسلام کا پانچواں رکن حج ہے۔ حج ہر ایسے مسلمان عاقل بالغ پر زندگی میں ایک بار فرض ہے جو حج پر جانے کے وقت حاجاتِ اصلیہ کے علاوہ اتنے سرمایہ وغیرہ کا مالک ہو جس سے اس کے بیت اللہ تک آنے جانے اور واپس آنے تک اہل و عیال کا خرچ پورا ہو سکے۔

چند مسائل:

1: اگر کسی کے پاس صرف اتنا خرچ ہے کہ مکہ تک سواری پر آنا جانا تو ہو سکتا ہے مگر مدینہ منورہ تک پہنچنے کا خرچ نہیں ہے تو اس پر بھی حج فرض ہو جاتا ہے۔

2: حج عمر بھر میں بس ایک مرتبہ فرض ہے۔ اگر کئی حج کیے تو ایک فرض اور باقی سب نفل ہوں گے۔ نفل حج کا بھی ثواب ہے۔

3: لڑکپن میں ماں باپ کے ساتھ اگر کسی نے حج کر لیا ہو تو وہ نفلی حج ہے۔ اگر جوان ہونے کے بعد صاحب استطاعت ہو جائے تو پھر حج کرنا فرض ہو گا۔

4: اگر کسی ایسے شخص نے قرض لے کر یا مانگ تا نگ کر حج کر لیا جو صاحب استطاعت نہ تھا، اس کے بعد اگر مال دار ہو جائے تو دوبارہ حج کرنا فرض نہ ہو گا۔

5: عورت پر حج فرض ہونے کے لیے اپنا اور محرم کا خرچ ضروری ہے۔

6: عورت کے لیے محرم یا شوہر کے بغیر 48 میل (یعنی 77 کلومیٹر) یا اس سے زیادہ کا سفر کرنا شرعاً ممنوع ہے، سفر خواہ ریل سے ہو یا موٹر کار سے یا ہوائی جہاز سے اور یہ ممانعت جوان اور بوڑھی ہر عورت کے لیے ہے۔ بعض عورتیں سمجھتی ہیں کہ چند عورتوں کے ساتھ بغیر محرم کے عورت سفر میں چلی جائے تو یہ جائز ہے۔ ان کا یہ خیال غلط ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر کسی خصوصیت کے ہر عورت کے حق میں تاکید کی طور پر ممانعت فرمائی ہے۔

حج یا عمرہ کا سفر بھی محرم یا شوہر کے بغیر سخت ممنوع ہے اور گناہ ہے۔ بہت سی عورتیں حج یا عمرہ کے لیے بغیر محرم اور شوہر کے چل دیتی ہیں جو شریعت کی خلاف ورزی کرنے کی وجہ سے گناہ گار ہوتی ہیں اور اپنا حج یا عمرہ خراب کرتی ہیں۔ مؤمن بندوں پر لازم ہے کہ شریعت کی پابندی کریں اور اپنی طبیعت کی خواہش پر نہ چلیں۔ دنیاوی سفر میں مزید احتیاط لازم ہے۔ اس لیے 15 تا 20 میل کا سفر بھی بغیر محرم کے نہ کریں، اسی میں عفت و عصمت کی حفاظت ہے۔

فائدہ:

عورت کا محرم وہ شخص ہوتا ہے جس سے کبھی بھی نکاح درست نہ ہو جیسے

باپ، بیٹا، پوتا، نواسہ، داماد، سر، حقیقی چچا، حقیقی ماموں۔ واضح رہے کہ خالہ، ماموں، چچا اور پھوپھی کے لڑکے محرم نہیں ہیں۔ اسی طرح بہنوئی بھی محرم نہیں ہے کیونکہ اگر وہ بہن کو طلاق دے دے یا بہن فوت ہو جائے تو بہنوئی سے نکاح جائز ہو جاتا ہے۔

البتہ اگر ان میں سے کوئی رضاعی (یعنی دودھ شریک) بھائی ہو جس نے دو سال کی مدت میں کسی ایسی عورت کا دودھ پیا ہے جس کا دودھ اس عورت نے بھی پیا ہو جو اس کے ساتھ حج یا عمرہ کو جانا چاہتی ہو تو یہ شخص بھی محرم ہے اور اس کے ساتھ سفر کرنا جائز ہے۔

یادرہے کہ محرم ایسا ہو جس سے بے اطمینانی نہ ہو۔ اگر کوئی شخص ایسا ہے کہ محرم تو ہے لیکن اس کی عفت و عصمت داغ دار ہے یا اس کی طرف سے اطمینان نہیں ہے تو اس کے ساتھ سفر کرنا جائز نہیں؛ خواہ کیسا ہی قریبی محرم ہو۔

بعض عورتیں خواہ مخواہ کسی کو باپ یا بیٹا یا بھائی بنا کر سفر میں ساتھ ہو لیتی ہیں، شرعاً اس کی بالکل اجازت نہیں۔ منہ بولا بیٹا یا بھائی بھی محرم نہیں ہیں، ان کے احکام بھی وہی ہیں جو اجنبی مردوں کے ہیں۔

فرائض حج:

1: احرام یعنی نیت کرنا اور تلبیہ یعنی لیک کہنا یا اس کی جگہ ایسے کلمات کہنا جن میں اللہ کی بڑائی کا بیان ہو۔

2: وقوف عرفہ (9 ذوالحجہ کے دن زوال کے بعد عرفات کے میدان میں ٹھہرنا۔ تھوڑی دیر ٹھہرنے سے بھی یہ فرض ادا ہو جائے گا۔

3: طواف زیارت

واجبات حج:

1: وقوف مزدلفہ یعنی مزدلفہ میں دس ذوالحجہ صبح صادق اور طلوع آفتاب کے

درمیان کچھ وقت ٹھہرنا۔

- 2: تینوں دن رمی جمرات یعنی شیطان کو کنکریاں مارنا۔
- 3: قربانی (یہ حکم صرف قارن و متمتع کے لیے ہے)۔
- 4: حلق یا قصر۔
- 5: صفامروہ کی سعی۔
- 6: طواف وداع (یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو مکہ میں مستقل مقیم نہ ہوں)۔

ممنوعات احرام:

- 1: مرد کے لیے سلاہوا کپڑا پہننا البتہ عورت پہن سکتی ہے۔
 - 2: مرد کا دن یارات میں اپنا سریا چہرہ اڈھانپنا۔ البتہ عورت اپنا سر اور چہرہ نامحرم سے ڈھانپنے لیکن نقاب چہرے کو نہ لگے؛ دور رہے۔
 - 3: بدن کے کسی حصے کے بال مونڈنا، کاٹنا یا توڑنا۔
 - 4: ہاتھ پاؤں کے ناخن کاٹنا۔
 - 5: بدن یا کپڑے پر خوشبو لگانا۔
 - 6: مرد کا ایسا جو تا پہننا جس میں قدم پر ابھری ہوئی بیچ کی ہڈی چھپ جائے البتہ عورت جس طرح کا جو تا چاہے پہن سکتی ہے۔
- حج ایک فریضہ ہے جس کی ادائیگی کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک خاص جگہ ”بیت اللہ شریف“ اور اس کے آس پاس چند خاص مقامات کو متعین فرمایا ہے۔

حج کی تین اقسام:

1: حج افراد

میقات سے گزرتے وقت صرف حج کا احرام باندھا جائے اور 10 ذوالحجہ کو رمی کرنے کے بعد احرام کھول دیا جائے۔ ایسا حج کرنے والے کو ”مفرد“ کہتے ہیں۔

اس میں قربانی واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔

2: حج قرآن

میقات سے حج اور عمرہ دونوں کا احرام اکٹھا باندھا جائے۔ پہلے عمرہ کے افعال ادا کیے جائیں لیکن حلق یا قصر نہ کروایا جائے بلکہ بدستور اسی احرام میں رہا جائے۔ پھر حج کے دنوں میں اسی احرام کے ساتھ حج کے ارکان ادا کیے جائیں اور 10 ذوالحجہ کو رمی، قربانی اور حلق کرنے کے بعد عمرہ و حج دونوں کا احرام کھول دیا جائے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ”حج قرآن“ افضل ہے۔ ایسا حج کرنے والے کو ”قارن“ کہتے ہیں اور اس میں قربانی واجب ہے۔

3: حج تمتع

میقات سے عمرہ کا احرام باندھا جائے اور عمرہ کے افعال ادا کرنے کے بعد احرام کھول دیا جائے۔ پھر 8 ذوالحجہ کو حج کا احرام باندھا جائے اور 10 ذوالحجہ کو رمی، قربانی اور حلق کرنے کے بعد احرام کھول دیا جائے۔ ایسا حج کرنے والے کو ”تمتع“ کہتے ہیں اور اس میں بھی قربانی واجب ہے۔

فائدہ:

جو لوگ مکہ مکرمہ میں رہتے ہیں یا جو لوگ عمرہ کر کے اور سرمنڈا کر یا بال کٹوا کر حلال ہو کر بلا احرام مکہ میں مقیم ہیں یہ لوگ آٹھویں ذوالحجہ کو مکہ سے احرام باندھیں گے اور یہ صرف حج کا احرام ہو گا۔ اگر کسی نے شوال یا ذوالحجہ میں کوئی عمرہ کر لیا ہے اور اس کے بعد اپنے گھر نہیں گیا تو اس کا وہ عمرہ اور یہ حج مل کر ”حج تمتع“ ہو جائے گا اگرچہ یہ شخص اس وقت صرف حج کی نیت کرے گا۔

[5]: نظر بد سے بچنے کے لیے دعا

جب کوئی اچھی لگے تو اسے دیکھ کر یہ دعا پڑھیں، ان شاء اللہ اسے نظر نہیں

لگے گی۔ دعا یہ ہے:

مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ.

(عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی: ص 99 ما یقول اذ ارای من نفسہ و مالہ ما یعجبہ)

ترجمہ: جو اللہ تعالیٰ چاہے (وہی ہو گا اور) نیکی کی طاقت اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق سے ملتی

ہے۔

پینتیسواں سبق

[1]: نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا

﴿وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْبَاقِلُونَ﴾

(آل عمران: 104)

ترجمہ: تم میں ایک جماعت ایسی ضرور ہونی چاہیے جس کے افراد نیکی کی طرف بلائیں، بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں۔ ایسا کام کرنے والے لوگ ہی فلاح پائیں گے۔

[2]: حسب استطاعت برائی کو روکنا

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ."

(صحیح مسلم: ج 1 ص 51 کتاب الایمان۔ باب کون النہی عن المنکر من الایمان)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جو شخص برائی دیکھے تو وہ اس برائی کو اپنے ہاتھ سے روک دے، اگر ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اپنی زبان سے روکے اور اگر زبان سے روکنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اسے دل میں برا سمجھے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

[3]: دآبۃ الارض کا نکلنا

قیمت کی ایک بڑی نشانی زمین سے دآبۃ الارض کا نکلنا ہے، جو نص قرآنی

سے ثابت ہے:

﴿وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ﴾
 إِنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ﴿

(النمل: 82)

ترجمہ: اور جب ہماری بات پوری ہونے کا وقت ان لوگوں کے پاس آ پہنچے گا (یعنی قیامت قریب ہوگی) تو ہم ان کے لیے زمین سے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے باتیں کرے گا (یہ جانور ہم اس لیے نکالیں گے) کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں رکھتے تھے۔

جس روز آفتاب مغرب سے طلوع ہو گا اسی دن یہ عجیب الخلق جانور زمین سے نکلے گا۔ مکہ مکرمہ کا ایک پہاڑ جس کو ”صفا“ کہتے ہیں، وہ پھٹے گا اور اس میں سے یہ عجیب الخلق جانور نکلے گا۔ جس طرح اللہ نے اپنی قدرت سے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو پتھر سے نکالا تھا اسی طرح اپنی قدرت سے قیامت کے قریب زمین سے یہ جانور نکالیں گے جو لوگوں سے کلام کرے گا اور قیامت کی خبر دے گا۔ مومنین کے چہروں پر ایک نورانی نشانی لگائے گا جس سے ان کے چہرے روشن ہو جائیں گے اور کافروں کی آنکھوں کے درمیان ایک مہر لگائے گا جس سے ان کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے۔ حسب ارشاد باری تعالیٰ ﴿وَأَمَّا تَأْوِيهِمْ يَوْمَئِذٍ فَأُولَٰئِكَ الْمُجْرِمُونَ﴾ (اے مجرم لوگو! آج الگ ہو جاؤ) مسلم اور مجرم کا امتیاز اس طرح شروع ہو جائے گا اور پورا امتیاز حساب و کتاب کے بعد ہو گا۔

[4]: حج کرنے کا طریقہ

(1): 8 ذوالحجہ کو حج کرنے کی نیت کریں۔ نماز فجر کے بعد احرام باندھیں۔ ممکن ہو تو حرم شریف میں آئیں۔ یہاں آکر مستحب یہ ہے کہ پہلے طواف کریں اور اس کے بعد احرام کے لیے دو رکعت نفل پڑھیں۔ لیکن اگر طواف نہ

کر سکیں تو احرام کی نیت سے دو رکعت نفل ادا کریں۔ اگر حرم شریف میں آنا ممکن نہ ہو تو اپنی رہائش گاہ پر ہی احرام باندھ لیں۔ ظہر سے پہلے پہلے منی پہنچ جائیں۔

- (2): منیٰ میں پانچ نمازیں (8 ذوالحجہ کی ظہر تا 9 ذوالحجہ کی فجر) پڑھیں۔
- (3): 9 ذوالحجہ کو طلوع آفتاب کے بعد منیٰ سے عرفات کو جائیں۔ کوشش کریں کہ زوال سے پہلے پہلے عرفات پہنچ جائیں۔
- (4): وقوفِ عرفہ کا وقت زوال کے بعد شروع ہو جاتا ہے، اس لیے زوال کے بعد وقوف شروع کریں۔ خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ رہیں۔ شام تک تلبیہ، استغفار، چوتھا کلمہ پڑھتے رہیں، دعائیں گڑ گڑا کر مانگتے رہیں، وقوف کھڑے ہو کر کرنا مستحب ہے اور بیٹھ کر کرنا جائز ہے۔
- (5): میدانِ عرفات میں ظہر اور عصر کی نماز پڑھنی ہوتی ہے، اس لیے ظہر کے وقت میں ظہر کی نماز اور عصر کے وقت میں عصر کی نماز اپنے اپنے خیموں میں ہی ادا کریں۔
- (6): غروبِ آفتاب کے بعد عرفات سے مزدلفہ کو روانگی کے دوران تلبیہ پڑھتے جائیں۔
- (7): مزدلفہ پہنچ کر نماز مغرب اور عشاء کو عشاء کے وقت میں ملا کر ادا کریں۔
- (8): 10 ذوالحجہ فجر کی نماز مزدلفہ میں ادا کریں۔ نماز کے بعد قبلہ رخ کھڑے ہو کر تسبیحاتِ فاطمی، ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ اور چوتھا کلمہ پڑھیں، تلبیہ کثرت سے پڑھیں اور دعا کے لیے دونوں ہاتھ پھیلائیں اور خوب دعائیں کریں۔ روشنی خوب پھیلنے تک یہی عمل جاری رکھیں۔ یہ وقوفِ مزدلفہ ہے۔ طلوع آفتاب سے کچھ وقت قبل مزدلفہ سے منیٰ روانہ ہو جائیں۔

- (9): 10 ذوالحجہ کو منی پہنچ کر اپنے خیموں میں جا کر سامان رکھیں۔
- (10): تلبیہ پڑھتے ہوئے ہجرات کی طرف جا کر صرف بڑے جمرہ کو ”بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ“ کہتے ہوئے سات کنکریاں ماریں اور پہلی کنکری کے ساتھ ہی تلبیہ پڑھنا بند کر دیں۔
- (11): قربانی کے لیے مذبح خانے میں تشریف لے جائیں اور قربانی کریں۔
- (12): قربانی 11 اور 12 ذوالحجہ کو بھی کی جاسکتی ہے۔
- (13): قربانی کے بعد عورتوں کو تقریباً ایک انچ بال کاٹنے چاہئیں۔
- (14): اس کے بعد اب احرام کھول دیجیے۔
- (15): غسل کریں اور معمول کا لباس پہنیں۔
- (16): منی میں 10، 11، 12 ذوالحجہ تک قیام کرنا سنت ہے۔
- (17): منی سے طواف زیارت کے لیے خانہ کعبہ چلے جائیں۔
- (18): طواف کے ہر چکر میں رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان جب پہنچیں تو یہ دعا پڑھیں:
- رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ.
- (19): طواف مکمل کرنے بعد مقام ابراہیم کے قریب یا مسجد حرام میں جہاں میسر ہو دو رکعت نماز واجب الطواف ادا کریں۔
- (20): آب زمزم خوب سیر ہو کر پئیں اور یہ دعا پڑھیں:
- اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَشِفَاءً مِّنْ کُلِّ دَاءٍ.
- (21): اب سعی کے لیے باب الصفا سے ”صفا“ پر آئیں۔ ”صفا“ سے ”مرودہ“ پہنچنے پر ایک چکر مکمل ہو گیا۔ اسی طرح چھ چکر اور لگانے ہیں کہ ”مرودہ“ سے ”صفا“ تک دو چکر ہو جائیں گے، پھر ”صفا“ سے مرودہ تک تین... اسی طرح

چلتے چلتے ساتواں چکر ”مروہ“ پر ختم ہو گا۔

(22): سعی مکمل کرنے کے بعد اب منیٰ میں جا کر ٹھہرنا چاہیے، مکہ میں نہ ٹھہریں۔

(23): 11 ذوالحجہ کو زوال کے بعد پہلے چھوٹے، پھر درمیانے اور پھر بڑے جمرہ کو

سات سات کنکریاں ماریں۔

(24): پہلے دو جمرات کو کنکریاں مارنے کے بعد ذرا آگے بڑھ کر قبلہ رخ کھڑے ہو

کر دعا کر لیں لیکن آخری جمرہ کو کنکریاں مارنے کے بعد ٹھہر کر دعائے کریں

بلکہ بغیر دعائیے واپس آجائیں۔

(25): کنکریاں مار کر واپس اپنے خیموں میں چلے جائیں اور رات منیٰ ہی میں قیام

کریں۔

(26): 12 ذوالحجہ کو زوال آفتاب کے بعد کنکریاں مارنے کے لیے جائیں۔

(27): تینوں جمرات کو اس ترتیب سے کنکریاں ماریں جس طرح 11 ذوالحجہ کو ماری

تھیں۔

(28): بارہویں تاریخ کو غروب سے پہلے مکہ مکرمہ جاسکتے ہیں، غروب کے بعد جانا

مکروہ ہے۔

(29): اگر تیرہویں تاریخ کی صبح منیٰ میں ہو جائے تو اس دن رمی بھی لازم ہو جائے

گی۔

(30): اپنے وطن واپس جانے سے پہلے طواف وداع کر لیں۔

(31): مدینہ منورہ حاضری کے لیے جائیں تو روضہ رسول کی نیت سے سفر کریں۔

(32): رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر پر حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام پیش کریں

اور شفاعت کی درخواست بھی کریں۔

(33): حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی قبور کے سامنے

بھی سلام پیش کریں۔

نوٹ:

حج و عمرہ کے تفصیلی طریقہ کار اور مسائل کے لیے میری کتاب ”حج و عمرہ“ کا

مطالعہ کریں۔

[5]: برائی سے بچنے کے لیے دعا

اَللّٰهُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِيْ الْاُمُوْر كُلِّهَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا
وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ.

(مسند احمد: ج 13 ص 441 حدیث نمبر 17560)

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے تمام امور کے انجام کو اچھا بنادے اور ہمیں دنیا کی رسوائی
اور آخرت کے عذاب سے پناہ دے۔

چھتیسواں سبق

[1]: حقوق والدین

﴿وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ إِنَّمَا يُبَلِّغُنَّ
عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا آفٌ وَلَا تُنْهَرُهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا
كَرِيمًا ۝ وَخَفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيْتَنِي
صَغِيرًا ۝﴾

(بنی اسرائیل: 23، 24)

ترجمہ: اور تمہارے رب نے یہ حکم دیا ہے کہ اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو اور
والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اگر والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے
پاس بڑھاپے کی حالت کو پہنچ جائیں تو انہیں اف تک نہ کہو اور نہ انہیں جھڑکو، بلکہ ان
کے ساتھ ادب سے بات کیا کرو اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے
رہو اور دعا کیا کرو کہ اے پروردگار! ان دونوں پر رحمت فرما جس طرح انہوں نے
مجھے بچپن میں پالا ہے۔

[2]: فضیلت دعا

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ: "الدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ." وَفِي رِوَايَةٍ أَنَّهُ قَالَ: "الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ"

(سنن الترمذی: ج 2 ص 175 ابواب الدعوات باب ماجاء فی فضل الدعاء)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا: دعا عبادت کا مغز ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ دعائیں عبادت ہے۔

[3]: بقیہ علامات قیامت کا بیان

ٹھنڈی ہوا کا چلنا:

دآبۃ الارض کے نکلنے کے کچھ عرصے بعد ایک ٹھنڈی ہوا چلے گی جس سے تمام اہل ایمان اور اہل خیر مر جائیں گے یہاں تک کہ اگر کوئی مؤمن کسی غاریا پہاڑ میں چھپا ہوا ہو گا تو وہاں بھی یہ ہوا پہنچے گی اور وہ شخص اس ہوا سے مر جائے گا۔ نیک لوگ سب مر جائیں گے تو نیکی اور بدی میں فرق کرنے والا بھی کوئی باقی نہ رہے گا۔
(صحیح مسلم: ج 2 ص 403 کتاب الفتن، باب ذکر الدجال وصفتہ وما معہ)

حبشیوں کا غلبہ اور خانہ کعبہ کو ڈھانا:

بعد ازاں حبشہ کے کافروں کا غلبہ ہو گا اور زمین پر ان کی سلطنت ہو گی۔ ظلم اور فساد عام ہو گا۔ بے شرمی اور بے حیائی کھلم کھلا ہو گی۔ چوپایوں کی طرح لوگ سڑکوں پر جماع کریں گے۔ حبشی لوگ خانہ کعبہ کو ایک ایک اینٹ کر کے توڑ دیں گے اور کعبۃ اللہ کے خزانہ کو لوٹ لیں گے۔

حدیث مبارک میں ہے:

"لَا يَسْتَخْرِجُ كَنْزُ الْكَعْبَةِ إِلَّا ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ".

(سنن ابی داؤد: ج 2 ص 243 کتاب الملاحم، باب النہی عن تہییج الحبشة)

ترجمہ: خانہ کعبہ کے جمع ہونے والے خزانے کو چھوٹی چھوٹی پنڈلیوں والا ایک حبشی شخص ہی نکالے گا۔

[4]: والدین کے ساتھ برتاؤ کے آداب

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ جس گناہ کے بارے میں چاہتے ہیں اس کی سزا کو قیامت تک موخر فرما دیتے ہیں سوائے والدین کی نافرمانی کے

گناہ کے، اس کی سزا انسان کو دنیا میں ہی مل جاتی ہے۔

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج 5 ص 217 حدیث نمبر 7345)

آداب:

- 1: والدین کی دل و جان سے اطاعت کرنا اگرچہ وہ زیادتی بھی کرتے ہوں اور ان کے عظیم احسانات کو پیش نظر رکھ کر ان کے وہ مطالبے بھی خوشی خوشی سے پورے کرنا جو آپ کے ذوق اور مزاج پر گراں ہوں بشرطیکہ وہ دین کے خلاف نہ ہوں۔
- 2: جو کام شرعاً واجب ہوں اور والدین ان سے منع کریں تو ان کی اطاعت جائز نہیں۔ مثلاً فرض علم کے لیے یا فرض حج کے لیے والدین نہ جانے دیں تو ان کی اطاعت جائز نہیں البتہ اگر والدین کی خدمت کے لیے کوئی نہ ہو تو حج کو مؤخر کرنے کی گنجائش ہے۔
- 3: جو کام شرعاً ناجائز ہو اور ماں باپ ان کے کرنے کا حکم دیں تو بھی ان کی اطاعت جائز نہیں مثلاً ناجائز ملازمت اختیار کرنے کا حکم دیں۔
- 4: والدین کے ساتھ عاجزی اور انکساری سے پیش آنا۔
- 5: والدین کے رشتہ داروں کے ساتھ برابر نیکی کا سلوک کرتے رہنا۔
- 6: والدین کو نام لے کر نہ پکارنا۔
- 7: والدین پر دل کھول کر خرچ کرنا۔
- 8: ان سے پہلے نہ بیٹھنا۔
- 9: ماں باپ کے لیے برابر دعائیں کرتے رہنا۔
- 10: والدین کو برا بھلا نہ کہنا، ان کی شان میں گستاخی نہ کرنا۔
- 11: کسی کے والدین کو گالی نہ دینا کیونکہ یہ اپنے والدین کو گالی دینے کے

مترادف ہے اور گناہ کبیرہ ہے۔

12: اگر کوئی والدین کے مرنے بعد ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہتا ہو تو ان

کے حق میں استغفار کرے اور ان کے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرے جن کے ساتھ رشتہ داری صرف انہی کی وجہ سے ہو۔

13: بڑے بھائی اور چچا کے ساتھ باپ کی طرح اور چھوٹے بھائی کے ساتھ اولاد

کی طرح سلوک کرنا۔ ایسے ہی بڑی بہن کا والدہ کی طرح احترام کرنا اور چھوٹی بہن پر اولاد کی طرح شفقت کرنا۔

14: اگر کسی وجہ سے والدین ناراض ہو جائیں تو ان سے معافی مانگ کر ان کو راضی کرنے کی کوشش کرنا۔

15: سفر کے دوران ان کے پیچھے پیچھے چلنا، ہاں اگر کوئی خطرہ ہو تو ان سے آگے چلنا چاہیے۔

[5]: شیطانی وسوسوں کی زیادتی کے وقت کی دعا

أَمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ.

(صحیح مسلم: ج 1 ص 79 کتاب الایمان۔ باب بیان الوسوسۃ فی الایمان وما یقولہ من وجہا)

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا۔

سینتیسواں سبق

[1]: کامیابی کا معیار

﴿وَالْعَصْرُ ۝ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝﴾

(سورۃ العصر)

ترجمہ: زمانے کی قسم، بے شک وہی انسان کامیاب ہے جس کا عقیدہ درست ہو، عمل سنت کے مطابق ہو، اس حق بات (صحیح عقیدہ اور سنت عمل) کی تبلیغ و اشاعت بھی کرتا ہو اور (اگر اس تبلیغ و اشاعت پر مصائب و پریشانیاں آئیں تو ان پر) صبر کی تلقین بھی کرتا ہو۔

[2]: فضیلت تعلیم قرآن

عَنْ عُمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:
"خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ".

(صحیح البخاری: ج 2 ص 752 کتاب فضائل القرآن. باب خیر کم من تعلم القرآن وعلمه)

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے سب سے بہتر شخص وہ ہے جو قرآن مجید سیکھے اور سکھائے۔

[3]: علامت قیامت؛ آگ نکلنے کا بیان

قیامت کی آخری نشانی یہ ہے کہ وسط عدن سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو گھیر کر ملک شام کی طرف ہانک کر لائے گی جہاں مرنے کے بعد حشر ہوگا (یعنی قیامت میں جو نئی زمین بنائی جائے گی اس کا وہ حصہ جو موجودہ زمین کے ملک شام کے مقابل ہوگا) یہ آگ لوگوں سے دن رات میں کسی وقت جدا نہ ہوگی اور جب صبح ہوگی

اور آفتاب بلند ہو جائے گا تو یہ آگ لوگوں کو ہانک لے جائے گی۔ جب لوگ ملک شام میں پہنچ جائیں گے تو یہ آگ غائب ہو جائے گی۔

سنن ابی داؤد میں حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی دس علامتیں بیان فرمائیں، ان میں سے آخری علامت یہ ہے:

"وَأَخْرُجُ ذَلِكَ تَخْرُجُ نَارٌ مِنَ الْيَمَنِ مِنْ قَعْرِ عَدْنٍ تَسْوِقُ النَّاسَ إِلَى الْمَحْشَرِ".

(سنن ابی داؤد: ج 2 ص 243 کتاب الملاحم، باب امارات الساعة)

اور آخری علامت یہ ہوگی کہ وسط عدن سے ملک یمن میں ایک آگ ظاہر ہوگی جو لوگوں کو میدانِ حشر (یعنی سرزمین شام) کی طرف ہانک کر لے جائے گی۔

اس کے بعد کچھ عرصہ دنیاوی اعتبار سے نہایت عیش و آرام سے گزرے گا۔ کفر اور بت پرستی پھیل جائے گی اور زمین پر کوئی خدا کا نام لینے والا باقی نہ ہوگا۔ اس وقت قیامت قائم ہوگی اور حضرت اسرافیل کو صور پھونکنے کا حکم ہوگا۔

تنبیہ: اکثر احادیث میں خروجِ نار کو قیامت کی آخری نشانی بتایا گیا ہے لیکن صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ اول نشانی قیامت کی وہ آگ ہوگی جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف نکالے گی۔ ان دونوں روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ گزشتہ علامتوں کے اعتبار سے یہ آخری نشانی ہے لیکن اس اعتبار سے کہ اس علامت کے ظہور کے بعد اب دنیا کی کوئی چیز باقی نہ رہے گی بلکہ اس کے بعد متصل نفعِ صور واقع ہوگا اس کو اول نشانی کہا گیا۔

[4]: گفتگو سے متعلق سنن و آداب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا﴾

ترجمہ: لوگوں سے اچھے طریقے سے بات کیا کرو۔

حضرت عبدالرحمن بن ابی قرادر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت کرے یا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اس سے محبت کریں تو اسے چاہیے کہ جب بات کرے تو سچ بولے، جب اس کے پاس کوئی امانت رکھے تو اس کو (واپس مانگنے پر اسے) ادا کرے اور اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

(شعب الایمان: ج2 ص201 حدیث نمبر 1533)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ سب سے بہتر شخص کون سا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا دل مخموم ہو اور زبان سچ بولتی ہو۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ سچی زبان والا تو ہمیں معلوم ہے لیکن یہ مخموم دل والے سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مخموم دل والے سے مراد ایسا پرہیزگار اور پاک صاف شخص ہے جس کے دل میں نہ گناہ ہو، نہ بغاوت، نہ کسی سے کینہ اور نہ کسی کے ساتھ حسد۔

(سنن ابن ماجہ: ص311 کتاب الزہد. باب الورع والتقویٰ)

حضرت سفیان بن عبداللہ الثقفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے بارے میں آپ کو کس چیز کا زیادہ ڈر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر فرمایا: ”اس کا۔“ (یعنی انسان کو اپنی گفتگو میں بہت زیادہ محتاط رہنا چاہیے۔)

(سنن الترمذی: ج2 ص66 ابواب البر والصلۃ. باب ماجاء فی حفظ اللسان)

بات کرنے کے آداب:

- 1: ضرورت کے وقت بات کرنا۔
- 2: ہمیشہ سچ بولنا۔
- 3: مختصر بات کرنا۔
- 4: دوسروں کی زیادہ سننا۔
- 5: پست آواز میں بولنا، زیادہ بلند آواز سے نہ بولنا۔
- 6: بات نرمی سے کرنا۔
- 7: عورت کو کسی غیر محرم سے بات کرنے کی ضرورت پیش آئے تو نرم لہجہ اختیار نہ کرنا۔
- 8: بات کرنے سے پہلے اس کا انجام سوچنا۔
- 9: سوال غور سے سن کر سوچ سمجھ کر جواب دینا یعنی جواب دینے میں جلد بازی نہ کرنا۔
- 10: فضول سوالات سے پرہیز کرنا۔
- 11: بری باتیں نہ کرنا۔
- 12: گفتگو میں اپنی بڑائی نہ جتاننا۔
- 13: بات بات پر قسم نہ کھانا۔
- 14: جھوٹ نہ بولنا۔
- 15: جھوٹا وعدہ نہ کرنا۔
- 16: دوسروں کی برائی بیان نہ کرنا چغلی نہ کھانا، شکایتیں نہ کرنا، دوسروں کی نقلیں نہ اتارنا۔
- 17: خوشامد اور چاپلوسی کی باتیں نہ کرنا۔

- 18: کسی کے سامنے اس کی تعریف نہ کرنا۔
- 19: کسی کو گالی نہ دینا۔
- 20: بات بات پر نہ لڑنا۔
- 21: کسی جاہل سے پالا پڑ جائے تو خاموشی سے وہاں سے رخصت ہونا۔
- 22: کسی کو ذلت کے نام سے نہ پکارنا، کسی کا مذاق نہ اڑانا۔
- 23: بات کرتے ہوئے کسی کے لیے ملعون، فاسق اور بے ایمان کے الفاظ استعمال نہ کرنا۔
- 24: غصے کی حالت میں خاموشی اختیار کرنے کی کوشش کرنا کہ بسا اوقات ایسی حالت میں زبان بے قابو ہو جاتی ہے۔
- 25: غصہ آنے پر ”أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ“ پڑھنا اور اپنی ہیئت کو بدلتا یعنی اگر کھڑے ہیں تو بیٹھ جائیں اور بیٹھے ہوئے ہیں تو لیٹ جائیں اور اگر اس سے بھی بات نہ بنے تو وضو کر لیں۔
- 26: گفتگو کرتے ہوئے کسی طرف اشارہ نہ کرنا کہ اس سے دوسروں کو بدگمانی پیدا ہوتی ہے۔

[5]: حسنِ خاتمہ کے لیے دعا

اَللّٰهُمَّ اَحْيِنَا مُسْلِمِيْنَ وَاَمِتْنَا مُسْلِمِيْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصّٰلِحِيْنَ غَيْرَ
خَزَايَا وَلَا مُبَدِّلِيْنَ.

(تفسیر ابن کثیر: ج 3 ص 339 تحت تفسیر سورۃ الشعراء رقم الآیہ 83)

ترجمہ: اے اللہ! ہم کو فرماں برداری کی حالت میں زندہ رکھ اور فرماں برداری کی حالت میں موت دے اور ہمارا انجام نیک لوگوں کے ساتھ فرما اس حال میں کہ نہ ہم رسوا ہوں اور نہ اپنے اعتقاد کو بدلتے والے ہوں۔

اڑتیسواں سبق

[1]: فرضیت جہاد

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَى أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾

(البقرة: 216)

ترجمہ: تم پر جہاد فرض کیا گیا اور وہ تمہیں ناگوار ہے اور یہ ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناگوار سمجھو حالانکہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو حالانکہ وہ تمہارے حق میں مضر ہو اور اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

فائدہ: جہاد یعنی قتال فی سبیل اللہ مسلمانوں پر فرض ہے۔ چونکہ یہ فریضہ مشکل ہے اس لیے نفس کو طبعی طور پر گراں اور بھاری معلوم ہوتا ہے مگر اللہ نے اس میں خیر ہی خیر رکھی ہے اور اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے کہ کس چیز میں خیر ہے اور کس میں شر۔ جہاد فرض ہے اور اس کا انکار اور توہین کرنا کفر ہے۔

[2]: شہید کی فضیلت

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "يُغْفَرُ لِلشَّهِيدِ كُلُّ ذَنْبٍ إِلَّا الدَّيْنَ".

(صحیح مسلم: ج 2 ص 135 کتاب الامارۃ باب من قتل فی سبیل اللہ کفر خطایہ الالدین)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قرض کے سوا شہید کے ہر گناہ کو معاف کر دیا جاتا ہے۔

[3]: جہاد فی سبیل اللہ؛ فضائل واحکام

دین اسلام کی سر بلندی کے لیے دشمنانِ اسلام سے مسلح جنگ کرنا اور اس میں خوب جان و مال خرچ کرنا ”جہاد فی سبیل اللہ“ کہلاتا ہے۔ دین اسلام کی سر بلندی، دین کا تحفظ، دین کا نفاذ، دین کی بقاء، مسلمانوں کی عزت و عظمت، شان و شوکت اور جان و مال کی حفاظت کا واحد ذریعہ ”جہاد فی سبیل اللہ“ ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْ لَهُمُ الْجَنَّةُ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ﴾

(التوبہ: 111)

ترجمہ: بے شک اللہ نے ایمان والوں کی جان اور مال کو جنت کے بدلے میں خرید لیا ہے، وہ اللہ کے راستے میں لڑتے ہیں (مجرموں کو) قتل کرتے ہیں اور (خود) قتل ہو جاتے ہیں۔

مزید فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَانَهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوضٌ﴾

(الصف: 4)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں سیسہ پلائی دیوار بن کر لڑتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَوَاقٍ نَاقَةٍ فَقَدْ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ.

(سنن ابی داؤد: ج 1 ص 367 کتاب الجہاد، باب فین سئل اللہ تعالیٰ الشہادۃ)

ترجمہ: جو شخص تھوڑی دیر کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتال کرتا ہے تو جنت اس کے لیے واجب ہو جاتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے 27 مرتبہ خود جہاد کا سفر کیا اور اللہ کے راستے میں لڑتے ہوئے شہید ہونے کی تمنا فرمائی ہے۔

جہاد کی اقسام:

جہاد کی دو قسمیں ہیں:

1: اقدامی جہاد 2: دفاعی جہاد

اقدامی جہاد:

کافروں کے ملک میں جا کر کافروں سے لڑنا ”اقدامی جہاد“ کہلاتا ہے۔ اقدامی جہاد میں سب سے پہلے کافروں کو اسلام کی دعوت دی جاتی ہے۔ اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو ان سے جزیہ طلب کیا جاتا ہے اور اگر وہ جزیہ دینے سے انکار کر دیں تو پھر ان سے قتال کیا جاتا ہے۔ عام حالات میں جہاد اقدامی فرض کفایہ ہے اور اگر امیر المؤمنین نفیر عام (یعنی سب کو نکلنے) کا حکم دے تو اقدامی جہاد بھی فرض عین ہو جاتا ہے۔

دفاعی جہاد:

اگر کافر مسلمانوں کے ملک پر حملہ کر دیں تو ان مسلمانوں کا کافروں کے حملے کو روکنا ”دفاعی جہاد“ کہلاتا ہے۔ اگر وہ مسلمان ان کے روکنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں اور اگر طاقت رکھتے ہوں مگر سستی کرتے ہوں تو ہمسایہ ممالک کے مسلمان ان کے حملے کو روکیں۔ جہاد دفاعی فرض عین ہے۔

فائدہ:

جہاد کرنے سے پہلے جہاد کی تربیت حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔ جہاد کی

تربیت حاصل کرنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّن قُوَّةٍ﴾

(الانفال: 60)

ترجمہ: اور کافروں کے ساتھ لڑنے کے لیے جتنی قوت حاصل کر سکتے ہو، کرو۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو جہاد کی توفیق عطا فرمائے اور لڑتے ہوئے میدان جہاد میں شہادت کی موت عطا فرمائے آمین۔

[4]: مجلس میں بیٹھنے سے متعلق سنن و آداب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اے ایمان والو! جس وقت تمہیں کہا جائے کہ مجلس میں دوسروں کے لیے کشادگی پیدا کرو تو کشادگی پیدا کر لیا کرو، اللہ تعالیٰ تمہارے لیے وسعت پیدا کر دے گا۔

(سورۃ الحجرات: 11)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے جمع ہوتے ہیں اور ان کا مقصود صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا ہو تو ایک فرشتہ آسمان سے اعلان کرتا ہے کہ تم بخشے بنجھائے یہاں سے اٹھو کہ تمہاری برائیاں نیکیوں سے بدل دی گئی ہیں۔

(مجمع الزوائد للہیثمی: ج 10 ص 75 حدیث نمبر 16764)

حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھے اور انہوں نے اس میں اللہ تعالیٰ کا

ذکر نہ کیا تو یہ مجلس قیامت کے دن ان کے لیے حسرت کا سبب بنے گی۔

(مجمع الزوائد: ج 10 ص 84 حدیث نمبر 16790)

آداب مجلس:

- 1: مجلس میں بیٹھنے سے پہلے تمام اہل مجلس کو سلام کرنا۔
- 2: مجلس میں جہاں جگہ ملے وہاں بیٹھنا، لوگوں کے کندھے پھلانگ کر درمیان میں بیٹھنے کی کوشش نہ کرنا۔
- 3: کسی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود نہ بیٹھنا۔
- 4: دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھنا۔
- 5: مجلس میں قریب قریب بیٹھنا، متفرق ہو کر نہ بیٹھنا۔
- 6: مجلس میں قبلہ رو ہو کر بیٹھنے کی کوشش کرنا۔
- 7: حلقہ نما مجلس کے درمیان نہ بیٹھنا۔
- 8: مجلس میں جو گفتگو ہو رہی ہو اس میں حصہ لینا اور تکلفاً سنجیدہ ہو کر نہ بیٹھنا کیونکہ یہ غرور کی علامت ہے۔
- 9: مجلس میں بہت زور سے نہ ہنسنا بلکہ حتی الامکان مسکراہٹ سے کام لینا کیونکہ زیادہ زور سے ہنسنے سے آدمی کا وقار ختم ہو جاتا ہے۔
- 10: حتی الامکان اپنی مجلس کو اللہ تعالیٰ یا آخرت کی یاد سے آراستہ رکھنا۔
- 11: مجلس میں تین آدمی ہوں تو ایک کو چھوڑ کر دو کا آپس میں سرگوشی نہ کرنا اور نہ کسی ایسی زبان میں بات کرنا جس کو تیسرا آدمی سمجھ نہ سکے البتہ اگر تین سے زیادہ ہوں تو کوئی حرج نہیں۔
- 12: اگر مجلس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی نافرمانی ہو رہی ہو تو اہل مجلس کو منع کرنا۔
- 13: مجلس میں نئے آنے والے شخص کے اکرام کے لیے ذرا سا کھسکا اگرچہ پہلے

سے جگہ موجود ہو۔

14: مجلس ایک امانت ہے، لہذا مجلس میں جو باتیں سنی جائیں ان کو دوسری جگہ نقل نہ کرنا۔

15: نیک لوگوں کی مجلس میں بیٹھنے کی کوشش کرنا۔

16: ہر مجلس اور بالخصوص دینی مجلس میں اپنا موبائل فون بند رکھنا یا کم از کم خاموش (Silent) رکھنا۔

17: مجلس کے اختتام پر مجلس کی دعا پڑھنا۔

[5]: دشمن سے مقابلے کے وقت کی دعا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا میدانِ جہاد جب دشمن سے مقابلہ ہوتا تو آپ یہ دعائیں پڑھتے تھے:

1: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَصْدِيَّ وَنَصِيْرِيَّ، بِكَ اَحُوْلُ وَبِكَ اَصُوْلُ وَبِكَ اُقَاتِلُ.

(سنن ابی داؤد: ج 1 ص 353 کتاب الجہاد، باب ما یدعی عند اللقاء)

ترجمہ: اے اللہ! تو ہی میرا بازو (قوت) ہے اور تو ہی میرا مددگار ہے، تیری ہی توفیق سے میں برائی سے بچتا ہوں اور تیری ہی مدد سے میں حملہ کرتا ہوں اور تیری ہی مدد سے میں لڑتا ہوں۔

2: اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَخُجْرَتِ السَّحَابِ وَهَازِمَ الْاَحْزَابِ! اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْ نَاعِلِيْهِمْ.

(سنن ابی داؤد: ج 1 ص 353 کتاب الجہاد، باب فی کراہیۃ تمنی لقاء العدو)

ترجمہ: اے کتاب نازل کرنے والے، بادلوں کو چلانے والے اور لشکروں کو شکست دینے والے اللہ! ان (دشمنوں) کو شکست دے اور ہمیں ان پر غالب فرما!

انتالیسواں سبق

[1]: بے نکاحوں کے نکاح کرانے کا حکم

﴿وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ۚ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ وَلِيَسْتَعْفِفَ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾

(النور: 32، 33)

ترجمہ: تم میں سے جن (مرد و خواتین) کا نکاح نہ ہوا ہو ان کا نکاح کراؤ اور تمہارے غلام اور باندیوں میں سے جو نکاح کے قابل ہوں ان کا بھی نکاح کراؤ۔ اگر یہ تنگدست ہوں تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا اور اللہ بہت وسعت والا ہے، سب کچھ جانتا ہے، اور جن لوگوں کو نکاح کے مواقع میسر نہیں تو انہیں پاک دامن رہنا چاہیے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے بے نیاز نہ کر دے۔

[2]: کم خرچ والے نکاح کی فضیلت

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ أَكْثَرَ النَّكَاحِ بَرَكَةٌ أَيْسَرُهُمْ مَوْنَةً".

(شعب الایمان للبیہقی: ج 5 ص 254 باب الاقتصاد فی النفقة و تحريم اكل المال الباطل)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے برکت والا نکاح وہ ہے جس میں خرچ کم ہو۔

[3]: چند عقائد، سنت و بدعت اور بعث بعد الموت کا بیان

عقیدہ: ایمان اس وقت درست ہوتا ہے جبکہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سب باتوں کو سچا سمجھے اور ان سب کو مان لے۔ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی

بات میں شک کرنا یا اس کو جھٹلانا یا اس میں عیب نکالنا یا اس کا مذاق اڑانا، ان سب باتوں سے ایمان ختم ہو جاتا ہے۔

عقیدہ: قرآن و حدیث کے کھلے واضح مطلب کو نہ ماننا اور اس میں سے اپنے مطلب کے معانی گھڑنا بد دینی کی علامت ہے۔

عقیدہ: گناہ کو حلال سمجھنے سے ایمان جاتا رہتا ہے۔ اول تو گناہ کے قریب بھی نہ جانا چاہیے لیکن اگر بد بختی سے اس میں مبتلا ہیں تو اس گناہ کو گناہ ضرور سمجھیں اور اس کی برائی اور اس کا حرام ہونا دل سے نہ نکالیں ورنہ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

عقیدہ: گناہ چاہے جتنا بڑا ہی کیوں نہ ہو جب تک اس کو برا سمجھتا رہے ایمان نہیں جاتا البتہ کمزور ہو جاتا ہے۔

عقیدہ: اللہ تعالیٰ سے بے خوف و نڈر ہو جانا یا ناامید ہو جانا کفر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ سمجھ لینا کہ آخرت میں ہر حال میں مجھے بڑے درجات ملیں گے کوئی پکڑ نہ ہوگی یا یہ سمجھنا کہ میری ہر گز کسی طرح بخشش نہ ہوگی، یہ کفر یہ غلطی ہے۔ مسلمان کو چاہیے کہ خوف اور امید کے درمیان میں رہے۔

عقیدہ: کسی سے غیب کی باتیں پوچھنا اور ان کا یقین کر لینا کفر ہے۔

عقیدہ: یہ عقیدہ رکھیں کہ غیب کا حال سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا البتہ انبیاء کرام علیہم السلام کو وحی سے اور اولیاء اللہ کو کشف اور الہام سے اور عام لوگوں کو نشانوں سے بعض باتیں معلوم ہو جاتی ہیں لیکن یہ باتیں علم الغیب نہیں بلکہ انباء الغیب (غیب کی خبریں) کہلاتی ہیں۔

عقیدہ: کسی کا نام لے کر کافر کہنا یا لعنت کرنا بڑا گناہ ہے۔ ہاں یوں کہہ سکتے ہیں کہ ظالموں پر لعنت، جھوٹوں پر لعنت۔ ہاں جن لوگوں کا نام لے کر اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے یا ان کے کافر ہونے کی اطلاع دی ہے ان کو کافر یا ملعون کہنا

گناہ نہیں۔

سنت و بدعت:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل سے جو چیزیں ثابت ہیں ان کو سنت کہتے ہیں اسی طرح جو کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہیں فرمایا اس کو بھی سنت کہتے ہیں۔

اللہ تبارک تعالیٰ نے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کی سب باتیں قرآن پاک اور احادیث مبارکہ میں بندوں کو بتادی ہیں۔ اب ان باتوں کے علاوہ کوئی نئی بات دین میں نکالنا درست نہیں۔ ایسی نئی بات کو بدعت کہتے ہیں۔ بدعت بہت بڑا گناہ ہے۔

مرنے کے بعد کیا ہوگا؟

جب آدمی مر جاتا ہے اگر قبر میں دفن کیا جائے تو دفن کے بعد اور اگر دفن نہ کیا جائے تو جس حال میں بھی ہو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام ”منکر“ اور دوسرے کا نام ”نکیر“ ہے۔

[4]: خانگی زندگی کے مسائل و احکام

نکاح کرتے وقت رشتے کا معیار کیا ہو؟

رشتہ کرتے وقت جب نظر مال پر ہوگی، ذات برادری پر ہوگی یا محض حسن و جمال پر ہوگی، تو پھر بعد میں جھگڑے بھی ہوں گے، بے برکتی بھی ہوگی اور بے سکونی بھی ہوگی اور اگر نظر سیرت و کردار پر ہوگی، نیکی اور دینداری پر ہوگی تو اس رشتے میں اللہ کی طرف سے برکتیں بھی ہوں گی اور محبتیں بھی۔

شوہر کے کرنے کے کام:

1: گھر میں ہمیشہ مسکراتا ہوا آئے۔

- 2: بیوی کے اچھے کاموں کی تعریف کرے۔
- 3: بیوی کے کاموں میں اس کا ہاتھ بٹائے۔
- 4: کبھی کبھی بیوی کو تحفہ دے۔
- 5: بیوی سے محبت کا اظہار کرے۔
- 6: دل لگی اور دل جوئی کی باتیں کرے۔
- 7: نخل مزاجی اختیار کرے۔
- 8: گھر میں شریعت کی پابندی کروائے۔
- 9: بیوی کو جان، عزت اور ایمان کا تحفظ دے۔
- 10: بات بات پر طلاق کی دھمکی نہ دے۔
- 11: دوسری شادی کی دھمکی نہ دے۔
- 12: بیوی کے لیے اپنی مصروفیات میں سے وقت نکالے۔
- 13: بیوی کے لیے پابندی اور اپنے لیے آزادی اختیار نہ کرے۔
- 14: بیوی پر الزام نہ لگائے۔
- 15: بیوی کے رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرے اور بے اعتنائی نہ برتے۔

[5]: نکاح کی مبارک باد دیتے وقت کی دعا

بَارَكَ اللهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ.

(سنن ابی داؤد: ج 1 ص 290 کتاب النکاح باب ما یقال للمتزوج)

ترجمہ: اللہ تمہیں (اس نکاح میں) برکت دے اور تم پر اپنی برکتیں قائم و دائم رکھے اور تم دونوں میاں بیوی میں خیر و سلامتی کے ساتھ اتفاق پیدا فرمائے۔

چالیسواں سبق

[1]: شرعی حلالہ کا ثبوت

﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ فَإِمْسَاكَ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ وَلَا يَحِلُّ لَكُمُ أَنْ تَأْخُذُوا بِمَا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِتِلْكَ حُدُودِ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهُمَا وََمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَتَرَكَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝﴾

(البقرہ: 229، 230)

ترجمہ: طلاق رجعی دوبار تک ہے اس کے بعد دستور کے موافق رکھ لینا ہے یا عہدگی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔ پھر اگر وہ اس کو (تیسری بار) طلاق دے دے تو اب وہ عورت اس کے لیے حلال نہیں جب تک کہ وہ عورت اس کے سواء دوسرے خاوند سے نکاح نہ کر لے۔ پھر اگر دوسرا خاوند بھی اسے طلاق دیدے تو ان دونوں کو میل جول کر لینے میں کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ ان کو علم ہو کہ وہ اللہ کی حدوں کو قائم رکھ سکیں گے۔ یہ اللہ کی حدود ہیں جنہیں وہ جاننے والے لوگوں کے لیے بیان فرما رہا ہے۔

[2]: تین طلاقوں کے بعد حلالہ شرعی کا حکم

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَتَزَوَّجَتْ فَطَلَّقَ فَسَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتَحِلُّ لِلأَوَّلِ؟ قَالَ: "لَا حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَهَا كَمَا ذَاقَ الْأَوَّلُ".

(صحیح البخاری: ج 2 ص 791 کتاب الطلاق: باب من أجاز طلاق الثلاث)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین

طلاقیں دیں، اُس عورت نے دوسرے شخص سے نکاح کر لیا۔ دوسرے شخص نے بھی اس کو طلاق دے دی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کیا یہ عورت پہلے شخص کے لیے حلال ہو گئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نہیں! جب تک پہلے شوہر کی طرح دوسرا شخص بھی اس کا ذائقہ نہ چکھ لے (یعنی ہمستری نہ کر لے)“

اس حدیث میں ”طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا“ کا جملہ ہے جس کا ظاہری تقاضا یہی ہے کہ اس عورت کو خاوند نے یہ تین طلاقیں اکٹھی دی تھیں۔

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی (متوفی 852ھ) اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

فَالْتَمَسْتُ بِظَاهِرِ قَوْلِهِ "طَلَّقَهَا ثَلَاثًا" فَإِنَّهُ ظَاهِرٌ فِي كَوْنِهَا حَجْمُوعَةً.

(فتح الباری لابن حجر: ج 9 ص 455 باب من جوز الطلاق الثلاث)

ترجمہ: (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا تین طلاق کے تین ہونے پر) استدلال اس روایت کے الفاظ ”طَلَّقَهَا ثَلَاثًا“ سے ہے کیوں کہ یہ الفاظ اس بارے میں بالکل ظاہر ہیں کہ اس شخص نے تین طلاقیں اکٹھی دی تھیں۔

اور اس حدیث کا یہی مطلب اس کا حافظ بدر الدین محمود بن احمد بن موسیٰ العینی الحنفی (متوفی 855ھ) بھی بیان کرتے ہیں۔

(عمدة القاری: ج 20 ص 336 باب من جوز الطلاق الثلاث)

[3]: اعتبار خاتمہ کا ہے

عقیدہ: عمر بھر کوئی کیسا ہی بُرا یا بھلا ہو مگر جس حالت پر اس کا خاتمہ ہوتا ہے اسی کے موافق اس کا اچھا بر ابدلہ ملتا ہے۔

عقیدہ: آدمی عمر بھر میں جب کبھی توبہ کرے یا مسلمان ہو اللہ کے یہاں مقبول ہے البتہ مرتے دم جب سانس ٹوٹنے لگے اور عذاب کے فرشتے دکھائی دینے لگیں تو اس

وقت نہ توبہ قبول ہوتی ہے اور نہ ایمان۔

[4]: خانگی زندگی کے بقیہ مسائل واحکام

اکٹھی تین طلاق دے کر اپنا گھر برباد نہ کیجئے:

بغیر کسی شرعی وجہ کے طلاق نہ دینی چاہیے۔ طلاق اللہ کو انتہائی ناپسند ہے۔
طلاق سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں اور شیطان خوش ہوتا ہے۔

(صحیح مسلم: ج 2 ص 376 کتاب صفۃ القیامۃ۔ باب تحریش الشیطان وبعثہ سرایہ القتیۃ الناس)

بلا وجہ طلاق دینے سے عرش الہی لرزتا ہے۔ جو عورت بلا وجہ طلاق کا مطالبہ کرتی ہے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح: ص 283 کتاب الطلاق)

حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز اللہ کے نزدیک طلاق ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح: ص 283 کتاب الطلاق)

لہذا بلا وجہ طلاق دینا سخت گناہ ہے۔ اس سے بچنا چاہیے۔

باہمی اختلاف میں قرآنی ہدایات:

نکاح اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ شوہر اور بیوی دونوں کو اس نعمت عظیم کی قدر کرنی چاہیے۔ خوشگوار زندگی اور نکاح کے مقاصد کے حصول کے لیے شوہر و بیوی میں سے ہر ایک کو دوسرے کے حقوق معلوم کرنا اور ان حقوق کو ادا کرنا بہت ضروری ہے۔ اسی سے ازدواجی زندگی میں سکون اور اطمینان پیدا ہو سکتا ہے۔ قرآن و حدیث میں ان حقوق کو بیان کیا گیا ہے۔

اگر خدا نخواستہ شوہر اور بیوی میں اختلاف رونما ہو، اگر شوہر کا قصور ہو تو بلا تاخیر اسے اپنی اصلاح کر لینی چاہیے اور بیوی کے حقوق ادا کرنے چاہئیں اور اگر قصور بیوی کا ہو تو اللہ کی ہدایت یہ ہے کہ نرمی محبت اور پوری ہمدردی اور دل سوزی سے بیوی

کو سمجھائے، شوہر کی اطاعت پر جو وعدے ہیں وہ بتائے اور نافرمانی پر جو وعیدیں ہیں وہ سنائے، معصوم بچوں کا انجام سمجھائے۔

یہ اصلاح کا پہلا درجہ ہے۔ اگر اس کوشش سے معاملہ سدھر جائے تو بہت خوب ورنہ دوسرا درجہ یہ ہے کہ اپنا بستر اس سے علیحدہ کر لے ممکن ہے کہ یہ ظاہری دوری تعلق کے پختہ ہونے کا سبب بن جائے اور عورت اس کی وجہ سے اپنی بد خلقی اور نافرمانی سے باز آجائے لیکن یہ ترک صرف بستر کی حد تک ہو مکان کی جدائی نہ ہو۔ عورت کو مکان میں تنہا نہ چھوڑے۔ اگر عورت اس شریفانہ سزا و تنبیہ سے بھی متاثر نہ ہو تو تیسرا درجہ یہ ہے کہ اسے معمولی طور پر مارنے کی اجازت ہے جس سے اس کے بدن پر اثر نہ پڑے اور زخم وغیرہ نہ آئے۔ چہرے پر ہر گز نہ مارے۔ اس سزا کی گنجائش تو ہے مگر شریف مرد اسے اختیار نہیں کرتے جیسا کہ حدیث ہے: ”اچھے مرد مارنے کی سزا عورتوں کو نہ دیں گے۔“ چنانچہ انبیاء علیہم السلام سے کہیں ایسا عمل منقول نہیں۔

اگر ان تین تدبیروں سے بھی کام نہ چلے اور آپس کا اختلاف ختم نہ ہو تو اب قرآنی ہدایت یہ ہے کہ مرد و عورت کے خاندان میں سے ایک ایک بندہ مقرر ہو اور وہ دونوں حکم [ثالث] میاں بیوی میں اصلاح اور بھلائی کی نیت سے اخلاص کے ساتھ طرف داری کے جذبہ سے خالی ہو کر صلح کرانے کی کوشش کریں۔ جس کی غلطی ثابت ہو اس کو اپنی غلطی کے اعتراف اور اس کے اصلاح کی تاکید کریں۔ بہت ممکن ہے کہ اصلاح کی شکل نکل آئے اور دونوں کا گھر آباد ہو جائے۔

اگر یہ حکم [ثالث] کوشش کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچیں کہ دونوں کا نباہ مشکل ہے، دونوں میں رنجش اس درجہ بڑھ گئی ہے کہ حقوق زوجین پامال ہو رہے ہیں اور نبھاؤ کی کوئی شکل نظر نہ آتی ہو تو ایسی صورت حال کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ

محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1176ھ) فرماتے ہیں کہ ایسی حالت میں بہ جبر واکراہ (زبردستی) دونوں کو نکاح پر برقرار رکھنا بلائے عظیم ہے (ایسی نازک حالت میں طلاق دے دینا ہی مناسب ہے)۔

(حجۃ اللہ البالغۃ: ج 2 ص 398)

یہ ہدایات قرآن مجید سورۃ النساء (آیت نمبر 34 اور 35) میں مذکور ہیں۔

طلاق دینے کا صحیح طریقہ:

جب شوہر طلاق دینے کا ارادہ کرے تو طلاق کا احسن (سب سے بہتر) طریقہ یہ ہے کہ شوہر ایسے طہر میں جس میں صحبت نہ کی ہو صرف ایک طلاق دے، عدت گزر جانے پر عورت شوہر سے بالکل جدا ہو جائے گی اور جہاں چاہے نکاح کر سکے گی۔ یہ طریقہ سب سے بہتر ہے۔ ایک طریقہ ”طلاق حسن“ کا بھی ہے کہ ہر ایسے طہر میں جس میں صحبت نہ کی ہو ایک ایک طلاق دیتا رہے۔

آج کل مسلمانوں میں اکٹھی تین طلاق دے دینے کا برا رواج چل پڑا ہے۔ بلکہ بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ تین طلاق کے بغیر طلاق ہی نہیں ہوتی۔ یہ بالکل غلط ہے بلکہ ایک طلاق دینے سے بھی طلاق ہو جاتی ہے اور عدت پوری ہونے کے بعد عورت بائنہ ہو جاتی ہے اور جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔

تنبیہ:

آج کل لوگ جوش اور غصہ میں آکر یا غلط فہمی کی وجہ سے تین طلاق دے دیتے ہیں جب جوش اور غصہ ختم ہو جاتا ہے یا صحیح طریقہ معلوم ہوتا ہے تو پچھتاتے ہیں اور پریشان ہوتے ہیں۔ اگر صرف ایک طلاق دی ہو تو ایسی پریشانی نہ ہوگی۔ ایک طلاق دینے کے بعد شوہر بیوی کو اپنے ساتھ رکھنا چاہے تو بہت آسان ہے کہ اگر عدت پوری نہ ہوئی ہو تو شوہر کا صرف رجوع کر لینا کافی ہے، رجوع کر لینے سے عورت

اس کے نکاح میں حسب سابق قائم رہے گی اور عدت پوری ہو گئی ہو اور دونوں ساتھ رہنے پر رضا مند ہوں تو دونوں کی رضا مندی سے دوبارہ نکاح کرنا کافی ہو گا، حلالہ شرعی کی ضرورت نہ ہو گی۔ البتہ ان دونوں صورتوں میں اب شوہر کو صرف دو طلاق کا اختیار باقی رہے گا۔ آئندہ کبھی ایک طلاق اور دے گا تو پھر صرف ایک طلاق کا اختیار باقی رہے گا اور اگر کبھی ایک اور طلاق دے گا تو عورت مطلقہ مغفلہ ہو کر حرام ہو جائے گی اور شرعی حلالہ کے بغیر حلال نہ ہو گی۔ اگر شوہر نے اکٹھی تین طلاقیں دے دیں تو شوہر گنہگار بھی ہو گا اور تین طلاق کے بعد دونوں اپنی رضا مندی سے اپنا گھر دوبارہ آباد کرنا چاہیں تو شرعی حلالہ ضروری ہو گا۔ شرعی حلالہ کے بغیر یہ عورت اپنے پہلے شوہر کے لیے حلال نہ ہو گی۔ قرآن و سنت سے یہی ثابت ہے۔ صحیح البخاری میں روایت ہے:

”حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت رفاعہ قرظی رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ! رفاعہ نے مجھے طلاق بتہ دے دی (یعنی تین طلاق دے دی ہیں اور صحیح مسلم کی روایت میں صراحۃً تین طلاق دینے کا تذکرہ ہے) اس کے بعد میں نے عبد الرحمن بن زبیر القرظی سے نکاح کیا اور ان کی حالت کپڑے کے پھندے کی طرح ہے (یعنی جماع پر قدرت نہیں)۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شاید تم دوبارہ رفاعہ کے پاس جانا چاہتی ہو (تو سن لو کہ) ابھی تم ان کے پاس نہیں جاسکتی (یعنی نکاح نہیں کر سکتی) یہاں تک کہ وہ (دوسرے شوہر) تمہارا مزہ چکھیں اور تم ان کا مزہ چکھو۔“ (مطلب یہ کہ وہ جماع کریں، اس کے بعد طلاق دے دیں تو عدت پوری ہونے کے بعد تم پہلے

شوہر رفاعہ سے نکاح کر سکتی ہو۔)

(صحیح البخاری: ج 2 ص 791 باب من اجاز الطلاق الثلاث، صحیح مسلم: ج 1 ص 463)

اس کے خلاف کرنے یا بیان کرنے والوں کے دھوکہ میں نہ آئیں اور زندگی حرام کاری میں گزار کر اپنی آخرت برباد نہ کریں۔ لہذا مسلمانوں کو اکٹھی تین طلاق دینے کا طریقہ بالکل چھوڑ دینا چاہیے۔ خاص کر غصہ کی حالت میں طلاق نہ دیں۔ غصہ میں شیطان انسان پر مسلط ہوتا ہے اس وقت سوچنے سمجھنے کی صلاحیت نہیں ہوتی اور جب طلاق دینے پر آتا ہے تو تین سے کم پر ٹھہرتا ہی نہیں۔ انسان کو چاہیے کہ غصہ کو قابو میں رکھے۔ حدیث مبارک میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ إِنَّمَا الشَّدِيدُ الذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ".

(صحیح البخاری: ج 2 ص 903 کتاب الادب باب الخذر من الغضب)

ترجمہ: پہلوان وہ شخص نہیں جو لوگوں پچھاڑ دے بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے اوپر قابو رکھے۔

اسی طرح مسلمانوں میں آج کل شراب نوشی کی عادت چل پڑی ہے اور شراب پینے کے بعد اکثر طلاق کے واقعات رونما ہوتے ہیں اور نشہ کی حالت میں اکثر تین طلاق دے دی جاتی ہیں جو واقع ہو جاتی ہیں اور اس کے بعد پریشانی ہوتی ہے۔ شریعت میں شراب پینا حرام ہے، شراب پینا پیشاب پینے کے برابر ہے۔ قرآن و سنت میں شراب کی بے حد مذمت بیان کی گئی ہے۔ شراب پینے کے بعد انسان ماں بہن میں فرق نہیں کر پاتا، عقل جیسی نعمت زائل ہو جاتی ہے۔ اس لیے معاشرہ میں شراب نوشی کی عادت کو بھی ختم کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ با اثر لوگوں کو اس سلسلہ میں عملی قدم اٹھانا چاہیے اور اس گناہ کبیرہ اور بری عادت سے مسلمانوں کو روکنے کی

ہر ممکن تدبیر کرنی چاہیے۔

مشورہ:

اگر طلاق دیے بغیر چارہ نہ ہو تو مناسب یہ ہے کہ طلاق دینے سے قبل کسی مستند تجربہ کار عالم یا مفتی سے مشورہ کر لیں۔ ان کے مشورہ پر عمل کریں ان شاء اللہ پیشیانی نہ ہوگی۔ بسا اوقات لوگ طلاق کا معاملہ وکیل کے پاس لے جاتے ہیں۔ وکیل بھی طلاق نامہ لکھنے میں عموماً تین طلاق لکھتے ہیں۔ ان کو بھی اس سے احتراز کرنا چاہیے۔ بہت ہی شدید ضرورت ہو تو صرف ایک طلاق لکھنے پر اکتفاء کریں۔ عورت یا اس کے گھر والوں کا اصرار ہو تو ایک طلاق بائن لکھیں۔ یہ مضمون اچھی طرح سمجھ لیں اور اس کے مطابق عمل کریں۔

[5]: زیادہ اجر والی دعا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ان کلمات کو دن میں سو مرتبہ پڑھے گا اس کو دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا، سو نیکیاں حاصل ہوں گی اور سو گناہ معاف ہوں گے اور سارا دن رات شیطان سے اس کی حفاظت ہوگی۔ وہ دعا یہ ہے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحُجُبُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(صحیح مسلم: ج 2 ص 242 کتاب الذکر والدعاء. باب فضل التحلیل والتسبیح والدعاء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ساری زندگی اپنے دین پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین.

یادداشت

نام.....

ولدیت.....

مکمل پتہ.....

.....

.....

اسکول / کالج / یونیورسٹی.....

تعلیم.....

الحمد للہ

میں نے یہ کورس اپنے استاذ محترم..... سے

بمقام.....

بتاریخ..... پڑھا۔ میں بات کا عزم کرتا ہوں کہ آئندہ

زندگی اللہ تعالیٰ کے احکامات اور نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق

گزاروں گا اور اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ بندوں کی تعلیمات سے سرِ مُوافاق

نہیں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمام مسلمانوں کو فتنوں اور باطل فرقوں سے

محفوظ فرمائے۔ آمین

دستخط استاذ محترم:.....

تاریخ:.....